https://ataunnabi.blogspot.com/

# شمس الہدایہ

فی اثبات

# حیاتِ المسیح علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندہ ہے [illegible] مُردہ نے تا دگر جیسے بُود
صبح [illegible] با تو حاضر است نصرت از وے خواہ کہ اُو خوش ناصر است

(اُردو)

# شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام

تصنیف لطیف

حضرت سید نا مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندہ نے تا ہمدم عیسیٰؑ بود
عیسیٰؑ روحِ تو با تو حاضر است

مُردہ نے تا دگرِ عیسیٰؑ بود
نصرت از وے خواہ کہ اُو خوش ناصر است

(رومیؒ)

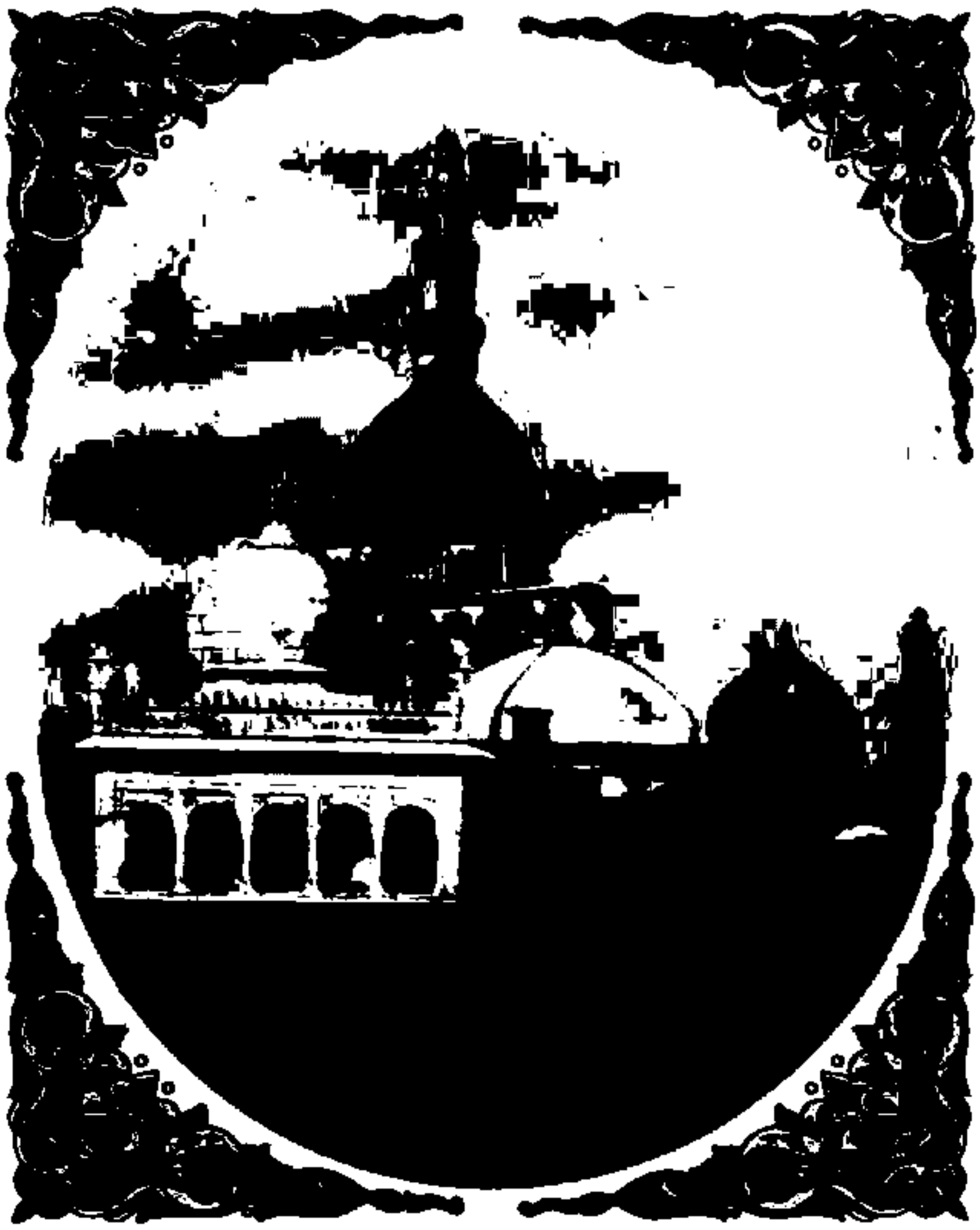

# شمس الہدایٰ فی اثباتِ حیاتِ المسیح علیہ السلام

تصنیفِ لطیف

## حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ، گولڑا شریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ○

ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یقیناً انہوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی طرف اُٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے

# شمس الہدایہ

فی اثبات

# حیاتِ المسیح علیہ السلام

تصنیفِ لطیف

زبدۃ المحققین رئیس العارفین مولانا حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہٗ

حسبِ ایماء

معدنِ صدق و صفا مخزنِ حلم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○

باہتمام

حضرت سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و حضرت شاہ عبدالحق شاہ صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ

○

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

بارِ سوم

مقامِ اشاعت ——— گولڑا شریف، ضلع راولپنڈی

تاریخِ اشاعت ——— صفر المظفر ۱۴۰۶ھ، اکتوبر ۱۹۸۵ء

خطاطی ——— خوشی محمد ناصر قادری خوش نویس خوش رقم جالندھری

——— تلمیذ پروین رقم، ۳۰۔ایس ۱۵۔بنک کالونی مسمن آباد لاہور ۲۹

مطبوعہ ——— پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، جی۔ٹی روڈ، باغبان پورہ لاہور

ہدیہ ———

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تقدیم

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے بنی نوعِ انسان کی دینی ہدایت کا جو سلسلہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا۔ وہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی بعثت کے ساتھ تکمیل کے انتہائی مراتب پر پہنچ گیا جس کے بعد کسی نئی آسمانی کتاب کی ضرورت نہ رہی نہ کسی نئے رسولِ دینی کی بعثت کا انتظار۔ خلافتِ راشدہ کے مبارک دور سے لے کر آج تک اسلامی تاریخ کے اوراق اس پر گواہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد بنی نوعِ انسان میں سے جس کسی نے بھی کسی دور میں ان حدود کو توڑنے کی کوشش کی حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ نے ایسے اسباب پیدا فرما دیئے جن سے باطل کی تمام ابلہ فریبیاں نیست و نابود ہو کر رہ گئیں۔ شاید اسی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے پہل دعویٔ نبوت کرنے سے گریز کیا اور اس دعوے سے قبل ۱۸۹۰ء سے ۱۹۰۰ء کے عشرہ میں اپنی جماعت تیار کرنے کے لئے اپنے آپ کو پہلے تدریجاً مجدد، پھر مثیلِ مسیح اور پھر مسیح موعود ثابت کرنے پر پورا زورِ قلم صرف کر دیا جس سے بعض سادہ لوح اردو خوان لوگ اور عوام متاثر ہونے لگے۔ اس پر مجددِ ملت، رہبرِ شریعت و طریقت حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸۹۹ء سنہ ۱۹۰۰ء میں بمطابق شعبان۔ رمضان ۱۳۱۷ھ اپنی دیگر دینی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر زیرِ نظر کتاب "شمس الہدایہ" تحریر فرمائی جس میں متعدد قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت کیا گیا کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سولی پر چڑھائے گئے بلکہ جسمانی طور پر زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور قیامت سے پہلے جب دجال ظاہر ہوگا جو یہود میں سے ایک شخص ہوگا اور امام مہدی علیہ السلام اس سے جہاد میں مصروف ہوں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں آسمان سے نزول فرما کر حضرت امام مہدی علیہ السلام سے مل کر جہاد کریں گے اور دجال کو فلسطین کے ایک مقام "بابِ لُد" پر قتل کریں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج زمین پر پھیل جائیں گے جو بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک ہو جائیں گے جس کے بعد مسلمان پورے امن و سکون سے رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ عالیہ میں مدفون ہوں گے۔

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب برِصغیر کے علمی طبقہ میں نہایت مقبول ہوئی حتیٰ کہ اختلافِ مسلک کے باوجود اہل حدیث کے مشہور عالم مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی نے امرتسر سے آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ شمس الہدایہ کے مطالعہ سے نہایت محظوظ و مستفید ہوا۔ امرتسر ہی کے ایک مولوی حبیب اللہ صاحب نے لکھا کہ شمس الہدایہ کے مطالعہ سے بعض مرزائی تائب ہو کر سیدھی راہ پر آ گئے۔ وہ خود بھی پہلے مرزائی تحریروں سے کچھ متاثر تھے۔ مگر حضرت مؤلفؒ کی کتاب نے انھیں صراطِ مستقیم پر قائم رہنے میں مدد دی۔ اور پھر وہ اپنے شکوک کے ازالہ کے لیے حضرت مؤلف سے رجوع کرتے رہے، جس کی تفصیل حضرتؒ کے فتاویٰ مہریہ میں موجود ہے۔ خدا کی شان کہ پھر انہی مولوی حبیب اللہ صاحب نے ردِ مرزائیت میں ایسی مفید کتابیں لکھیں کہ دیوبندی مکتبِ فکر کے مشہور علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی انھیں اپنے حواشی قرآن میں سورۃ "اَلْمُؤْمِنُوْنَ" آیت ۵۰ کی تشریح کرتے ہوئے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ چنانچہ اس چیز کا قادیانی حلقہ میں سخت ردِ عمل ہوا۔ اور اس رسوائی کا داغ مٹانے کے لیے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب کی طرف سے ایک اشتہار تمام ہندوستان میں تقسیم کیا گیا جس میں برِصغیر کے تمام مشائخ و علماء کرام کو عموماً اور حضرت مؤلف "شمس الہدایہ" کے ساتھ چھیاسی جید علماء حضرات کو خصوصاً لاہور میں ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو مناظرہ کی دعوت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



دی گئی۔ اِس کھُلے چیلنج کو سب سے پہلے حضرت مؤلفؒ نے قبول کرتے ہُوئے اپنی طرف سے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو اِشتہار شائع کر دیا اور حسبِ وعدہ ۲۵۔ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور تشریف لے گئے لیکن مرزا صاحب میدانِ مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکے جس سے مرزائیوں کو نہایت خفّت اُٹھانی پڑی۔

مناظرۂ لاہور میں شکستِ فاش کھانے کے بعد بھی مرزا صاحب نے اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لیے بہتیرے جتن کیے۔ پہلے سُورۂ فاتحہ کی عربی تفسیر کو "اعجاز المسیح" کے نام سے شائع کروایا۔ پھر سال بھر بعد نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اور مزید ایک سال بعد اپنے ایک تنخواہ دار محمد حسن امروہی سے "شمسِ بازغہ" کے نام سے ایک کتاب لکھوائی جو بظاہر تو "شمس الہدایہ" کی تردید میں تھی لیکن درحقیقت بے سروپا مضامین اور مؤلف "شمس الہدایہ" کے خلاف بیہودہ گوئی کا مجموعہ تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۲ء میں حضرت مؤلفؒ نے اِس موضوع پر اپنی مشہور کتاب "سیفِ چشتیائی" شائع کرائی جس پر برِصغیر کی علمی دُنیا نے آپ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ اِس کتاب میں مرزا صاحب کی کتاب "شمسِ بازغہ" کا مُنہ توڑ جواب دیا گیا تھا۔ اور اُن کی اعجازی تفسیر پر ایک سو کے قریب اِتنے زوردار اعتراضات کیے گئے کہ نیم خواندہ عربی دانوں نے بھی اِس اعجازی تفسیر پر آوازے کسے۔ اِن سب چیزوں کی تفصیل تو حضرت کی مذکورہ تصانیف اور آپ کے حالاتِ زندگی راقم الحرُوف کی مؤلفہ کتاب "مہرِ مُنیر" سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ ذیل میں مؤلف "شمسِ بازغہ" کے بعض ناشائستہ عربی اشعار کے جواب میں راقم اپنے چند عربی اشعار بدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ جن میں اس تفصیل کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

حضرتِ مؤلفؒ کے وصال کے بعد آپ کے عظیم فرزند حضرت سیّد غلام محی الدّین شاہ صاحبؒ المعروف حضُور بابُوجیؒ اپنی تمام زندگی ہمیشہ تحریکِ ختمِ نبوّت میں سرگرم حصّہ لیتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مُسلم لیگی حکُومت کے اس رویّہ سے سخت شاکی رہے جو اُس نے تحریک کے کچلنے کے لیے اِختیار کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو مُلک محض حضُور خاتم النّبیینؐ کی نظرِ کرم کے صدقے میں معرضِ وجُود میں آیا اُس کے قائدین حضُورؐ کی ختمِ نبوّت کے شیدائیوں سے کیسا بے دردانہ سلُوک کر رہے ہیں۔ لاہور ختمِ نبوّت کانفرنس میں آپؒ نے تمام مکاتبِ فکر کے راہنماؤں کو متحد کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور جلسے جلوس میں اصُولاً اِحتراز کے باوجُود اِس کانفرنس کے کئی اجلاس میں شریک ہُوئے۔ علاوہ ازیں اُس وقت کے گورنر جنرل غلام محمّد، وزیرِ اعظم خواجہ ناظم الدّین اور دُوسرے زُعمائے حکُومت سے اِس مسئلہ کے مُناسب اور مُستقل حل کے سلسلہ میں مُلاقاتیں کیں۔

جن دنوں رابطہ عالمِ اِسلام کی کانفرنس مکّہ شریف میں ۱۹۷۴ء میں مُنعقد ہُوئی۔ اُن دنوں حضرت بابُوجیؒ بوجہ علالت ہسپتال میں تھے، رابطہ عالمِ اِسلام کانفرنس نے ایک قرارداد پاس کی تھی جس میں تمام اِسلامی ممالک سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ مرزائیوں کو غیر مُسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ جب حضُور بابُوجیؒ نے یہ خبر سُنی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا خُدا کرے پاکستان میں تو اِس پر جلد عمل ہو۔ بیماری کی شدّت کے باوجُود روزانہ تحریکِ ختمِ نبوّت کے متعلق اِستفسار فرماتے تھے اور یہی آرزُو لے کر ۲۲ جُون ۱۹۷۴ء کو واصل بحق ہُوئے۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں راولپنڈی میں ایک عظیم مشائخ کانفرنس ہُوئی جس میں دربارِ عالیہ گولڑا شریف کی نمائندگی راقم الحرُوف نے کی۔ اِس کانفرنس میں بھی مرزائیوں کو غیر مُسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی گئی۔ دُوسرے ہی دن اُس وقت کے وزیرِ اعظم مسٹر بھٹّو، سپیکر قومی اسمبلی اور حکومت کی طرف سے اِس سلسلہ میں مقرر کردہ رہبر کمیٹی کے ممبران کو علیحدہ علیحدہ مہرِ مُنیر کے نسخے بمعہ خطُوط ارسال کیے گئے جن میں اِس مطالبہ کی پُرزور حمایت کی گئی۔ اِتفاق دیکھیے کہ ۱۹۷۴ء کے اگست ہی کے مہینہ میں عوامی مطالبہ کے پیشِ نظر پاکستان کی قومی اسمبلی نے اُس مسودہ قانون کو پاس کرنے کی سفارش کر دی جس کی رُو سے مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری، اپنے مخصُوص غیر اِسلامی عقائد کی بنا پر دائرۂ اِسلام سے خارج ہیں۔ اور پھر دس سال بعد ۱۹۸۴ء کے اگست کے مہینہ ہی میں حکُومتِ پاکستان کی مقرر کردہ شرعی عدالت نے لاہور میں مرزائیوں کی اپیل مسترد کر دی جو اُنھوں نے صدارتی آرڈیننس کے خلاف کی تھی جس میں مرزائیوں کو اپنے آپ کو کسی طرح سے بھی مُسلمان ظاہر کرنے اور اپنے عبادت خانوں کو مساجد کا نام دینے سے منع کیا گیا تھا۔ اِس طرح

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



سے منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف حضرتِ مؤلفؒ نے جو خاص مہم اگست ۱۹۰۰ء میں شروع فرمائی تھی وہ اگست ۱۹۸۴ء میں اپنے منطقی نتیجہ پر پہنچ گئی اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے خلاف کام کرنے والوں کا پردہ پوری طرح سے چاک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی اس گراں بہا اور مخلصانہ دینی خدمت کے صدقے میں راقم الحروف اور دیگر تعاون کرنے والے حضرات خصوصاً حضرتؒ کے نیازمندان محمد حیات خان اور محمد فاضل خان جنھوں نے اس کتاب کے موجودہ ایڈیشن کو دیدہ زیب بنانے میں بڑی کاوش کی اور سب قارئین کرام کو نیک جزا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

راقم الحروف

فیض احمد فیضؔ عفی عنہ

متوطن بستی بجتاور، ضلع بھکر

حال مقیم دربارِ عالیہ گولڑا شریف

اگست ۱۹۸۵ء

ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

# اَلتَّقْرِیْمُ الْمَنْظُوْم

بِحَمْدِ اللّٰہِ بُشْرٰی لِلْاِمَام  مُجَدِّدِ مِلَّۃٍ قُطْبِ الْاَنَام

بحمد اللہ کہ امام اور مجددِ ملت قطب انام کے لیے خوشخبری اور بشارت ہے

اَرٰی شَمْسَ الْھِدَایَۃِ طَالِبِیْھَا  وَاَذْھَبَ نُوْرُھَا کُلَّ الظَّلَام

اس کتاب کے ذریعہ سے امام موصوف نے ہدایت کے طلبگاروں کو ہدایت کا سورج دکھادیا جس کے نور نے سب تاریکی کو زائل کردیا

بِھَا خَجِلَ الْکَذُوْبُ الْقَادِیَانِیْ  وَاَیْنَ الْکِذْبُ مِنْ صِدْقِ الْکَلَام

اس شمس ہدایت سے جھوٹا قادیانی شرمندہ ہوگیا۔ بھلا سچ کے مقابلہ میں جھوٹ کی کیا مجال

فَلَمَّا اَنْ رَاٰی ذُلًّا صَرِیْحًا  تَفَاخَرَ بِالدَّعَاوِیْ فِی الْعَوَام

پھر جب قادیانی نے واضح ذلت دیکھ لی۔ تو جمہور عوام میں مختلف قسم کے بلند بانگ دعووں پر اترانے لگا

فَفِیْ لَاھُوْرَ بَارَزَہٗ وَلِیٌّ  نَجِیْبٌ سَیِّدٌ فَخْرُ الْکِرَام

جس کے فوراً بعد ایک خدا کے ولی نجیب الطرفین فخرِ کرام سید نے اُسے لاہور میں مباحثہ کے لیے للکارا

شَھِیْرٌ بِاسْمِ مِھْرٍ عَلِیٍّ شَرِیْفٍ  فَلَوْ یَاْتِ الْکَذُوْبُ اِلَی الْمَقَام

جو مہر علی کے نام گرامی سے مشہور ہیں۔ لیکن جھوٹا مدعی مقام مباحثہ تک آنے کی جرأت بھی نہ کرسکا

بِھَا اُمِرَ الْمُجَدِّدُ مِنْ رَّسُوْلٍ  عَلَیْہِ صَلٰوۃُ رَبِّیْ بِالسَّلَام

اس مبارزہ اور مباحثہ کے لیے مجدد موصوف حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور کیے گئے تھے

وَبُشِّرَ مِنْہُ بِالتَّاْیِیْدِ غَیْبًا  وَمِنْ شَیْخٍ لَدَا الْبَیْتِ الْحَرَام

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور بیت الحرام میں ایک محترف بزرگ کی جانب سے آپ کو غیبی تائید کی بشارت ملی

وَصَنَّفَ سَیْفَ چِشْتِیَۃٍ کِتَابًا  لِقَطْعِ مَتِیْنِ مُتَنَبِّیَ اللِّئَام

اور آپ نے (شمس الہدایہ کے بعد) مشہور کتاب سیفِ چشتیائی تالیف فرمائی۔ تاکہ جھوٹے نبی کی شہ رگ کاٹی جائے

فَمَا اسْطَاعُوْا لِرَدِّ الْحَقِّ لٰکِنْ  اَتَوْا سَفَھًا بِسَبٍّ وَاتِّھَام

مرزائی حق بات کی تردید کی طاقت تو نہیں رکھتے تھے۔ ہاں حماقت سے دشنام طرازی اور الزام تراشی کرتے رہے

وَذَا مِنْ عَادَۃِ الْجُھَّالِ طُرًّا  اِذَا بُھِتُوْا ھَذَوْا عِنْدَ الْکَلَام

اور جاہلوں کی عام عادت ہے کہ جب حیران اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو بے بودہ گوئی پر اتر آتے ہیں

فَمَنْ شَاءَ اطِّلَاعًا عَلٰی مَزِیْدٍ  فَمِھْرٌ مُنِیْرٌ کَشَّافُ الْمَرَام

جو شخص اس سے مزید تفصیل کا خواہش مند ہو تو راقم کی مؤلفہ کتاب "مہرِ منیر" اس مقصد کے لیے کافی ہے

---

لے یعنی حضرت الحاج حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



# شمس الہدایہ فی اثباتِ حیاتِ المسیح علیہ السلام

## فہرست مطالب


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | وجہِ تصنیفِ کتاب، مرزا قادیانی کے ابلہ فریب دلائل کا خلاصہ، حضرت مؤلفؒ کا مرزا قادیانی سے کلمہ طیبہ کے بارے میں سوال، حیاتِ مسیح علیہ السلام کے متعلق اہلِ اسلام کے اجماعی عقیدہ کا بیان اور مرزا قادیانی کے دلائل کا جواب | ۱ |
| ۲ | فائدہ جلیلہ، آیت وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی توضیح میں نحو اور علمِ کلام کی دقیق بحث | ۵ |
| ۳ | آیتِ بالا اور متعلقہ آیات کے بارے میں مرزا قادیانی اور بعض دیگر لوگوں کے غلط موقف کی تردید | ۹ |
| ۴ | وجوہاتِ بطلانِ مذہب مرزائیہ دربارہ رفع عیسیٰ علیہ السلام بحوالہ آیاتِ قرآنی واحادیثِ مبارکہ | ۱۱ |
| ۵ | آیتِ قرآنی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی توضیح | ۱۳ |
| ۶ | عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نزول قبل از یوم القیامۃ کے متعلق ذکر الاحادیث | ۱۶ |
| ۷ | حضرت ابنِ عباسؓ کی تفسیر در معنی مُتَوَفِّيْكَ کی توجیہ | ۲۵ |
| ۸ | قرآن کریم اور لغت سے لفظ تَوَفِّی کا موت کے علاوہ دیگر معانی میں استعمال | ۳۰ |
| ۹ | تفسیر ابنِ عباسؓ کے بارے میں مرزا قادیانی اور اُن کے مریدوں سے ایک دلچسپ واجبی مطالبہ۔ | ۳۲ |
| ۱۰ | حدیثِ شیخ اکبرؒ دربارہ زریب بن برتملا وصی عیسیٰ علیہ السلام | ۳۷ |
| ۱۱ | حضرت حسنؒ بصری کی حضرت علیؓ سے روایت اور ملاقات اور حضرت حسنؒ بصری کی ایک روایت کی تفصیل | ۴۰ |
| ۱۲ | آیتِ قرآنی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ..... پر مرزا قادیانی کی تقریر کا جواب اور امروہی قادیانی کے رسالہ اعلام الناس میں ایک غلط توجیہ اور اُس کا ردّ | ۴۲ |
| ۱۳ | احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کے حلیہ کے بارے میں روایات کی تطبیق | ۴۳ |
| ۱۴ | حدیث رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِس کے مصداق کا بیان | ۴۳ |
| ۱۵ | آیتِ قرآنی قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا سے مرزا قادیانی کے مغالطہ کا جواب | ۴۴ |
| ۱۶ | زمین پر نزولِ ملائکہ کا ثبوت اور ملائکہ کو ارواح کواکب ماننے کی تردید | ۴۶ |
| ۱۷ | تسبیح وتقدیس بھی اکل وشرب کی طرح باعثِ حیات ہو سکتی ہے | ۴۸ |
| ۱۸ | قادیانی کا ازالہ اوہام میں احیائے موتیٰ کو مسمریزم قرار دینے کا ردّ | ۴۸ |


marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱۹ | آیتِ قرآنی اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ سے قادیانی اِستدلال کا جواب | ۴۹ |
| ۲۰ | آیتِ قرآنی وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا سے قادیانی کی وفاتِ مسیح پر دلیل اور اُس کا جواب | ۴۹ |
| ۲۱ | آیتِ قرآنی قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ سے اِستدلال کا جواب | ۴۹ |
| ۲۲ | آیتِ قرآنی فِیْھَا تَحْیَوْنَ وَفِیْھَا تَمُوْتُوْنَ سے اِستدلال کا جواب | ۵۱ |
| ۲۳ | قصۂ عودِ اِلیاس سے اِستدلال کا جواب | ۵۱ |
| ۲۴ | سورہ ہائے "قدر"، "بینہ" اور "زلزال" کی مشہور تفسیر اور قادیانی شبہات کا تفصیلی رد | ۵۴ |
| ۲۵ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض مشہور پیشگوئیوں کی تفصیل | ۵۷ |
| ۲۶ | قادیانی کے ایک فلسفی اشکال کا جواب | ۵۹ |
| ۲۷ | احادیثِ خروجِ دجّال | ۶۱ |
| ۲۸۱ | لَا مَھْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی کی روایت کی تشریح اور جواب | ۶۴ |
| ۲۹ | قادیانی تاویلات اہلِ اسلام کے لیے نہایت مُضِر اور مُہلک ہیں | ۶۶ |


marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَصَحْبِہٖ

اَمَّا بَعْدُ حضراتِ ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ آج کل موادِ فطرتِ انسانی تعصب کی ہواؤں اور جہالت کے بخارات سے متعفن اور گندے ہو رہے ہیں اور ایسا ہی ہونا تھا کیونکہ ہدایت اور استقامت کا سورج قریب ڈوبنے کے آگیا۔ استواء کا زمانہ جس سے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ حکایت ہے۔ دور رہ گیا بسبب فقدانِ تقویٰ کے نہ تو اشراقِ نوری اور انشراحِ صدری ہے تاکہ وعدہ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا کا مستحق ہو کر فارقِ بین الحق والباطل نصیب ہو اور نہ لیاقتِ علمی جس کے ذریعہ سے مرادِ شارع کو سمجھ کر عمل نہ سہی اعتقاد کو تو مطابق مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کے درست رکھیں۔ بغیر ظاہر پرستی اور سخن سازی ہوس بازی اور فتنہ پردازی کے اور کچھ نہیں۔ سادہ پنی اور راستی سے جو منجملہ شعائرِ اسلام و اوضاعِ صحابہ کرام ہیں، نفرت۔ تصنع اور ناراستی و ہوس بازی سے جو از کمالاتِ تعلیم لندن ہیں محبت۔ معہذا ابنائے زمان ہر دو فن مذکورۃ الصدر۔ یعنی اشراقِ نوری اور لیاقتِ علمی میں اپنے زعم میں خود ہی یکتائے زمانہ اور متفرد ہیں۔ گو کہ مکاشفاتِ انبیاء عظام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین میں بزعم ان کے غلطی فی الکشف یا فی التعبیر بھی واقع ہو۔ مگر ان حضرات کے معایبات میں تاویل تک بھی ناممکن ہے ایسا ہی علمائے سلف سَکَّرَ اللّٰہُ مَعْیَھُمْ کے اجتہادات اور امتِ مرحومہ کا اجماع گو کہ لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ بھی اس کی شان میں وارد ہو۔ تاہم یہ سب ان کے نزدیک نادانوں کے خیالات اور کورانہ اجماع جن کو سوائے عرب اونٹ چرانے والوں کے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ کوئی فرقہ مہذبین یعنی تعلیم یافتگانِ لندن سے تسلیم نہ کرے۔ (صفحہ ۲۶۸۔ ازالۂ اوہام)۔ کوئی وجہ ان کی صحت کے لیے نہیں۔ الا درصورتے کہ ان حضرات کی رائے اور استنباط پر منطبق کیے جائیں دیکھو ازالۂ اوہام و ایام الصلح۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

علمائے زمان عرصہ سے اس بچگان خوشہ چین علمائے کرام کو بھی ایسے حقائق و معارف سے جو تالیفاتِ مرزا صاحب ازالۂ اوہام و دافع الوساوس و ایامِ صلح میں مندرج ہیں مطلع فرماتے تھے راقم الحروف ان کو لعن طعن سے بخیال اس کے کہ خلافِ شعائرِ اسلام ہے اور عکسِ ارشادِ مشائخ بھی رضی اللہ عنہم اجمعین روکتا رہا۔ آخر الامر جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر محفل میں اظہارِ حقیت عقیدۂ مرزائیہ اور تکذیب و تجہیل بلکہ تکفیر علمائے کرام کی جن کا اعتقاد مطابق سلفؓ کے تھا ہونے لگی۔ تو اس اثناء میں چند احباب نے مجھے کچھ مضامین مرزا صاحب کی تالیفات کے سنائے۔ گو کہ میں بھی ابنائے زمان کی طرح بسبب کم علمی اور محروم ہونے اشراقِ نوری سے قابل اس امر کے نہ تھا کہ ناظرین کو آج کل کے دھوکوں سے بچاؤں۔ مگر تکفیر اور تجہیل سلف و مشائخ زمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سننے کی برداشت مجھ سے نہ ہو سکی اور عقیدہ حقہ کا یوماً فیوماً اضمحلال گوارا نہ کر سکا۔ لہٰذا یہ چند مضامین متعلق آیاتِ رفع و احادیثِ نزول محض حسبۃً للہ بغیر اس کے کہ محرک اس کا عناد یا حسد یا بغض کسی مسلمان بھائی سے ہو حسبِ رائے ناقص کے لکھے گئے تاکہ ابنائے زمان اتنی جرأت سے باز آئیں اور معانی جو مراد ہیں آیات اور احادیث سے ان کو واضح ہو جائیں اور چند اعتراضات ابلہ فریب سے جو استشہاد آیات و احادیث ازالۂ اوہام وغیرہ وغیرہ میں مذکور ہیں خوف کھا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



کر عقیدۂ اجماعیہ اہلِ اسلام سے انحراف کیا بلکہ آیت اور احادیث کو کچھ اور ہی نہ سمجھ لیویں کیونکہ اصول اُن کے ایسے ہیں جو عنقریب بلحاظ تعلیم یافتگانِ لندن باقی آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہاتھ ڈالیں گے۔

آج کل کے اُردو خوانوں اور زعمی مولویوں فاضلوں کا قصور نہیں۔ اُن بے چاروں کو جب مثلاً کہا جائے کہ بتاؤ میاں آیۃ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ اور ایسے ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ جس قرآن کے ساتھ تمہارا ایمان ہے اس میں موجود ہے یا نہیں۔ اور لفظ توفّی کا تیئیس ۲۳ جگہ قرآن کریم میں معنے موت ہی میں مستعمل ہے۔ اور افقہ الناس عبداللہ ابن عباسؓ نے بھی یہی معنی لیا۔ بخاری اور عباسی تفسیر ابن کثیر وغیرہ وغیرہ تو حسب قولہٗ تعالیٰ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے وعدہ وفات اور بمقتضائے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ الخ تحقیق موت عیسیٰ بن مریم اور رفع روحانی کا ہو چکا۔ اور آیۃ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ، اور ایسے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور ایسے ہی احادیثِ صحیحہ سب شہادت دے رہی ہیں کہ ارواحِ مقربین بعد الوفات جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور بعد دخولِ جنت کے پھر نکلنا اس سے بحکم آیۃ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ کے ناممکن اور مستلزم ہے وقوعِ کذب کو آیۃ مذکورہ میں۔ ایک فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کیا بلکہ آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ اور اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ بمامہا اور وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور مَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اور اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ اور فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ اور وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ اور كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اور وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا اور قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ اور هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّكَ اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا۔ وَقَالُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ اور حدیث صحیح کما قال العبد الصالح اور حدیث صحیح لَا یَاْتِیْ مِائَةُ سَنَةٍ عَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوْسَةٌ یَوْمَ الْیَوْمِ۔ یہ سب آیات اور احادیثِ صحیحہ بآوازِ بلند موت ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر دے رہی ہیں۔ علاوہ اس کے عقلِ انسانی اور قصۂ عود ایلیا بھی جو انجیل میں مذکور ہے صعود اور نزولِ مسیح سے بعینہٖ بجسدہ العنصری منکر ہیں احادیثِ نزولِ ابن مریم اور خروجِ دجال وغیرہ من جملہ مکاشفاتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ اور کشفِ اجمالی مثل دیکھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عورت پراگندہ بالوں والی کو کہ گرداگرد مدینہ طیبہ کے گھوم رہی تھی وغیرہ وغیرہ تعبیر طلب ہوتا ہے۔ بحالتِ خواب دیکھنے میں کچھ اور آتا ہے اور ظہور میں کچھ اور ہوتا ہے جیسا کہ خواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو دیکھا اور تعبیر اس کی وبار مدینہ طیبہ سے (زادہا اللہ شرفاً) فرمائی معہذا تعبیر میں وقوعِ خطا بھی ممکن ہے جیسا کہ خواب میں آپ نے یہی سمجھا کہ امسال مکہ معظمہ زادہا اللہ تکریماً جانا ہوگا۔ اور بعد مراجعت فرمانے کے حدیبیہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر میں تخصیص امسال کی غلطی ہوئی۔ الغرض آیات اور احادیثِ صحیحہ متذکرہ بالا باعث شدید ہیں ماوّل ٹھہرانے پر احادیث نزولِ مسیح وخروجِ دجال وغیرہ کے کیا معنے۔ احادیثِ نزول سے مراد ظہور اس شخص کا ہے جو مماثل ہو ابن مریم کا جیسا کہ مراد ایلیا کے دوبارہ آنے سے مثیل ایلیا یعنی ظہور یحییٰ کا بشہادت مسیح ابن مریم کے تھا۔ وہ شخص مثیل ابن مریم کا کون ہے میں ہوں یعنی مرزا صاحب۔ کیونکہ الہام منجملہ براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ کے ہے اور فتوحاتِ مکیہ اور میزان عبدالوہاب شعرانی وغیرہ۔"

بعد استماع اس کے بالضرور اُردو خوان اور نام کا مولوی تقریر مذکور کو جس کی بناء کی تشیید اور تلخیص کتاب اللہ اور سنت اور انجیل اور عقل سے ہو چکی ہے لامحالہ طوعاً و کرہاً مسلّم اور قبول کرے گا۔ نہ کرے تو کیا کرے۔ قرآن اور حدیث سے کیسے منکر ہو۔ لہٰذا یہ حرف ریزہ چند ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں تاکہ اس تقریر کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ اور اُسی پیٹے پاٹے راستہ پر چلیں جو مراد اس حدیث سے۔ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



تَمَسَّکْتُمْ بِاَمْرَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ (موطا امام مالک) اور قسمیہ کہتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب سے کسی قسم کا حسد یا عناد باعث تحریر اس رسالہ کا نہیں ہوا۔ بالتخصیص اگرچہ مرزا صاحب عرصہ سے اُن مشائخ عظام کو جن کے ساتھ یہ بے ہیچ بھی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہ کا تعلق رکھتا ہے بآوازِ بلند اپنی تالیفات میں القابِ مکروہہ سے پکار رہے تھے۔ اِس وجہ سے جناب موصوف کو کچھ اگر لکھا بھی جاتا تو بمقابلہ آپ کی اُس جرأت کے محلِ شکایت اور موجبِ گستاخی میں شمار نہ ہوتا۔ مگر تاہم بخیال اس کے کہ الحمد للہ کوئی شخص اہلِ اسلام میں سے بمقابلہ اعداء دین ہنود اور نصاریٰ کے کھڑا ہوا ہے۔ گو کہ ہم کو بُرا ہی کہے۔ ہم نے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ لعن وطعن والوں کو بھی کسی نہ کسی وجہ سے روکنا ہی چاہا۔ ہم تو خود قائل ہیں۔ بیت:۔

بطوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
تُو برُونِ در چہ کردی کہ دُرونِ خانہ آئی

اور خاموشی بمقابلہ ہتک مشائخ کرام رضوان علیہم اجمعین کے اِس وجہ سے نہ تھی کہ اُس کے سُننے کو ہم مکروہ اور مؤذی نہ سمجھتے تھے بلکہ موجب اس کا اِتباعِ مشائخ عظام ہی تھا جو فی الحقیقت اِتباع ہے سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ سُلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن سائر المشائخ کا مقولہ ہے۔ بیت:۔

آنہا کہ بجائے من بدی ہا کردند
گر دست رسد بجُز نکوئی نکنم

مرزا صاحب ایام الصلح کے صـ۱۳۲ میں لکھتے ہیں۔ اِس وقت زیرِ سقفِ نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد لاف برابری من زند من آشکارا می گویم و ہرگز باک ندارم۔ اَے اہالیِ اسلام درمیانِ شما جماعتے مے باشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت و مفسریت برمے فرازند و طائفہ اند کہ از نازشِ ادب پا بر زمین نگذارند و گرد ہے اند کہ دم بلند از خُدا شناسی زنند و خود را چشتی و قادری و نقشبندی و سُہروردی و چہا چہا گویند اِیں جُملہ طوائف را نزدِ من بیارید۔" الخ

آپ نے بجا فرمایا۔ وُہ لوگ چُونکہ مفسر اور محدث اور خُدا شناس ہیں تو پھر کیسی لاف زنی اور گردن فرازی اُن سے ظاہر ہو۔ بلکہ وُہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی لافوں سے بچاوے اور فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔ اور بلی عبد ناخضر کی طرف توجہ دِلائے۔ بیت:۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تُو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بخُدائے لایزال ولم یزل اپنی چشمِ دید عرض کرتا ہوں کہ مشاہیر اور مستورین کو بھی گروہِ اہل اللہ سے دیکھا کہ کمالاتِ باطنیہ از قسمِ مکاشفات وغیرہ اُن کے نفوسِ مطہرہ سے صِبْغَۃَ اللّٰہ کی رنگت اور کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یَبْصُرُ کا تماشا دِکھلا رہے تھے مگر کیا ممکن کہ نظر بر قدم اور ہوش در دم سے گردن اُٹھا کر کسی طرح کا دعویٰ یا لاف زنی کریں۔

اِس گستاخی کے بعد معروض خدمت ہے کہ طالبِ عرفان کو خصوصیتِ چہا وچہا سے کیا غرض حصولِ مطلب چاہیئے جس سے ہو آپ ہی معنے کلمہ طیبہ کا جو اصل ایمان اور عرفان کا ہے۔ فقط ظاہری طور پر فرما دیویں۔ محاورۂ قرآن کریم میں لفظ اِلٰہ کا در حالتِ اتصاف بالوحدہ مثل اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کے اور ایسا ہی وقت اضافت موحدین کی طرف مثل اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ اٰبَائِکُمْ مراد اس سے معبودِ حقیقی ہوتا ہے اور وقت استغراق کے مثل وَمَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اور جمعیت کی مثل لَوْ کَانَ ھٰؤُلَآءِ اٰلِھَۃً مَّا وَرَدُوْھَا اور ایسا ہی وقت اضافت کے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



مُشرکین کی طرف مُراد اس سے معبُودات ممکنہ مثل اصنام وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ بناءً علیہ لفظ اِلٰہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں واقع ہے مُراد اس سے اٰلِھہ ممکنہ ہوں گے۔ اَور نیز تقریب بھی اسی صُورت میں تام ہوتی ہے کیونکہ براہینِ خمسہ میں مُراد اٰلِھہ سے اصنام ہی ہیں مثلاً لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا بعد تعیین اِرادہ اصنام کے اِلٰہ سے کلمہ طیبہ میں تقدیرِ امکان یا وجُود کی مستلزم ہے وقوعِ کذب کو۔ (العیاذ باللّٰہ) اہل اِسلام میں جو کلمہ طیبہ ہے۔ کیونکہ اس وقت معنے یہ ہوگا کہ کوئی فرد افراد معبُوداتِ ممکنہ سے یعنی اصنام و کواکب وغیرہ ممکن نہیں یا موجُود نہیں۔ اَور اِستیلاء صفاتی بعضہا علیٰ البعض جیسا کہ منافی للوجُوب بر تقدیرِ وحدت وجُوب نہیں۔ ایسا ہی بر تقدیر تعدد بھی نہ ہوگا۔ بناءً علیہ اگر اِرادہ اِستحقاق للعبادۃ کا حقیقی طور پر جو مساوق للوجُوب ہے عنوان موضوعی یا محمولی سے بھی کیا جائے تو مستلزم لِمَا کَانَتَا یا لَفَسَدَتَا کو نہیں ہو سکتا۔ اَور ازلیت امکان چُونکہ مستلزم ہے امکانِ ازلیت کو مادۂ وجُوب میں۔ لہٰذا ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ جو نقیض ہے ضروریہ سالبہ کلیہ کی یعنی لَا اِلٰہَ مَوجُود بالضرورۃ کی۔ (العیاذ باللّٰہ) صادق ہوگا۔ الغرض تقدیرِ ممکن یا موجُود یا مستحق زعمی کی مستلزم ہے وقوعِ کذب کو مدعیٰ میں۔ اَور اِرادہ اِستحقاقِ واقعی کا مقتضی ہے بطلانِ براہین کو۔"

اِس تقریر سے ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ جواب تفتازانی اَور شیخ اکبرؒ وغیرہ علماء کا دفع اشکال مذکور میں مفید نہیں۔ جواب اِس کا حسبِ محاورۂ قرآنیہ چاہیئے۔ اَور یہ بھی معلوم ہو کہ فرق کرنا تعادق فیما بین الذوات اَور تعادق فیما بین الصفات میں بعد اشتراک فی الوجُوب کے مُفید نہ ہوگا جیسا کہ وجُوب بالذات اَور بالغیر میں۔ کیونکہ یہ مجوز ہے سلب صفات کو ذاتِ واجبیہ سے فی مرتبۃ من المراتب ایسی گفتگو کہ جس سے خود نمائی کی بُو آتے۔ شانِ عیسویت اَور وضع مہدویت کو ہرگز شایان نہیں۔

حضرات ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ دوبارہ متوجہ ہونا اِس بے ہیچ کا اس امر غیر معتاد کی طرف جس کو آج کل بڑا کمال سمجھا جاتا ہے مشروط ہے بایں شرط کہ اگر کوئی صاحب برخلاف مضامین مسطورہ رسالہ ہذا کے اپنے مسلک کو یا تو تفاسیرِ معتبرہ سے مثل اِبن جریر و اِبن کثیر کے جن میں روایات صحابہ کرامؓ بالاسناد مذکور ہوں اَور احادیثِ صحیحہ سے ثابت کرے اَور یا فقط قرآنِ کریم سے حسبِ اِستنباط اپنے کے مدعیٰ کو مدلل کرے جس کو عُلماء ثقات، فصحاء بلغا قبول فرمائیں۔ نہ کہ مثل ازالہ اَور ایام صُلح وغیرہ کے جن کی نقل اَور اِستنباط دونوں میں غلطی اَور سقم ہے۔ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَفْرِجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاغْفِرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الْمَظْھَرِ الْاَتَمِّ لِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

---

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



**سوال**۔ کیا ہے عقیدہ اجماعیہ اہلِ اسلام کا دربارہ مرفوع ہونے یعنی اُٹھائے جانے مسیح بن مریم کے آسمان پر۔

**جواب**۔ کافۂ اہلِ اسلام مسیح بن مریم کو مرفوع الی السماء بجسدہ العنصری مانتے ہیں اِلّا بعض اہلِ تحقیق کہ جسمِ برزخی کے قائل ہیں۔ مگر نزولِ مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں۔

**سوال**۔ یہ عقیدہ محض اجماعِ کورانہ اور لا اَصْلَ لَہٗ ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے یا کوئی دستاویز قرآن اور حدیث سے بھی رکھتا ہے۔

**جواب**۔ آیۃ کریمہ مَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ نص صریح ہے رفعِ جسمی میں۔

**سوال**۔ بَل رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے رفعِ روحانی مُراد ہے بشہادۃ محاورۂ قرآنیہ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔

**جواب**۔ کلمہ بَلْ آیۃ مذکورہ میں جس کا ترجمہ بلکہ ہوتا ہے ابطال ماقبل کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ زعمِ یہود کو جو عیسےٰ بن مریم کی مقتولیت اور مصلوبیت کے قائل تھے باطل کرتا ہے اور ماقبل اور مابعد بل اضرابیہ ابطالیہ کے متضاد ہوتے ہیں یعنی دونوں معاً متحقق نہیں ہوتے

## فائدہ جلیلہ

قولہٗ تعالیٰ وَمَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ من جملہ اقسام قصر الموصوف علی الصفۃ کی ایک قسم ہے یعنی قصر قلب کلمہ بَلْ کا مفرد میں اضراب یعنی اعراض کے لیے ہوتا ہے۔ اگر بعد امر یا اثبات کے واقع ہو تو اثبات حکم کا مابعد کے لیے کرے گا اور معطوف علیہ کو کالمسکوت عنہ کر دے گا اور بعد نفی یا نہی کے حکم اول یعنی منفی یا منہی کو برحال خود رکھے گا اور ضد اُس حکم کی مابعد کے لیے ثابت کرے گا۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ بَلْ عمروٌ اور لِیَقُمْ بَکْرٌ بَلْ خَالِدٌ پہلی مثال میں قیام کا اثبات عمرو کے لیے ہوگا نہ زید کے لیے کیونکہ عمر بَلْ کے مابعد واقع ہوا ہے اور ماقبل اس کے قَامَ زَیْدٌ مقولہ غلطی پر مبنی ہے۔ اور دوسری مثال لِیَقُمْ بَکْرٌ میں طلبِ قیام خالد سے ہے نہ بکر سے وغیرہ۔ اور نفی نہی کی صورت میں ماقبل کے لیے حکم نفی کا بحال رہے گا اور مابعد کے لیے اثبات کا جیسا کہ:۔

لم اکن فی مربع بل یتھما لاتضرب زیدًا بل عمروا

اور جس صورت میں مابعد بَلْ کے جملہ ہو تو ابطال جملۂ اولیٰ اور اثبات جملہ ثانیہ کے لیے ہوگا۔ قولہ تعالیٰ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ یا انتقال من غرضٍ الی غرضٍ آخر پر دال ہوگا۔ قولہ تعالیٰ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔ یہ بھی معلوم ہو کہ بَلْ دونوں صورتوں یعنی مفرد و جملہ میں عطف کے لیے ہوتا ہے۔ بنا بر تحقیق اور مشہور عند النحاۃ عاطفہ ہونا اس کا مختص بالمفرد ہی ہے یعنی جس صورت میں کہ بعد اُس کے مفرد واقع ہو اور جملہ میں حرف ابتدا کا ہوگا۔ بنا بر مشہور بل مشترک ٹھہرا عطف اور ابتدا میں اور ظاہر ہے ذکی ماہر پر کہ عدم اشتراک صحیح ہے بہ نسبت اشتراک کے۔ فقط بودے لوگ سرسری جو امتیاز درمیان معنے وضعی اور اُس کے افراد میں نہیں کر سکتے جب استعمال لفظ کا افراد میں بھی معنی وضعی مطلق کی طرح پاتے ہیں تو اُن کو دھوکا اشتراک اللفظ بین المطلق والافراد کا لگ جاتا ہے بلکہ فردِ معین ہی کو بلحاظ کثرتِ استعمال کے موضوع سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ آج کل اُردو خوانوں کو لفظ تونی میں دھوکا لگا ہوا ہے۔ بیان اس کا عنقریب آئے گا۔ کلمہ بَلْ کا موضوع لہٗ فقط اعراض ہے۔ پہلے کا مسکوت عنہ کرنا یا تقریر اُس کی۔ علیٰ ہذا القیاس انتقال ذات پہلے کی یا انتقال غرض سے۔ یہ سب انواع ہیں اعراض کے لیے جو معنے وضعی ہے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



(بحر العلوم مُسلّم الثبوت) الغرض کلمہ بَلْ کا بنابر تحقیق ہذا آیتہ مذکورہ میں حرفِ عطف ٹھہرا ابطال جملہ اُولیٰ یعنی قَتَلُوْہُ کے لیے۔ اَور منجملہ طرق قصر کے قصر بالعطف بھی ہے جس میں متکلم پر واجب ہے کہ نص علی المثبت والمنفی کرے کیونکہ مطلق کلام قصری کو متکلم تمیز بین الخطاء والصواب کے لیے بولتا ہے تاکہ مخاطب کے اِعتقاد میں جو خلط بین الصواب والخطاء ہے نکل جاوے اَور بالخصوص قصر بالعطف میں کسی طرح ترک کرنا تصریح کا جائز نہیں۔

مَانَحْنُ فِیْہ میں یہود کا افتراء دو وجہ سے تھا۔ ایک مسیح کا بذریعہ صلیب کے مقتول کہنا۔ دُوسرا اُس کی مقتولیت کو محقق بولنا۔ یعنے اِنَّا قَتَلْنَا سے تعبیر تاکیدی کرنی۔ وجہ اوّل کو متکلم بلیغ نے وَمَاقَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ سے رد کیا۔ دُوسرے کو وَمَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے۔ اَب اگر بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کو کنایہ اعزاز واکرام سے کہا جاوے جیسا کہ مرزا صاحب وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں فرماتے ہیں تو بمقتضائے قصرِ قلب کے چاہیئے کہ مابعد بَلْ یعنی اعزاز اَور ماقبل اُس کا یعنی مقتولیت مجتمع نہ ہوں مع آنکہ مقتول مؤمنین میں سے اعلیٰ درجہ کا معزز ومکرم عنداللہ ہوتا ہے۔ قصرِ قلب میں اگرچہ تنافی بین الوصفین بنابر تحقیق ضروری نہیں مگر احد الوصفین کا ملزوم نہ ہونا دُوسری وصف کے لیے نہایت ضرُوری ہے تاکہ مخاطب کا اِعتقاد برعکس مایذکرہ المتکلو کے متصوّر ہو۔ اَور اگر رفع سے مُراد موت طبعی بعد واقعہ صلیب بعرصہ دراز مثل مزعُوم مرزا صاحب کے لی جاوے تو بحسب مضمونِ بالا کے تصریح بہ بل بقی حیا ثم توفّٰہ اللّٰہ ورفعہ الیہ کی ضروری ہے ورنہ فصاحت اَور بلاغتِ قرآنِ کریم میں جو اعلیٰ وجُوہ اعجاز اُس کے سے ہیں خلل واقع ہوگا متکلم بلیغ کی شان سے بالکل بعید ہے کہ مقتضائے مقام یعنی تمیز ضروری کو چھوڑ کر مزید براں ایسی کلام بولے جس کا معنے بحسب التبادر مخالف ہو معنے مُراد سے۔ کیونکہ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے تحقیق رفع در وقتِ واقعہ صلیب یا قبل اُس کے بحسب محاورہ قرآنیہ وغیرہ مفہوم ہوتا ہے۔ دیکھو بَلْ جَآءَھُمْ بِالْحَقِّ جو بعد اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰیہُ کے واقع ہے اَور ارادہ موت طبعی کا رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے مع زعم تحقق اُس کے قبل از واقعہ صلیب مستلزم ہے وقوعِ کذب کو کلام الٰہی میں (العیاذ باللہ لانتفاء المحکی عنہ) بعد از قطع اِحتمالاتِ مذکورہ آیتہ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کی محکم ٹھہری رفعِ جسمی مسیح میں۔ لہٰذا اہل لسان اَور محاورہ دان صحابہ اَور سلف سے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) رفعِ جسمی کو آیتہ ہذا سے ایسے سمجھے ہُوئے تھے کہ کسی سے اِس آیت کے معنے میں اِختلاف مروی نہیں۔ اَور اِسی وجہ سے چُونکہ محکم ہے رفعِ جسمی میں تو مختص ہوگی واسطے اُن آیات اَور احادیث کے جو باعتبار عمُوم اپنے کے دال ہیں وفاتِ مسیح پر مثل قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَور مَامِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَۃٍ الخ وغیرہ وغیرہ۔ اَور یہی قرینہ صارفہ ہے اِرادہ کرنے معنے موت کے تَوَفَّیْتَنِیْ سے اَور مُتَوَفِّیْكَ سے برتقدیر عدم تقدیم وتاخیر کے۔ اَور یہی آیت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ شَہِیْدًا مَّادُمْتُ فِیْھِمْ میں حَیًّا ملحُوظ نہیں ہے۔ اَور یہی آیتہ قرینہ ہے حدیث فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ الخ میں فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے معنے غیر موت کا لینے کے۔ اَور یہی آیتہ قرینہ ہے حدیث لَوْکَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ الخ میں برتقدیر صحت کے حیات سے حیات فِی الارض مُراد لینے کی۔ اَور یہی آیتہ بعد از قطع اِحتمالاتِ مذکورہ کے اِستبعادِ عقلِ انسانی کو جو درباره مرفُوع ہونے جسمِ مسیح کے بجسدہ العنصری آسمان پر تھا زائل کر رہی ہے۔

ھٰذہ الآیۃ تکفی جوابا لجمیع السوالات وان اجبنا لکل سوال تبرّعًا۔ محاورہ قرآنِ کریم اَور عرف بغیر تخصیص بلغۃٍ دون لغۃٍ اِس پر شاہد ہیں۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ ○ ولدیت اَور عبودیت تنافی ہیں تحقق میں۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِہٖ جِنَّۃٌ بَلْ جَآءَھُمْ بِالْحَقِّ مجنونیت اَور اتیان بالحق یعنی منجانب اللہ حق کو عباد کی طرف لانا متضاد نہیں مثلاً زید کو مَیں نے مارا نہیں بلکہ اُس کو عزت دی۔ "عمر کو مَیں نے بھُوکا نہیں چھوڑا بلکہ پیٹ بھر کے کھلایا" مارنا اَور عزت دینی ایسا ہی بھُوک اَور سیری باہم متضاد ہیں۔

بعد تمہید ہذا آیت وَمَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں بھی حسب مقتضیٰ کلمہ بَلْ مقتولیت اَور مرفوعیت یعنی مسیح کے مارے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



جانے اور اُٹھائے جانے میں منافات اور عدم اجتماع فی التحقیق چاہیئے۔ اور ظاہر ہے کہ مابین[1] مارے جانے اور اُٹھائے جانے رُوح کے آسمان کی طرف کچھ منافات نہیں۔ دونوں امر معاً پائے جاتے ہیں۔ مقررین میں سے جو قتل کیا جاتا ہے اُن کی اَرواح بھی عالمِ علوی کو اُٹھائی جاتی ہیں۔ اب بالضرور رفع جسمانی لینا پڑے گا کیونکہ مسیح کے قتل جسمی اور رفع جسمی دونوں میں تضاد اور تنافی ہے۔ اگر جسمِ مسیح یہود کے ہاتھ مقتول ہو تو وہی جسم عالمِ بالا کی طرف مرفوع نہ ہوا۔ اور اگر مسیح بجسدہ العنصری بحفظ و امان اُٹھائے گئے تو یہود کے ہاتھ میں مقتول نہیں ہو سکتے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ رَفَعَهُ اللّٰهُ میں رَفَعَ جو صیغہ ماضی ہے اِس کی ماضویت کس کی نسبت ہے۔ اِس کا ماضی ہونا بہ نسبت ماقبل بَلْ کے ہے جس کو باطل کرنا منظور ہے۔ وُہ کیا۔ قَتَلُوْهُ۔ اِس امر کو ہم قرآنی شہادت سے ثابت کرتے ہیں دیکھو بَلْ جَآءَ هُوْ بِالْحَقِّ لانا آیاتِ قرآنی کا منجانب اللہ پہلے ہوا۔ بعدازاں نسبت جنُون کی کفار نے آپ کی طرف کی۔ اَب بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے ثابت ہوا کہ تحقق رفع قبل از تحقق قتل زعمی یہود کے ہوا ہے یعنی پہلے جسمِ مسیح بحفظ و امان آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ بعدازاں یہود نے اُن کی شبیہ کو قتل کیا۔ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کو قیاس يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ پر کرنا بے جا ہے۔ کیونکہ اِس میں خطاب نفس کی طرف ہے نہ جسم مع الرُّوح کو بخلاف رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے۔ کہ مرجع ضمیر منصوب متصل کا یعنی رفع میں جو ضمیر ہے وُہ ہی مرجع ہے جو ماقبل اس کے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے لیے ہے یعنی جسم مع الرُّوح۔

یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ اصل واقعہ میں یا اُس کے علم میں تغیر کا ہونا اِس امر کو نہایت مدخل ہے کلام کے حقیقت یا مجاز ہونے میں۔ ایک ہی کلام کبھی حقیقت ہوتی ہے معنے مُراد میں جب اصل واقعہ اعتقاداً یا بحسبِ نفس الامر ایک طرح ٹھہرایا جاتے اور اسی کلام کو بعینہٖ افراد

---

[1] قولہ مابین الخ توضیح مقام آنکہ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ یا تو کنایہ ہوگا اعزاز اور رفع منزلت سے جیسا کہ مرزا صاحب بشہادت محاورہ اور حوالہ کتب لغت لیتے ہیں اِس صورت میں ظاہر ہے کہ قتل اور قربِ الٰہی میں تضاد نہیں بلکہ قتل اور شہادت موجب مستقل ہے رفع منزلت عند اللہ کے لیے سوائے نبوت کے۔ اور یا مُراد اس سے رفع رُوحی بطریق موت طبعی کے ہوگا بقرینہ وعدہ تَوَفِّيْ یعنی يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ فقط لفظ مُتَوَفِّيْكَ اگرچہ مطلق موت پر دال ہے عام اِس سے کہ اپنے آپ ہو یا بمباشرت قتل کے لیکن حصر جو مستفاد ہے ضمیر متکلم کے مسند الیہ اور صیغہ مشتق کے مسند بنانے سے مفید ہے موت طبعی کا۔ اِس تقریر پر اگرچہ تضاد متحقق ہے مگر بلحاظ اِس کے کہ ماضویت تَوَفِّيْ اور رفع کی۔ بَلْ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں بہ نسبت ماقبل کلمہ بَلْ کے ہوتی ہے چاہیئے کہ موت طبعی مسیح کی قبل از واقعہ قتل و صلیب زعمی متحقق ہو۔ حالانکہ کوئی مؤرخ نہ اسلامی اور نہ غیر اسلامی اِس کی شہادت نہیں دیتا۔ بلکہ ابنِ عباس اور سائر اہلِ اسلام قاطبۃً الیٰ یومنا ہذا رفع جسمی مسیح کے قبل از واقعہ صلیب کے قائل ہیں تفسیر نقلی صحابی کی چونکہ حکم مرفوع میں ہوتی ہے۔ بنا بر مسلمان کے لیے واجب التسلیم اور ضروری القبول ہوگی۔ کیسے نہ ہو۔ رفع جسمی قبل از واقعہ صلیب کا مضمون جو اثر ابنِ عباسؓ میں عنقریب آئے گا نہ تو معتقد بہ یہود اور نصاریٰ کا تھا تاکہ احتمال روایت ابنِ عباسؓ کا اہلِ کتاب سے ہو اور نہ خود ابنِ عباسؓ اِس مضمون کو اپنے اختراع سے پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہی ماننا پڑے گا کہ بالضرور ابنِ عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور مؤرخ غیر اسلامی یعنی یہود و نصاریٰ ——

—— موت بالقتل والصلیب مسیح کے قائل ہیں۔ اور مرزا صاحب موت طبعی بعد از واقعہ صلیب کے معتقد ہیں حسب زعم ان کے بَلْ بَقِيَ حَيًّا ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ چاہیئے تھا۔ الحاصل تقدیر مذکور مستلزم ہے فقدان محکی عنہ کی وجہ سے وقوعِ کذب کو۔ العیاذ باللہ۔ آیت مذکور میں بعد بطلان احتمالات مذکورۃ الصدر کے یہی متعین ہوا کہ مُراد رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے رفع جسمی ہے اور تَوَفَّاهُ اللّٰهُ سے جو قبل از رَفَعَهُ اللّٰهُ کے بقرینہ وعدہ مقدر ہے معنے قَبَضَهُ اللّٰهُ کا۔ آیۃ مذکور جیسا کہ نص ہے ابطال افترا یہود اور رفع جسمی مسیح میں ایسے ہی قرینہ صارفہ ہے اِرادہ معنے موت کے لیے مُتَوَفِّيْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے اور یہی وجہ ہے قول بالتقدیم والتاخیر کی۔ آیۃ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ میں بر تقدیر ارادہ معنے موت کے مُتَوَفِّيْكَ سے۔ باقی رہا یہ زعم کہ لفظ توفّی کا قرآن کریم میں فقط معنے موت ہی میں مستعمل ہے یہ صرف سادہ لوحوں اور بودوں کا خیال ہے۔ اِس کی تحقیق عنقریب آئے گی۔ اِنشاء اللہ۔ ۱۲

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



مجاز میں سے شمار کیا جاتا ہے جس حالت میں کہ اصل واقعہ دِگرگوں قرار دیا جائے۔ مثلاً اَنْبَتَتِ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ یعنی موسم ربیع نے ترکاری اُگائی جس حالت میں کہ قائل اس کا مومن ہو۔ مجاز ہوگا کیونکہ وُہ اسناد ہے اِلیٰ غیر ما ہو لہٗ عند المتکلم۔ اَور یہی قول حقیقت کی مثل میں شمار کیا جائے گا۔ جب کہ قائل اس کا جاہل ہو یعنی وُہ شخص جس کے اِعتقاد میں فِی الواقع اُگانے والی موسم ربیع ہے کیونکہ حسبِ اِعتقاد اس کے اسناد فعل کی اِلیٰ مَا ہُوَ لَہٗ اِس کلام میں واقع ہے۔ اقسام اِس بحث کے بہت ہیں۔ ناظرین کی ملالت اَور تشویش کے باعث اِسی پر اِکتفا کی جاتی ہے۔

ایسے کشف فلان عن ساقہٖ۔ فلانے نے اپنی پنڈلی سے پردہ اُٹھایا جس حالت میں کہ فلانے نے فِی الواقع اپنی ساق کو بروقت گذرنے کے پانی سے یا کسی اَور تقریب سے برہنہ کیا۔ یہ کلام حقیقت ہوگی یعنی لفظ کشف اَور ساق اپنے اپنے معنے حقیقی میں مستعمل ہوں گے۔ اَور درحالیکہ فلانے نے پنڈلی کو برہنہ نہیں کیا بلکہ کسی کام کی تیاری میں مصروف ہو رہا ہے۔ اُس وقت یہی کلام کشف فلان عن ساقہٖ کنایہ ہوگی مُستعِد ہونے سے اُس کام پر۔

اَب اگر کوئی ظاہر بین[1] اُردو خوان نام کا مولوی کسی کتاب میں دُوسرے معنے کو جو حسبِ محاورہ ہے معنے کنائی اَور کلام مذکور کو کنایہ لکھا ہُوا دیکھ کر منحصر ہونا اس کلام کا معنے اِستعدادی میں بشہادت محاورہ سمجھ لے تو منشاء اس کا بجز جہالت کے اَور کیا ہے۔ لفظ رفع کا صِلہ جب اِلیٰ واقع ہو تو بہرحال اُس کو اسی معنے میں یعنی کسی کو کسی کے ساتھ نزدیک کرنا اَور مرتبہ دینا منحصر سمجھنا بشہادتِ محاورہ جس کو اہلِ لُغت نے بھی بیان کیا ہے اِسی قبیل سے ہے جو بیان کر چکا ہُوں یعنی جہالت ہے۔ حدیث شریف میں یہی محاورہ ہے فرفعہٗ اِلیٰ یدہٖ۔ ای رفعہ الیٰ غایۃ طول یدہٖ لیراہ الناس فیفطن (مجمع البحار) رفع جسمی میں وارد ہے بغیر رفع منزلت کے ایسا ہی یرفع الحدیث الیٰ عثمان اَور یرفعہ الی النبی صلعم۔ اَور ایسا ہی یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار۔ ای الیٰ خزائنہ لیضبط الیٰ یوم الجزاء (مجمع البحار) اِن سب میں یہی محاورہ اُٹھانے چیز میں بعینہٖ جو ہر ہو یا عرض مدخول اِلیٰ کی طرف مستعمل ہے بغیر ارادہ رفع مرتبہ کے۔ مانحن فیہ میں بحسب اثر صحیح اِبن عباسؓ وغیرہ کا دربارہ مرفوع ہونے جسم مسیح کے اَور نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی جو کئی وجُوہ سے شہادت رفع جسمی مسیح پر دیتی عنقریب بیان ہوں گے۔ پھر اصل واقعہ کو خیال نہ کرنا اَور رفع کو فقط رفع بحسب المرتبہ میں منحصر سمجھ لینا خطا در خطا ہے۔ ایک تو صاحبِ صراح وغیرہ کی غرض نہ سمجھی اُنہوں نے تو اِستعمال رفع کا در حالتِ صِلہ واقع ہونے اِلیٰ کے معنے رفع منزلت اَور علوِّ قدر میں ذِکر کیا یعنی لفظ رفع کا اس حالت میں معنے مذکور میں اِستعمال ہوتا ہے یعنی بشرطِ مُطابقت اصل واقعہ اَور ارادہ اس معنے کے نہ یہ کہ جہاں رفع کا صِلہ ہو اِلیٰ ہو بالضرور رفع منزلت بغیر رفع جسمی کے مدلُول لفظ رفع کا ہوگا۔ اگرچہ اِرادہ متکلم کا ادا کرنے معنے رفع جسمی کا بعبارتِ مذکورہ بھی ہو۔ کشف عن الساق کو جو کنایہ[2] بحسبِ محاورہ تیار ہونے سے ٹھہراتے ہیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی وقت معنی حقیقی پر دال نہ ہوگا۔

الغرض صِلہ اِلیٰ قرینہ صارفہ اِرادہ معنے رفع جسمی سے نہیں بلکہ مجوِّزہ ہے اِرادہ معنے رفع منزلت کے لیے بروقت موجود ہونے قرینہ

---

[1] حضرت مؤلف قدس سرہٗ چونکہ حکیم الاُمت تھے اس لیے آپؒ نے خُداداد نگاہِ بصیرت سے آنے والے دَور میں گمراہی کے دو بڑے سبب بیان فرمائے۔ ایک دینی عُلوم اَور اُن کے موقوف علیہ لسانی عُلوم سے بے بہرہ ہونا اَور فقط سرسری طور پر اُردو تراجم پڑھ کر ہچُوں ما دیگرے نیست کا دعویٰ جیسے آپ موجودہ اُردو خوان اَور زعمی مولویوں کا کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ دُوسرا مروّجہ مغربی سائنس اَور فلسفہ کے اصُول کو قطعی سمجھ کر قرآن و احادیثِ متواترہ سے اِنکار جس کا بانی تعلیم ملحدین لندن کو قرار دیا ہے کیونکہ وُہ برطانوی دَور کا عرُوج تھا۔ ورنہ اِسلامی شعائر و احکام اَور دین کے اصُول کے خلاف نظریات رکھنے والے سب اِس میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفُوظ رکھے۔ فیض عفی عنہ

[2] معنے کنائی حقیقی کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے نہ مجازی۔ ۱۲ مطول

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


صارفہ کے یعنی لفظ رفع سے مُراد رفع بحسب المرتبہ نہ ہوگا۔ مگر اُسی صُورت میں کہ صلہ اس کا کلمہ اِلیٰ واقع ہو نہ بالعکس یعنی یہ نہیں کہ جس جگہ صلہ اُس کا اِلیٰ ہو اُس جگہ بغیر اس رفع منزلت کے رفع جسمی پر دال نہ ہوگا مطلقہ عامہ کو محصورہ کلیہ سمجھ لیا۔ دُوسری خطا یہ ہے کہ رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ میں تبائن کلی اور مناقاۃ فی التحقق سمجھ لی۔ حالانکہ مانحن فیہ میں تو رفع جسمی کی صُورت میں رفع بحسب القدر بالاولیٰ اور بلاحسن معلوم ہوتا ہے۔

اِس تحقیق سے ناظرین کو اچھی طرح مرزا صاحب اور اُن کے مُخلصین کا دھوکا کھانا معلوم ہو سکتا ہے۔ القول الجمیل تصدیق المثیل کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ کو مُلاحظہ کریں۔ مرزا صاحب اور اُن کے اتباع فرماتے ہیں کہ قرآن یا حدیث میں لفظ سماء جس کا معنے آسمان ہے متعلق رفع اور نزول مسیح کے نہیں آیا یعنی رفعہ اللہ الی السماء اور ینزل من السماء۔ بھلا صاحب یہ تو فرمایئے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ جس کا مدلول خُدا کی طرف مرفوع ہونا ہے رفع رُوحانی ہی سہی کس طرح متحقق ہوگا۔ اور ایسا ہی اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ اپنے رب کی طرف رجُوع نفس کی صُورت کیا ہوگی۔ اور اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ میں چڑھ جانا کلماتِ طیبہ اور عملِ صالح کا مرفوع ہونا خُدا کی طرف کیسے ہوگا۔ یہی تو فرماویں گے جیسا احادیث میں وارد ہے کہ خُدا کی طرف مرفوع ہونا یا رجوع ہونا یا چڑھ جانا۔ اس کی یہی صُورت ہے کہ آسمان کو جو محل ہے عبادِ مکرمین کا قرارگاہ ان کی بنائی جاتے۔ نہ کہ سوائے آسمان کے زمین میں یا آسمان اور زمین دونوں سے باہر رکھ دیا جاتے ایسا ہی رفع جسمی کی صُورت میں بھی لفظ اِلَيْهِ کا ملاحظہ فرما کر سماء کو مذکور سمجھیں۔ پس رفع الی اللہ اور رفع الی السماء۔ ایسا ہی رجوع الی الرب اور صعود الی السماء متساوق فی المعنے ہیں۔ احادیث میں تو صراحۃً بھی آگیا ہے۔ اور رسالہ ہذا میں عنقریب ناظرین مُلاحظہ فرما سکتے ہیں۔

آیۃ مذکورہ یعنی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ جیسا کہ اثبات رفع جسمی مسیح اور ابطال افترا یہود کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ کہتے تھے۔ اور تردید عقیدہ نصاریٰ باتباع یہود فرما رہی ہے۔ ایسا ہی تکذیب عقیدہ فرقہ نیچریہ اور مرزائیہ کی بشہادت سیاق و آثارِ صحابہ و احادیثِ صحیحہ کر رہی ہے۔ احادیثِ صحیحہ کے نام لینے میں مَیں بھول گیا ہُوں۔ حضرت سائل تحقیق اور استفسار سے ہی نہ رہ جائیں۔ کیونکہ ان کے اصُول موضُوعہ میں سے تقابل قرآن اور حدیث صحیح بھی ہے۔ اِس مغالطہ سے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں جب عوام کالانعام سے مخاطب ہو کر پُوچھتے ہیں کہ بتاؤ میاں خداوند کریم کی کلام پاک مقدم ہے یا بندہ کی۔ ناچار مُخاطبین حسب لیاقت اپنی کے یہی بول اُٹھتے ہیں کہ خُدا کی کلام اور بندہ کی کلام میں اِتنا فرق ہے جس قدر کہ دونوں متکلموں کا آپس میں یعنی خُدائے عزوجل اور بندہ میں۔ خُدا خُدا اور بندہ بندہ۔ یہ کوئی نہیں کہتا۔ اجی حضرت! آپ سوال تقدیم و تاخیر من حیث العظمۃ والمنزلت سے فرما رہے ہیں یا من حیث التفصیل والبیان سے۔ اگر من حیث العظمۃ ہے تو سب اہلِ اسلام کلامِ الٰہی کو زائد العظمۃ مانتے ہیں۔ لہٰذا نمازکُن[1] کلامِ الٰہی ہو سکتی ہے نہ حدیث۔ اور اگر بجہت التفصیل و تشریح فرماتے ہیں تو حدیث شریف مقدم ہے۔ کیا معنے کہ پہلے مضمُون تفصیلی حدیث شریف ہمارے اذہان میں آئے گا تب اجمالِ آیت کو ہم سمجھیں گے۔ ہاں صحت میں غور کرنا نہایت ضُروری ہے۔ اُس رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکیم مطلق لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ نے اِسی لیے برزخ مابین اپنے اور ہمارے قرار دیا ہے کہ برزخ کی پرلی طرف کی بات برزخ ہی کے مُنہ مُبارک سے بعد تشریح سُن لیویں۔ کیونکہ جیسا کہ قولہٗ تعالیٰ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اور اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا اور وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ اور وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ اور حدیث شریف اَلَا اِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی السُّنَّۃَ اِسی برزخ سے

---

[1] یعنی بلحاظِ عظمت کلام الٰہی مقدم ہے۔ اسی لیے نماز میں قرآن پڑھنا رکن ہے حدیث پڑھنا نہیں۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



مخصوص ہے ایسا ہی ذمہ واری اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ اُسی کو شایان ہے۔ فَسُبْحَانَ مَنْ خَلَقَهٗ وَاَجْمَلَهٗ وَاَکْمَلَهٗ وَعَلَّمَهٗ وَاَدَّبَهٗ فَاَحْسَنَ تَادِیْبَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

فرقہ مرزائیہ عیسیٰ بن مریم کے مصلوب ہونے یعنی صلیب پر چڑھانے کے یہود اور نصاریٰ کی طرح معتقد ہیں۔ فقط صلیب پر مر جانے میں باہم مختلف ہیں یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر مر گئے۔ اور مرزائیہ صلیب سے زندہ اُتار کر بعد ۸۷ سال کے کشمیر خاص سری نگر میں دفن کرتے ہیں۔ ایام الصلح ص۱۱۲۔ اِس کا بطلان رَفَعَهُ اللّٰهُ کی ماضویت سے جو بہ نسبت ماقبل بَلْ یعنی مَاقَتَلُوْهُ وَمَاصَلَبُوْهُ کے ثابت کی گئی ہے۔ اصل کتاب سے اور فائدہ جلیلہ سے جو منہیہ میں لکھ چکا ہوں بخوبی ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ مُراد ماقبل بَلْ سے نفس قتل اور صلب ہے قطع نظر منفی ہونے اُس کے سے کیونکہ نفی حکایت میں ہے نہ محکی عنہ میں۔ اِس تقریر سے جو صراحۃً نظم قرآنی سے سمجھی جاتی ہے۔ ظاہر ہو گیا کہ سید احمد صاحب اور مرزا صاحب اور مصنف تفسیر حضرت شاہی کو مَاصَلَبُوْهُ کے معنے میں جو ان صاحبوں نے روایاتِ اناجیل کے مُلاحظہ سے لیا ہے سخت دھوکا ہوا کہتے ہیں مَاصَلَبُوْهُ یعنی یہود نے مسیح کی ہڈیوں کو نہ توڑا۔ ازالہ اَوہام ص۳۷۸ سے ص۳۸۲ تک تفسیر حضرت شاہی ص۱۹ فتامل۔ ایسا ہی اِستشہاد میں معنے مذکور پر ساتھ عبارت قاموس کے وَالْعِظَامَ اِسْتَخْرَجَ وَدَکَّهَا۔ اور اس حدیث کے لَمَّا قَدِمَ مَکَّةَ اَتَاهُ اَصْحَابُ الصُّلْبِ بِسُکُوْنِ اللَّامِ وَضَمِّهَا وَفَتْحِهَا اَیِ الَّذِیْنَ یَجْمَعُوْنَ الْعِظَامَ وَیَسْتَخْرِجُوْنَ وَدَکَهَا وَیَأْتَدِمُوْنَ بِهٖ۔ کیونکہ قاموس کی عبارت کا مفہوم چکنائی کا نکالنا اور شوربا بنانا ہے۔ اور اگر ہڈیوں کا توڑنا بخیال اس کے کہ شوربا بغیر اس کے نہیں بن سکتا صُلب کا معنے قرار دیا جائے تو چاہیئے کہ موت طبعی اُس جانور کی یا ذبح اُس کا بھی مدلول اُس کا ٹھہرایا جائے۔ اور حدیث میں لفظ اصحاب الصلب سے معنے مذکور سمجھا گیا۔ کیونکہ صُلب کا معنی چکنائی اور اصحاب الصلب کا معنی چکنائی والے لوگ۔ ہڈیوں کا توڑنا نہ تو لفظ اصحاب کا مدلول ہے اور نہ صُلب کا۔ دیکھو قاموس اور مجمع البحار صلیب پر چڑھانے میں تو نظم قرآنی اور احادیث نزول کو جو استمراراً رفع جسمی سے خبر دے رہی ہیں اُن سب کو سلام کہہ کر روایاتِ اناجیل سے کام لیا۔ بعد از واقعہ صلیب مسیح کا زندہ رہنا اور عرصہ دراز کے بعد کشمیر[1] میں مدفون ہونا۔ اِس میں اناجیل کو بھی چھوڑا۔

---

[1] سچ ہے "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" مرزا جی ازالہ اَوہام میں تو لکھتے ہیں کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا مگر ایام الصلح میں سری نگر یاد آ گیا۔ بہرحال اس دروغ کا پردہ عُلمائے اِسلام نے اپنی تصانیف میں اچھی طرح چاک کیا۔ اور حضرت مؤلفؒ نے اِس کا سیفِ چشتیائی میں پوری طرح رد فرمایا ہے۔
فیض عفی عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



# وجوہاتِ بطلانِ مذہبِ مرزائیہ دربارۂ رفعِ عیسٰی علیہ السلام

بطلان اِس مذہبِ خانہ زاد کا آیۃ وَمَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے بشہادت کلمہ بَلْ ایک وجہ سے تو ظاہر ہو چکا ہے۔ دُوسری وجہ بطلان کی اِتحادِ مرجع ہے دونوں ضمیروں منصوب متصل کا جو واقع ہیں مَاقَتَلُوْہُ اَور بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں مَاقَتَلُوْہُ میں مرجع ضمیر کا چونکہ جسم مع الرُّوح ہے بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں بھی نظر بہ اِتحاد وُہی مجموع مرجع ہوگا نہ فقط رُوح۔

تیسری وجہ بطلان کی یہ ہے کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ سلکِ جرائم یہُود میں فقط اِفترا اَور بہتان اُن کا ذِکر فرماتا ہے یعنی وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا۔ اَور فقط ذِکر قتل یا صلیب پر چڑھانے کا بغیر اِنضمام قول کے نہیں کیا یعنی وَقَتْلِھِمُ الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وصلبھم نہیں فرمایا صلیب پر چڑھانا اَور کُوچہ بکُوچہ رُسوا کرنا اَور مار پیٹ سے تکلیف دینا یہ تو بڑا سنگین جُرم اَور مُوجبِ غضبِ الٰہی ہے بہ نسبت اِس کے کہ فقط اِفترا یا جھوٹ بول دیا ہو۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع مسیح مقتول اَور مصلُوب نہ تھے بلکہ ایک اَور شخص مسیح کے حواریوں میں سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ط یعنی یہُود نے مشورہ مسیح کے قتل کرنے کا کیا تھا مگر ہم بڑے اسباب بچاؤ کے جانتے ہیں مسیح کو تو ہم نے اُٹھا لیا اَور اس کی شبیہ کو مقتول اَور مصلُوب کرایا۔ یہُود نے حسب زعم اپنے کے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم نے مسیح ابنِ مریم کو جو رسُول منجانب اللہ کہلاتا تھا مصلوب کر کے مار ڈالا۔ مگر یہُود اِس قتلِ مسیح کے بارہ میں مشکک تھے اَور نصاریٰ بھی باتباعِ یہُود مسیح کی مقتُولیت اَور مصلُوبیت کے قائل ہُوئے بغیر اُن چند حواریوں کے جو اُس گھر میں جس میں سے مسیح مرفُوع اِلَی السماء ہُوئے موجُود تھے۔ القصہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس واقعے سے خبر دی کہ یہُود اِس قول میں کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُفتری ہیں اَور یقینی طور پر اِنَّا قَتَلْنَا نہیں کہتے بلکہ اِس میں بھی مشکک ہیں۔ اَور واقعی امر تو یہ ہے کہ مسیح کو اُنہوں نے مقتول اَور مصلُوب نہیں کیا بلکہ اُس کے شبیہ کو۔ اَور مسیح کو تو ہم نے اُن کی اِیذا سے بچانے کے لیے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اس کے بعد فرمایا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا ط یعنی یہ خیال مت کرو کہ جسمِ عنصری آسمان پر کس طرح جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا نام عزیز ہے باعزت اَور باغلبہ اَور ہم اس رفع جسمی پر غالب ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی بڑی بات نہیں حَکِیْمًا ط یعنی ہم باحکمت ہیں۔ کوئی کام ہمارا حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ اِس مسیح کے اُٹھانے اَور بقیہ ایامِ حیوٰۃ پُورے کرنے میں بھی ایک حکمت ہے۔ وُہ کیا؟ ان کو ہم اپنے حبیبِ اَزلی اَور شاہدِ ملکِ ازلی صلی اللہ علیہ وسلم کے خُدام اَور خُلفا سے بنائیں۔ کیونکہ اُس نے یہ منصب ہماری بارگاہ سے بہ نالہائے نیم شبی اَور دُعاہائے سحری مانگا ہوا ہے۔ گو کہ ہم زمین میں بھی اُس کے محفُوظ رکھنے اَور بچانے پر اِیذا یہُود سے قادر ہیں۔ مگر ہماری حکمت کا مقتضٰے یہی ہے کہ ہر چیز کے ساتھ معاملہ حسبِ اِستعداد مادۂ فطرتی اُس کے کیا جائے۔ نفخِ رُوح القدس مریم کے گریبان میں چونکہ منجملہ اس کے اسبابِ فطرتی کے تھا۔ اَور تشبہ بالملائکہ ممتاز طریق پر اُس کو حاصل تھا۔ لہٰذا آسمان پر رہنا اُس کا مُوجبِ تعجب اَور خلافِ حکمت نہیں۔ یہاں تک تو حاصل ہے اِس آیتِ کریمہ کا۔ وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَاقَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ ط وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ ط مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ○

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



# احادیثِ مُبارکہ

قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن المنھال ابن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسٰی الی السماء خرج علی اصحابہ وفی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین - یعنی فخرج علیھم من عین فی البیت ورأسہ یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنا عشر مرۃ بعد ان اٰمن بی قال ثم قال ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثھم سِنًّا فقال لہ اجلس ثم اعاد علیھم فقام ذٰلک الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیھم فقام ذٰلک الشاب فقال انا فقال ھو انت ذٰلک فالقی علیہ شبہ عیسٰی ورفع عیسٰی من روزنۃ فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیھود فاخذوا الشبہ فقتلوہ ثم صلبوہ فکفر بہ بعضھم اثنی عشر مرۃ بعد ان اٰمن بہ وافترقوا ثلاث فرق فقالت فرقۃ کان اللہ فینا ماشاء ثم صعد الی السماء وھؤلاء الیعقوبیۃ - وقالت فرقۃ کان فینا ابن اللہ ماشاء ثم رفعہ اللہ الیہ وھؤلاء النسطوریۃ وقالت فرقۃ کان فینا عبد اللہ ورسولہ ماشاء اللہ ثم رفعہ اللہ الیہ وھؤلاء المسلمون - فتظاھرت الکافرتان علی المسلمۃ فقتلوھا فلم یزل الاسلام طامسا حتی بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم - وھذا اسناد صحیح الی ابن عباس ورواہ النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویۃ بنحوہ وکذا ذکر غیر واحد من السلف انہ قال لھم ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی وھو رفیقی فی الجنۃ - (انتھی - تفسیر ابن کثیر)

**ترجمہ:** - فرمایا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خداوند کریم نے عیسٰے علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام مکان میں جو چشمہ تھا اُس سے باہر نکل کر اس حال میں کہ آپ کے سر مُبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اپنے بارہ حواریوں کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ کافر ہوگا۔ بعد ازاں فرمایا کہ کون شخص ہے تم میں سے جس پر میری شباہت ڈالی جائے اور میری جگہ وُہ مقتول ہو اور میرے درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ پس ایک نوجوان شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں ہوں یا رسُول اللہ۔ تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اُس کو فرمایا کہ تُو بیٹھ جا۔ اور آپ نے دوبارہ پھر اُسی لفظ کا اعادہ فرمایا پھر وُہی شخص کھڑا ہوا۔ غرض چوتھی مرتبہ عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ تُو ہی وُہ شخص ہے۔ پھر عیسٰی علیہ السلام کی شباہت اُس شخص پر ڈالی گئی۔ اور عیسٰے علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ بعد ازاں یہُود کے جاسُوس آئے اور اُس شبیہ کو پکڑا اور اُسی شبیہ کو مقتُول اور مصلُوب کیا۔ پھر بعض اشخاص بارہ مرتبہ عیسٰے علیہ السلام سے پھر گئے بعد ایمان کے۔ اور اس کے بعد تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ اس امر کا قائل ہوا کہ ہم میں خُدا رہا جب تک چاہا۔ پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ اِس فرقہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں۔ دُوسرے فرقے نے کہا کہ خُدا کا بیٹا جب تک چاہا ہم میں رہا۔ بعدہٗ خُداوند کریم نے اُس کو اُٹھا لیا۔ اِس گروہ کا نام نسطوریہ ہے۔ تیسرے فرقے کا یہ مذہب تھا کہ خُدا کا بندہ اور اُس کا رسُول ہمارے گروہ میں رہا جب تک خُداوند کریم نے چاہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اُٹھا لیا۔ اِس گروہ کو مسلمان کہتے ہیں۔ پھر دونوں فرقے کافروں کے فرقۂ مُسلمہ پر غالب آئے اور اُس کو قتل کر ڈالا۔ پھر ہمیشہ اِسلام معدُوم رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعُوث فرمایا۔ اور یہ اسناد صحیح ہے ابن عباس کی طرف اور روایت کیا اِس اثر کو نسائی نے ابی کریب سے اس نے ابی معاویہ سے مثل طریق مذکُور کے اور اسی طرح ذِکر کیا بہتیروں عُلماء سلف نے اس امر کو کہ فرمایا عیسٰے علیہ السلام نے تم میں سے جس پر ڈالی جائے شباہت میری اور قتل کیا جائے میری جگہ وُہ رفیق میرا ہوگا جنت میں۔ اِنتہٰی۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ایضًا اخراج کیا اِس اثر کو عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے۔ واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاھدٍ فی قولہ تعالٰی شُبِّہَ لَھُمْ۔ قال صلبوا رجلًا غیر عیسٰی شبہ بعیسٰی یحسبونہ ایاہ ورفع اللہ الیہ عیسٰی حیًّا۔

ترجمہ۔ فرمایا مجاہد نے صلیب یعنی دار پر چڑھایا یہود نے شبیہ عیسٰی علیہ السلام کو اِس حال میں کہ گمان کرتے تھے اُس شبیہ کو مسیح اور اُٹھالیا اللہ نے مسیح کو زندہ آسمان پر۔

واخرج عبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر عن قتادہ وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الخ قال ذٰلِکَ اَعدا اللہ الیھود افتخروا القتل عیسٰی وزعموا انھم قتلوہ وصلبوہ وذکرلنا انہ قال لاصحابہ ایکم یقذف علیہ شبھی فانہ مقتول قال رجل من اصحابہ اَنَا یا نبی اللہ فقتل ذٰلک الرجل ومنع اللہ نبیّہ ورفعہ الیہ۔ (دُرِّ منثور)

ترجمہ۔ اور اخراج کیا ابن جریر نے سدی سے۔ فرمایا سدی نے محاصرہ کیا یہود نے عیسٰی علیہ السلام کا بمعہ حواریوں کے بیچ ایک مکان کے پس فرمایا عیسٰی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تم میں سے کون قبول کرتا ہے صورت میری تاکہ قتل کیا جائے بجائے میرے اور واسطے اُس کے جنت ہو پس قبول کیا اُن میں سے ایک نے اور اُٹھائے گئے عیسٰی علیہ السلام طرف آسمان کی۔ یہی ہے مضمون خداوند کریم کے قول وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○ کا۔

واخرج ابن جریر عن ابی مالک وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ قَالَ ذٰلِکَ عند نزول عیسٰی ابن مَرْیَمَ لایبقی احد من اھل الکتٰب الا امن بہ اور اخراج کیا ابن جریر نے ابی مالک سے بیچ تفسیر قولِ خداوند کریم وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ کے۔ فرمایا اُنہوں نے یہ نزدیک نزولِ عیسٰی ابنِ مریم کے یعنی اُس زمانہ میں جو اہلِ کتاب ہوگا ایمان لائے گا ساتھ عیسٰی علیہ السلام کے۔

واخرج عبد ابن حمید وابن المنذر عن شھر ابن حوشب فی قولہ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ عن محمد بن علی بن ابی طالب ھو ابن الحنفیۃ قال لیس من اھل الکتب احد الا لتہ الملٰئکۃ یضربون وجھہ ودبرہ ثم یقال یا عدو اللہ ان عیسٰی روح اللہ وکذبت علی اللہ وزعمت انہ اللہ۔ ان عیسٰی لم یمت وانہ رفع الی السماء وھو نازل قبل ان تقوم الساعۃ فلا یبقی یھودی ولا نصرانی الا امن بہ۔

ترجمہ۔ روایت ہے محمد بن علی بن ابی طالب سے بیچ تفسیر آیۃ مذکورہ کے۔ ہر ایک اہلِ کتاب کو ملائکہ ماریں گے اور کہیں گے کہ جھوٹ بولا تم نے کہ مسیح خدا ہے بلکہ عیسٰی علیہ السلام روح اور کلمہ خدا کا ہے۔ اور عیسٰی علیہ السلام فوت نہیں ہوتے اور وہ اُٹھائے گئے آسمان پر پھر نازل ہوں گے پہلے قیامت کے پس کُل اہلِ کتاب ایمان لائیں گے ساتھ عیسٰی علیہ السلام کے۔

وکان من خبر الیھود علیھم لعائن اللہ وسخطہ وغضبہ وعقابہ انہ لما بعث اللہ عیسٰی ابن مریم بِالْبَیِّنٰتِ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



والهدٰے حسدوہ علی ما اٰتاہ اللہ تعالٰی من النبوۃ والمعجزات الباھرات التی کان یبرء بھا الاکمہ والابرص ویحی الموتٰی باذن اللہ ویصور من الطین طائرا ثم ینفخ فیہ فیکون طائرا یشاھد طیرانہ باذن اللہ عزوجل الی غیر ذٰلک من المعجزات التی اکرمہ اللہ بھا واجراھا علی یدیہ ومع ھذا کذبوہ وخالفوہ وسعوا فی اذائہ بکل ما امکنھم حتی جعل نبی اللہ عیسٰی علیہ السلام لا یساکنھم فی بلدۃ بل یکثر السیاحۃ ھو وامہ علیھما السلام ثم لو یقنعھم ذٰلک حتی سعوا الی ملک دمشق فی ذٰلک الزمان وکان رجلا مشرکا من عبدۃ الکواکب وکان یقال لاھل ملتہ الیونان وانھوا الیہ ان فی بیت المقدس رجلا یفتن الناس ویضلھم ویفسد علی الملک رعایاہ فغضب الملک من ھذا وکتب الی نائبہ بالقدس ان یحتاط علی ھذا المذکور وان یصلبہ ویضع الشوک علی رأسہ ویکف اذاہ عن الناس فلما وصل الکتاب امتثل والی بیت المقدس ذٰلک وذھب ھو وطائفۃ من الیھود الی المنزل الذی فیہ عیسٰی علیہ السلام وھو فی جماعۃ من اصحابہ اثنی عشرا او ثلاثۃ عشر وقیل سبعۃ عشر نفرا وکان ذٰلک یوم الجمعۃ بعد العصر لیلۃ السبت فحصروہ ھنالک فلما احس بھم وانہ لا محالۃ من دخولھم علیہ او خروجہ الیھم قال لاصحابہ ایکم یلقی علیہ شبھی وھو رفیقی فی الجنۃ فانتدب لذٰلک شاب منھم فکانہ استصغرہ عن ذٰلک فاعادہ ثانیۃ وثالثۃ وکل ذٰلک لا ینتدب الا ذٰلک الشاب فقال انت ھو فالقی اللہ علیہ شبہ عیسٰی حتی کانہ ھو ففتحت روزنۃ من سقف البیت واخذت علیہ السلام سنۃ من النوم فرفع الی السماء وھو کذٰلک کما قال اللہ تعالٰی اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ۔ الآیۃ ۔ فلما رفع خرج اولئک النفر فلما رأی اولئک ذٰلک الشاب ظنوا انہ عیسٰی فاخذوہ فی اللیل وصلبوہ ووضعوا الشوک علی رأسہ واظھر الیھود انھم سعوا فی صلبہ وابتھجوا بذٰلک وسلم لھم طوائف من النصارٰی ذٰلک لجھلھم وقلۃ عقلھم وما علموا من کان فی البیت مع المسیح فانھم شاھدوا رفعہ واما الباقون فانھم ظنوا کما ظن الیھود ان المصلوب ھو المسیح ابن مریم حتی ذکروا ان مریم جلست تحت ذٰلک المصلوب وبکت ویقال انہ خاطبھا واللہ اعلم ۔ وھذا کلہ من امتحان اللہ عبادہ لما لہ فی ذٰلک من الحکمۃ البالغۃ وقد اوضح اللہ الامر وجلاہ وبینہ واظھرہ فی القراٰن العظیم الذی انزلہ علی رسولہ الکریم المؤید بالمعجزات والبینات والدلائل الواضحات فقال تعالٰی وھو اصدق القائلین ورب العلمین المطلع علی السرائر والضمائر الذی یعلم السر فی السمٰوٰت والارض العالم بما کان وما یکون وما لم یکن لو کان کیف یکون وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ای راؤا شبھہ فظنوا انہ ایاہ ۔ ولھذا قال وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۔ یعنی بذٰلک من ادعٰی انہ قتلہ من الیھود ومن سلمہ الیھم من جھال النصارٰی کلھم فی شک من ذٰلک وحیرۃ وضلال وسعو ولھذا قال وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ای وما قتلوہ متیقنین انہ ھو بل شاکین متوھمین بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا ای منیع الجناب لا یرام جنابہ ولا یضام من لاذ ببابہ حَكِیْمًا ۔ ای فی جمیع ما یقدرہ ویقضیہ من الامور التی یخلقھا ولہ الحکمۃ البالغۃ والحجۃ الدامغۃ والسلطان العظیم والامر القدیم ۔

وقولہ تعالٰی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا ۔ قال ابن جریر اختلف اھل التاویل فی معنی ذٰلک فقال بعضھم معنی ذٰلک وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی قبل موت عیسٰی یوجہ ذٰلک الی ان جمیعھم یصدقون بہ اذا نزل لقتل الدجال فتصیر الملل کلھا واحدۃ وھی ملۃ الاسلام الحنیفیۃ دین ابراھیم علیہ السلام ۔ ذکر من قال ذٰلک حدثنا ابن حمید ثنا ابن بشار حدثنا عبد الرحمٰن عن سفیان عن

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی ابن مریم علیه السلام۔ وقال العوفی عن ابن عباس مثل ذٰلك۔

قال ابو مالك فی قوله اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ ذٰلك عند نزول عیسٰی بن مریم لا یبقی احد مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔

وقال ابن جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابن علیة حدثنا ابو رجاء عن الحسن وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی واللّٰه انه لحی الآن عند اللّٰه ولکن اذا نزل آمنوا به اجمعون۔

وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا علی ابن عثمان اللاحقی حدثنا جویریة ابن بشیر قال سمعت رجلا قال للحسن یا ابا سعید قول اللّٰه عزوجل وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی ان اللّٰه رفع الیه عیسٰی وهو باعثه قبل یوم الْقِيٰمَةِ مقامًا یؤمن به البر والفاجر وکذا۔

قال قتادة وعبد الرحمٰن ابن زید بن اسلم وغیر واحد وهذا القول هو الحق کما سنبینه بالدلیل القاطع انشاء اللّٰه۔

قال ابن جریر القول الصحیح فی تفسیر الآیة انه لا یبقی احد من اهل الکتب بعد نزول عیسٰی علیه السلام الا آمن به قبل موته ای قبل موت عیسٰی علیه السلام۔ ولا شك ان هذا الذی قاله ابن جریر هو الصحیح لانه المقصود من سیاق الآیة فی تقریر بطلان ما ادعته الیهود من قتل عیسٰی وصلبه وتسلیم من سلولهم من النصاری لجهله ذٰلك فاخبر اللّٰه انه لم یکن الامر کذٰلك وانما شبه لهم فقتلوا الشبه وهم یتبینون ذٰلك ثم انه رفعه اللّٰه الیه وانه باق حی وانه سینزل قبل یوم القیامة کما دلت علیه الاحادیث المتواترة التی سنوردها ان شاء اللّٰه قریبًا فیقتل مسیح الضلالة ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة یعنی لا یقبلها من احد من اهل الادیان بل لا یقبل الا الاسلام او السیف فاخبرت هذه الآیة الکریمة انه یؤمن به جمیع اهل الکتب حینئذ ولا یتخلف عن التصدیق به واحد منهم وله ذا قال وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ای قبل موت عیسٰی علیه السلام الذی زعموا الیهود ومن وافقهم من النصاری انه قتل وصلب وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ای باعمالهم التی شاهدها منهم وقبل رفعه الی السماء وبعد نزوله الی الارض فاما من فسر هذه الآیة بان المعنی ان کل کتابی لا یموت حتی یؤمن بعیسٰی او بمحمد علیهما السلام فهذا هو الواقع وذٰلك ان کل احد عند احتضاره ینجلی له ما کان جاهلا به فیؤمن به ولکن لا یکون ذٰلك ایمانا نافعا له اذا کان قد شاهد الملك کما قال تعالی فی اول هذه السورة وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ۔ الآیة۔ وقال تعالی فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ۔ (المؤمن) افقه الناس عبد اللّٰه ابن عباس وان روی عنه فی تفسیر هذه الآیة ما یفهم منه ان ضمیر قَبْلَ مَوْتِهٖ راجع الی اهل الکتب لکنه لیس مذهبه ومراده بهذه الآیة بل هو من جملة المباحث الیومیة وبیان امر واقعی لانه روی عنه ایضًا فی تفسیر هذه الآیة ما یدل علی ان الضمیر المذکور راجع الی عیسٰی علیه السلام کما عرفت وستعرفه ایضًا ومذهبه ومراده بهذه الآیة هذا لانه یؤیده السیاق ویؤیده ما روی عنه فی تفسیر وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ای نزول عیسٰی علیه السلام قبل یوم القیمة فی جمیع الطرق وما روی عنه فی تفسیر هذه الآیة غیر هذا فعلوم من هذا ان الاحتمال الاول لیس مرادا ههنا کما قال الحافظ ابن کثیر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



لکن لایلزم منه ان یکون المراد بهذه الآیة هذا بل المراد بها ماذکرناه من تقریر وجود عیسٰی علیه السلام وبقاء حیاته فی السماء وانه سینزل الی الارض قبل یوم القیمة لیکذب هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ من الیهود والنصارٰی الذین تباینت اقوالهم فیه وتصادمت وتعاکست وتناقضت وخلت عن الحق ففرط هٰؤُلَآءِ الیهود وافرط هٰؤُلَآءِ النصارٰی تنقصه الیهود بما رموه به وامه من العظائم واطراه النصارٰی بحیث ادعوا فیه ما لیس فیه فرفعوه فی مقابلة اولئک عن مقام النبوة الی مقام الربوبیة تعالی الله عما یقول هٰؤُلَآءِ وهٰؤُلَآءِ علوا کبیرا وتنزه وتقدس لَآ اِلٰهَ اِلَّا هو۔

## ذِکر الاحادیث

الواردة فی نزول عیسٰی بن مریم الی الارض من السماء فی اٰخر الزمان قبل یوم القیمة وانه یدعو الی عبادة الله وحده لاشریک له۔

قال البخاری رحمة الله علیه فی کتاب ذکر الانبیاء من صحیحه الملتقی بالقبول نزول عیسٰی بن مریم علیه السلام حدثنا اسحٰق ابن ابراهیم وحدثنا یعقوب بن ابراهیم عن ابی صالح عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لایقبله احد حتی یکون السجدة خیرا له من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة اقرؤا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا۔

اوکذا رواه مسلم عن الحسن الحلوانی وعبد بن حمید کلاهما عن یعقوب به واخرجه البخاری ومسلم ایضا من حدیث سفیان ابن عیینة عن الزهری به واخرجاه من طریق اللیث عن الزهری به۔

ورواه ابن مردویه من طریق محمد ابن ابی حفصة عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یقتل الدجال ویقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیة ویفیض المال وتکون السجدة واحدة لله رب العٰلمین قال ابوهریرة اقرأوا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ موت عیسٰی ابن مریم۔

ثم یعیدها ابوهریرة ثلاث مرات۔ طریق اخری عن ابی هریرة قال الامام احمد حدثنا روح حدثنا محمد بن ابی حفصة عن الزهری عن حنظلة بن علی الاسلمی عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیهلن عیسٰی ابن مریم بفج الروحاء بالحج والعمرة او بنیتهما جمیعا وکذا رواه مسلم منفردا به من حدیث سفیان بن عیینة واللیث بن سعید ویونس بن یزید ثلاثتهم عن الزهری به۔

---

لہ یہاں تک آیاتِ مذکورہ اور ان کی مستند تفسیروں سے یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو یہود نے نہ تو سولی پر لٹکایا نہ قتل کیا بلکہ وہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور اُن کے ایک صحابی کو سولی پر لٹکایا گیا جس کی شکل حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرح ہو گئی تھی اور اِس بات کا علم فقط آپ کے ساتھیوں کو تھا جو اُسی کمرہ میں تھے۔ باقی یہود اور بعض نصاریٰ اُن کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں محض گمان و وہم ہے۔ اس کے بعد احادیثِ صحیحہ سے اِسی مقصد کی تائید پیش کی گئی ہے جس کا خلاصہ ترجمہ آخر میں درج ہے۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



وقال احمد حدثنا یزید حدثنا سفیان ھو ابن حسین عن الزھری عن حنظلۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسٰی بن مریم فیقتل الخنزیر ویمحی الصلیب وتجمع لہ الصلوٰۃ ویعطی المال حتی لا یقبل ویضع الخراج وینزل الروحاء فیحج منھا او یعتمر او یجمعھما قال وتلا ابو ھریرۃ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔ الآیۃ۔

فزعم حنظلۃ ان اباھریرۃ قال یؤمن بہ قبل موت عیسٰی فلا ادری ھذا کلہ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم او شیٔ قالہ ابو ھریرۃ وکذا رواہ ابن ابی حاتم عن ابیہ عن ابی موسٰی محمد بن المثنٰی عن یزید ابن ھٰرون عن سفیان بن حسین عن الزھری بہ طریق اخرٰی۔

قال البخاری حدثنا ابوبکر حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شھاب عن نافع مولی ابی قتادۃ الانصاری ان اباھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف بکم اذا نزل فیکم المسیح بن مریم وامامکم منکم تابعہ عقیل والاوزاعی وھکذا۔

رواہ الامام احمد عن عبدالرزاق عن معمر عن عثمان ابن عمر عن ابن ابی ذئب کلاھما عن الزھری بہ واخرجہ مسلم من روایۃ یونس والاوزاعی وابن ابی ذئب بہ (طریق اخرٰی) قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا ھمام انبأنا قتادۃ عن عبدالرحمٰن عن ابی ھریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء اخوت العلات امھاتھم شتّٰی ودینھم واحد وانی اولی الناس بعیسٰی ابن مریم لانہ لم یکن نبیٌّ بینی وبینہ وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران کان رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ ویدعو الناس الی الاسلام ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال ثم تقع الامانۃ علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات لا تضرھم فیمکث اربعین ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون وکذا۔

رواہ ابوداؤد عن ھدبۃ بن خالد عن ھمام بن یحیٰی ورواہ ابن جریر ولم یورد عند ھذہ الآیۃ سواہ عن بشر بن معاذ عن یزید بن ھٰرون عن سعید بن ابی عروبۃ کلاھما عن قتادۃ عن عبدالرحمٰن بن آدم وھو مولٰی ام برثن صاحب السقایۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر نحوہ وقال یقاتل الناس علی الاسلام وقد روی البخاری عن ابی الیمانی عن شعیب عن الزھری عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا اولی الناس بعیسٰی ابن مریم والانبیاء اولاد علات لیس بینی وبینہ نبیٌّ۔

ثم رواہ محمد بن سنان عن فلیح بن سلیمان عن ھلال بن علی عن عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اولی الناس بعیسٰی ابن مریم فی الدنیا والاٰخرۃ الانبیاء العلات اُمّھٰتھم شتّٰی ودینھم واحد۔

وقال ابراھیم ابن طھمان عن موسٰی ابن عقبۃ عن صفوان بن سلیم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **حدیث** اٰخر قال مسلم فی صحیحہ حدثنی ظھیر بن حرب حدثنا یعلی بن منصور حدثنا سلیمان بن بلال حدثنا سھیل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



حتی تنزل الروم بالاعماق او بدابق فیخرج الیھم جیش من المدینۃ من خیار اھل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلھم فیقول المسلمون لا واللہ لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونھم فینھزم ثلث لا یتوب اللہ علیھم ابدا ویقتل ثلث ھم افضل الشھداء عند اللہ ویفتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتحون قسطنطنیۃ فبینما ھم یقسمون الغنائم قد علقوا سیوفھم بالزیتون اذ صاح فیھم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اھلیکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج فبینما ھم یعدون للقتال یسوون الصفوف اقیمت الصلوٰۃ فینزل عیسی ابن مریم فیؤمھم فاذا راٰہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتی یھلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریھم دمہ فی حربتہ۔

**حدیث** اٰخر قال احمد حدثنا ھشیم عن العوام بن حوشب عن جبلۃ بن سحیم عن موثر بن غفارۃ عن ابن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ علیھم السلام فتذاکروا الساعۃ فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بھا فردوا امرھم الی موسیٰ فقال لا علم لی بھا فردوا امرھم الی عیسیٰ فقال اما وجبتھا فلا یعلم بھا احد الا اللہ وفیما عھد الی ربی عزوجل ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیھلکہ اللہ اذا رآنی حتی ان الحجر والشجر یقول یا مسلم ان تحتی کافرا فتعال فاقتلہ قال فیھلکھم اللہ ثم یرجع الناس الی بلادھم واوطانھم فعند ذلک یخرج یأجوج ومأجوج وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ فیطئون بلادھم فلا یأتون علی شیئ الا اھلکوہ ولا یمرون علی ماءٍ الا شربوہ قال ثم یرجع الناس یشکونھم فادعو اللہ علیھم فیھلکھم ویمیتھم حتی تجری الارض من نتن ریحھم وینزل اللہ المطر فیجترف اجسادھم حتی یقذفھم فی البحر ففیما عھد الی ربی عزوجل ان ذلک اذا کان کذلک ان الساعۃ کالحامل المتم لا یدری اھلھا متی تفاجئھم بولادھا لیلا او نھارا رواہ ابن ماجۃ عن محمد بن بشار عن یزید بن ھارون عن العوام ابن حوشب بہ نحوہ۔

**حدیث** اٰخر قال الامام احمد حدثنا یزید بن ھارون حدثنا حماد بن سلمۃ عن علی ابن زید عن ابی نضرۃ قال اتینا عثمان بن ابی العاص فی یوم الجمعۃ لنعرض علیہ مصحفا لنا علی مصحفہ فلما حضرت الجمعۃ امرنا فاغتسلنا ثم اتانا بطیب فیطیبنا ثم جئنا المسجد فجلسنا الی رجل فحدثنا عن الدجال ثم جاء عثمان بن ابی العاص فقمنا الیہ فجلسنا فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون للمسلمین ثلاثۃ امصار مصر بملتقی البحرین ومصر بالحیرۃ ومصر بالشام ففزع الناس ثلاث فزعات فیخرج الدجال فی اعراض الناس فیھزم من قبل المشرق فاول مصر یردہ المصر الذی بملتقی البحرین فیصیر اھلھا ثلاث فرق فرقۃ تقول نقیم نشامہ فننظر ما ھو وفرقۃ تلحق بالاعراب وفرقۃ تلحق بالمصر الذی یلیھم ومع الدجال سبعون الفا علیھم التیجان واکثر من معہ الیھود والنساء وینحاز المسلمون الی عقبۃ افیق فیبعثون سرحالھم فیصاب سرحھم فیشتد ذلک علیھم ویصیبھم مجاعۃ شدیدۃ وجھد شدید حتی ان احدھم لیحرق وتر قوسہ فیاکلہ فبیناھم کذلک اذ نادی منادٍ من البحر یا ایھا الناس اتاکم الغوث ثلاثا فیقول بعضھم لبعض ان ھذا الصوت رجل شبعان ویذل عیسیٰ بن مریم علیھم السلام عند صلوٰۃ الفجر فیقول لہ امیرھم یا روح اللہ تقدم صل فیقول ھذہ الامۃ امراء بعضھم علی بعض فیتقدم امیرھم فیصلی حتی اذا قضی صلوٰتہ اخذ عیسیٰ حربتہ فیذھب نحو الدجال فاذا راٰہ الدجال ذاب کما یذوب الرصاص فیضع حربتہ بین ثندوتیہ[1]

---

[1] ثندوتیہ پستانِ مرد صراح یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اپنا خنجر دجّال کے دو پستانوں کے درمیان ماریں گے۔ (باقی بر صفحہ آیندہ)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



فیقتله ویهزم اصحابه فلیس یومئذ شئ یواری منهم احدا حتی ان الشجرة تقول یا مؤمن هذا کافر ویقول الحجر یا مؤمن هذا کافر تفرد به احمد من هذا الوجه۔

**حدیث** اٰخر قال ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجة فی سننه حدثنا علی بن محمد حدثنا عبدالرحمٰن المحاربی عن اسمٰعیل بن رافع عن ابی زرعة الیمانی یحیٰی بن ابی عمرو عن ابی امامة الباهلی قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فکان اکثر خطبته حدیثا حدثناه عن الدجال وحذرناه فکان من قوله ان قال لم تکن فتنة فی الارض منذ ذرأ اللہ ذریة اٰدم علیه السلام اعظم من فتنة الدجال وان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر اُمّته الدجال وانا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم وهو خارج فیکم لا محالة فان یخرج وانا بین ظهرانیکم فانا حجیج کل مسلم وان یخرج من بعدی فکل حجیج نفسه واللہ خلیفتی علی کل مسلم وانه یخرج من خلة بین الشام والعراق فیعیث یمینا ویعیث شمالا یا عباد اللہ اثبتوا ایها الناس فانی سأصفه لکم صفة لم یصفها ایاه نبی قبلی انه یبدأ فیقول انا نبی فلا نبی بعدی ثم یثنی فیقول انا ربکم ولا ترون ربکم حتی تموتوا وانه اعور وان ربکم عزوجل لیس باعور وانه مکتوب بین عینیه کافر یقرأه کل مؤمن کاتب وغیر کاتب وان من فتنته ان معه جنة ونارا فناره جنة وجنته نار فمن ابتلی بناره فلیستغث باللہ ولیقرأ فواتح الکهف فتکون علیه بردا وسلاما کما کانت النار بردا وسلاما علی ابراهیم وان من فتنته ان یقول لاعرابی ارأیت ان بعثت لک امک وابالک اتشهد انی ربک فیقول نعم فیتمثل له شیطان فی صورة ابیه وامه فیقولان یا بنی اتبعه فانه ربک وان من فتنته ان یسلط علی نفس واحدة فینشرها بالمنشار حتی یلقی شقین ثم یقول انظروا الی عبدی هذا فانی ابعثه الاٰن ثم یزعم ان له ربا غیری فیبعثه اللہ فیقول له الخبیث من ربک فیقول ربی اللہ وانت عدو اللہ انت الدجال واللہ ما کنت بعد اشد بصیرة بک منی الیوم۔

قال ابو الحسن الطنافسی حدثنا المحاربی حدثنا عبید اللہ بن الولید الوصافی عن عطیة عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ذلک الرجل ارفع امتی درجة فی الجنة قال قال ابو سعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتی مضی لسبیله ثم قال المحاربی رجعنا الی حدیث ابی رافع قال وان من فتنته ان یأمر السماء ان تمطر فتمطر ویأمر الارض ان تنبت فتنبت وان من فتنته ان یمر بالحی فیکذبونه فلا یبقی لهم سائمة الا هلکت وان من فتنته ان یمر بالحی فیصدقونه فیأمر السماء ان تمطر فتمطر ویأمر الارض ان تنبت فتنبت حتی تروح مواشیهم من یومهم ذلک اسمن ما کانت واعظمه وامده خواصر وادره ضروعا وانه لا یبقی شئ من الارض الا وطئه وظهر علیه الا مکة والمدینة فانه لا یأتهما من نقب من نقابها الا لقیته الملئکة بالسیوف صلتة حتی ینزل عند الضریب الاحمر عند منقطع السبخة فترجف المدینة باهلها ثلاث رجفات فلا یبقی منافق ولا منافقة الا خرج الیه فینفی الخبث منها کما ینفی الکیر خبث الحدید ویدعی ذلک الیوم یوم الخلاص فقالت ام شریک بنت ابی العکر یا رسول اللہ فاین العرب یومئذ قال هم قلیل وجلهم یومئذ ببیت المقدس وامامهم رجل صالح قد تقدم یصلی بهم الصبح اذ نزل عیسٰی بن مریم

---

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) اور اُسے ہلاک کر دیں گے۔ پھر تو اُس کے لشکری جو ستر ہزار یہودی ہوں گے ہزیمت اُٹھا کر بھاگنے کی کوشش کریں گے اور مسلمان اُن کا تعاقب کریں گے۔ یہاں تک کہ اگر یہودی کسی درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو درخت سے آواز آئے گی اے مسلم یہ کافر ہے اِسے قتل کر۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



علیه السلام فرجع ذلك الامام یمشی القهقری لیتقدم عیسٰی علیه السلام فیضع یده عیسٰی بین کتفیه ثم یقول تقدم فصل فانها لك اقیمت فیصلی بهم امامهم فاذا انصرف قال عیسٰی افتحوا الباب فیفتح ووراءه الدجال معه سبعون الف یهودی کلهم ذو سیف محلی وتاج فاذا نظر الیه الدجال ذاب کما یذوب الملح فی الماء وینطلق هاربا فیقول عیسٰی ان لی فیك ضربة لن تسبقنی بها فیدرکه عند لد الشرقی فیقتله ویهزم الله الیهود فلا تبقی شئ مما خلق الله یتوارٰی به یهودی الا انطق الله ذلك الشئ لا حجر ولا شجر ولا حائط ولا دابة الا الغرقدة فانها من شجرهم لا تنطق الا قال یا عبد الله المسلم هذا یهودی فتعال فاقتله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وان ایامه اربعون السنة کنصف السنة والسنة کالشهر والشهر کالجمعة واخر ایامه کالشررة یصبح احدکم علی باب المدینة فلا یبلغ بابها الاخر حتی یمشی فقیل له کیف نصلی یا نبی الله فی تلك الایام القصار قال تقدرون الصلوٰة کما تقدرون فی هذه الایام الطوال ثم صلوا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیکون عیسٰی بن مریم فی امتی حکما عدلا واماما مقسطا یدق الصلیب ویذبح الخنزیر ویضع الجزیة ویترك الصدقة فلا یسعٰی علی شاة ولا بعیر وترتفع الشحناء والتباغض وتنزع حمة کل ذات حمة حتی یدخل الولید یده فی الحیة فلا تضره ویقرب الولید من الاسد فلا یضره ویکون الذئب فی الغنم کانه کلبها وتملاء الارض من السلم کما یملاء الاناء من الماء وتکون الکلمة واحدة فلا یعبد الا الله وتضع الحرب اوزارها وتسلب قریش ملکها وتکون الارض کلها نور الفضة وتنبت نباتها کعهد ادم حتی یجتمع النفر علی القطف من العنب فیشبعهم ویجتمع النفر علی الرمانة فتشبعهم ویکون الثور بکذا وکذا من المال ویکون الفرس بالدریهمات قیل یا رسول الله وما یرخص الفرس قال لا یرکب لحرب ابدا قیل له فما یغلی الثور قال لحرث الارض کلها وان قبل خروج الدجال ثلاث سنوات شدادا یصیب الناس فیها جوع شدید ویامر الله السماء فی السنة الاولی ان تحبس ثلث مطرها ویامر الارض فتحبس ثلث نباتها ثم یامر الله السماء فی السنة الثانیة فتحبس ثلثی مطرها ویامر الله الارض فتحبس ثلثی نباتها ثم یامر الله عزوجل السماء فی السنة الثالثة فتحبس مطرها کله فلا تقطر قطرة ویامر الارض ان تحبس نباتها کله فلا تنبت خضراء فلا تبقی ذات ظلف الا هلکت الا ما شاء الله قیل فما یعیش الناس فی ذلك الزمان قال التهلیل والتکبیر والتسبیح والتحمید یجری ذلك علیهم مجری الطعام۔

قال ابن ماجة سمعت ابا الحسن الطنافسی یقول سمعت عبد الرحمٰن المحاربی یقول ینبغی ان یرفع هذا الحدیث الی المؤدب حتی یعلمه الصبیان فی الکتب هذا حدیث غریب جدا من هذه الوجه وبعضه شواهد من احادیث اُخر ولنذکر حدیث النواس بن سمعان هٰهنا لشبهه بهذا الحدیث۔

قال مسلم فی صحیحه حدثنا ابو خیثمة زهیر بن حرب حدثنا الولید بن مسلم حدثنی عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر حدثنی یحییٰ بن جابر الطائی قاضی حمص حدثنی عبد الرحمٰن بن جبیر عن ابیه جبیر بن نفیر الحضرمی انه سمع النواس بن سمعان الکلابی وحدثنا محمد بن مهران الرازی حدثنا الولید بن مسلم حدثنا عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر عن یحییٰ بن جابر الطائی عن عبد الرحمٰن بن جبیر عن ابیه جبیر بن نفیر عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم الدجال ذات غداة فخفض ورفع حتی ظنناه فی طائفة النخل فلما رجعنا الیه عرف ذلك فی وجوهنا فقال ما شانکم قلنا یا رسول الله ذکرت الدجال فخفضت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



فیه ورفعت حتی ظننا ہ فی طائفۃ النخل قال غیر الدجال اخوفنی علیکوان یخرج وانا فیکو فانا حجیجه دونکووان یخرج ولست فیکو فامرؤ حجیج نفسه واللّٰه خلیفتی علی کل مسلوانه شاب قطط عینه طافیة کانی اشبهه بعبد العزی بن قطن من ادرکه منکوفلیقرأ علیه فواتح سورۃ الکهف انه خارج من خلة بین الشام والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا یاعباد اللّٰه فاثبتوا قلنا یارسول اللّٰه فما لبثه فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایامکو قلنا یارسول اللّٰه وذلك الیوم الذی کسنة ایکفینا فیه صلوۃ یوم قال لا اقدروا له قدرہ قلنا یارسول اللّٰه وما اسراعه فی الارض قال کالغیث استدبرته الریح فیأتی علی قوم فیدعوهم فیؤمنون ویستجیبون له فیأمر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح علیهم سارحتهم اطول ماکانت ذریً واسبغه ضروعا وامده خواصر ثم یأتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شیئ من اموالهم ویأمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزك فتتبعه کنوزها کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلاً ممتلئا شابا فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل و یتهلل وجهه ویضحك فبینما هو کذالك اذ بعث اللّٰه المسیح بن مریم علیه السلام فینزل عند منارة البیضاء شرقی دمشق بین مهرودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طاطأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان کاللؤلؤ ولا یحل لکافر یجد ریح نفسه الا مات وینتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله ثم یأتی عیسٰی علیه السلام قوما قد عصمهم اللّٰه منه فیمسح عن وجوههم ویحدثهم بدرجاتهم فی الجنة فبینما هو کذالك اذ اوحی اللّٰه عزوجل الی عیسٰی انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور ویبعث اللّٰه یأجوج ومأجوج وَهُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ فیمر أولهم علی بحیرة طبریة فیشربون ما فیها ویمر اخرهم فیقولون لقد کان بهذه مرة ماء ویحصر نبی اللّٰه عیسٰی واصحابه حتی یکون رأس الثور لاحدهم خیرٌ من مائة دینار لاحدکوالیوم فیرغب نبی اللّٰه عیسٰی واصحابه فیرسل اللّٰه علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسٰی کموت نفس واحدة ثم یهبط نبی اللّٰه عیسٰی و اصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الا ملأه زهمهم ونتنهم فیرغب نبی اللّٰه عیسٰی واصحابه الی اللّٰه فیرسل اللّٰه طیرا کاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حیث شاء اللّٰه ثم یرسل اللّٰه مطرا لا یکن منه مدر ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکها کالزلفة ثم یقال للارض اخرجی ثمرك وردی برکتك فیومئذ تاکل العصابة من الرمانة ویستظلون بقحفها ویبارك اللّٰه فی الرسل حتی ان اللقحة من الابل لتکفی الفئام من الناس فبینما هو کذلك اذ بعث اللّٰه ریحا طیبة فتأخذ هم تحت اباطهم فیقبض اللّٰه روح کل مؤمن وکل مسلم ویبقی شرار الناس یتهارجون فیها تهارج الحمر فعلیهم تقوم الساعة۔

ورواہ الامام احمد واهل السنن من حدیث عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر به وسنذکرہ ایضاً من طریق احمد عند قوله تعالٰی فی سورۃ الانبیاء حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ الآیة **حدیث** اخر۔ قال مسلم فی صحیحه ایضاً حدثنا عبد اللّٰه بن معاذ العنبری حدثنا ابی حدثنا شعبة عن النعمان بن سالم قال سمعت یعقوب بن عاصم بن عروة بن مسعود الثقفی یقول سمعت عبد اللّٰه بن عمرو وجاءه رجل ما هذا الحدیث الذی تحدث به تقول ان الساعة تقوم الی کذا وکذا فقال سبحان اللّٰه او لا اله الا اللّٰه او کلمة نحوهما لقد هممت ان لا اُحدث احدا شیئا ابدا انما قلت انکو سترون بعد قلیل امرا عظیما یحرق البیت ویکون ویکون ثم قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری اربعین یومًا او اربعین شهرا او اربعین عاما فیبعث اللہ تعالیٰ عیسٰی بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیہلکہ ثم یمکث الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ ثم یرسل اللہ ریحا باردۃ من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر او ایمان الا قبضتہ حتی لو ان احدکم دخل کبد جبل لدخلتہ علیہ حتی تقبضہ قال سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیبقی شرار الناس فی خفۃ الطیر واحلام السباع لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا فیتمثل لہم الشیطان فیقول الا تستجیبون فیقولون فما تأمرنا فیأمرہم بعبادۃ الاوثان وہم فی ذلک دار رزقہم حسن عیشہم ثم ینفخ فی الصور فلا یسمعہ احد الا اصغی لیتا ورفع لیتا قال واول من یسمعہ رجل یلوط حوض ابلہ قال فیصعق ویصعق الناس ثم یرسل اللہ او قال ینزل اللہ مطرا کانہ الطل او قال الظل نعمان الشاک فتنبت منہ اجساد الناس ثم یُنْفَخُ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ثم یقال یا ایہا الناس ہلموا الی ربکم وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ ثم یقال اخرجوا بعث النار فیقال منکم فیقال من کل الف تسع مائۃ وتسعۃ وتسعین قال فذاک یَوْمٌ یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا وَذٰلِکَ یَوْمٌ یُّکْشَفُ عَنْ سَاقٍ ثم رواہ مسلم والنسائی فی تفسیرہ جمیعا عن محمد بن بشار عن غندر عن شعبۃ عن نعمان بن سالم بہ۔

**حدیث** اٰخر۔ قال الامام احمد اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن الزہری بن عبد اللہ بن ثعلبۃ الانصاری عن عبد اللہ بن زید الانصاری عن مجمع بن جاریۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقتل ابن مریم المسیح الدجال بباب لد او الی جانب لد ورواہ احمد ایضا عن سفیان بن عیینۃ عن حدیث اللیث والاوزاعی ثلاثتہم عن الزہری عن عبد اللہ بن عبید اللہ بن ثعلبۃ عن عبد الرحمٰن بن یزید عن عمہ مجمع بن جاریۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقتل ابن مریم الدجال بباب لد وکذا رواہ الترمذی عن قتیبۃ عن اللیث بہ وقال ہذا حدیث صحیح۔

قال وفی الباب عن عمران بن حصین ونافع بن عیینۃ وابی برزۃ وحذیفۃ بن اسید وابی ہریرۃ وکیسان وعثمان بن ابی العاص وجابر وابی امامۃ وابن مسعود وعبد اللہ بن عمرو وسمرۃ بن جندب والنواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہم ومرادہ بروایۃ ہؤلاء ما فیہ ذکر الدجال وقتل عیسٰی بن مریم علیہ السلام لہ فامّا احادیث ذکر الدجال فقط فکثیرۃ جدّا وہی اکثر من ان تحصٰی لانتشارہا وکثرۃ راویتہا فی الصحاح والحسان والمسانید وغیر ذلک۔

**حدیث** اٰخر۔ قال الامام احمد حدثنا سفیان عن فرات عن ابی الطفیل عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال اشرف علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عرفۃ ونحن نتذاکر الساعۃ فقال لا تقوم الساعۃ حتی ترد عشر آیات طلوع الشمس من مغربہا والدخان والدابۃ وخروج یأجوج ومأجوج ونزول عیسٰی بن مریم والدجال وثلثۃ خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب ونار تخرج من قعر عدن تسوق او تحشر الناس تبیت معہم حیث باتوا وتقیل معہم حیث قالوا وہکذا رواہ مسلم واہل السنن من حدیث الفرازبہ ورواہ مسلم ایضًا من روایۃ عبد العزیز بن رفیع عن ابی الطفیل عن ابی شریحۃ عن حذیفۃ بن اسید الغفاری موقوفا۔ واللہ اعلم۔ فہذہ الاحادیث متواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من روایۃ ابی ہریرۃ وابن مسعود وعثمان بن ابی العاص وابی امامۃ والنواس بن سمعان

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



وعبد اللہ بن عمرو بن العاص ومجمع بن جارية وابی شريحة وحذيفة بن اسيد رضی اللہ عنهم وفيها دلالة علی صفة نزوله ومكانه من انه بالشام بل بدمشق عند المنارة الشرقية وان ذلك يكون عند اقامة صلوة الصبح وقد بنيت فی هذه الاعصار فی سنة احدی واربعين وسبع مائة منارة للجامع الاموی بيضاء من حجارة منحوتة عوضا عن المنارة التی هدمت بسبب الحريق المنسوب الی صنيع النصاری عليهم لعائن اللہ المتتابعة الی يوم القيامة وكان اكثر عمارتها من اموالهم وقويت الظنون انها هی التی ينزل عليها المسيح بن مريم عليه السلام فيقتل الخنزير ويكسر الصليب ويضع الجزية فلا يقبل الا الاسلام كما تقدم فی الصحيحين وهذا من اخبار النبی صلی اللہ عليه وسلم بذلك وتقرير وتشريع وتسويغ له علی ذلك فی ذلك الزمان حيث تنزاح علتهم وترفع شبههم من انفسهم ولهذا كلهم يدخلون فی دين الاسلام متابعين لعيسی عليه السلام وعلی يديه ولهذا قال تعالی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الآية وهذه الآية كقوله وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ وقرئ لَعَلَمٌ بالتحريك ای امارة ودليل علی اقتراب الساعة وذلك لانه ينزل بعد خروج المسيح الدجال فيقتله اللہ علی يديه كما ثبت فی الصحيح ان اللہ لم يخلق داءً الا انزل له شفاءً ويبعث اللہ فی ايامه يأجوج ومأجوج فيهلكهم اللہ تعالی ببركة دعائه وقد قال تعالی حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ۔ الآية۔

حاصل اِس عربی عبارت کا بطریقِ اختصار یہ ہے۔ کہ:۔

قتل اور صلب عیسٰی علیہ السّلام کا نہیں ہوا جیسا کہ زعم یہود اور اکثر نصاریٰ کا تھا بلکہ اُس حواری نوجوان کا جس پر شباہت مسیح علیہ السّلام کی ڈالی گئی تھی اور عیسٰے علیہ السّلام زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور دونوں ضمیریں بِہٖ اور مَوْتِہٖ عیسٰی علیہ السّلام کی طرف ہیں۔ آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الآیۃ میں کیونکہ ماقبل میں ذکر انہی کا ہے۔ یا ضمیر بِہٖ مضمون بالا کی طرف یعنی مرفوع ہونا عیسٰے علیہ السّلام کا۔ اور آثارِ صحابہ اور تابعین مثل ابن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود ومجاہد وقتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کے اِسی پر دال ہیں۔ اور ضمیر بہٖ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا عیسٰے علیہ السّلام کی طرف پھیرنی اور موتہٖ کی اہلِ کتاب کی طرف یہ احتمال واقعہ میں درست ہے لیکن آیت مذکورہ سے اِس مقام میں مُراد نہیں اور عیسٰی علیہ السّلام اُتریں گے آسمان سے قبل قیامت کے حاکم عادل توڑیں گے صلیب کو یعنی دینِ اسلام کے سوا اور دینوں کو باطل کریں گے دفع کرائیں گے خنازیر کو یعنی حکم قتل کا دیں گے۔ اہلِ کتاب سے سوا دینِ اسلام کے اور کچھ قبول نہ کریں گے۔ مال اِس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ لذت عبادت کی ایسی ہوگی کہ ایک سجدہ کُل دُنیا سے زیادہ لذیذ ہوگا حسد، بُغض، عداوت اور باقی صفاتِ ذمیمہ نہ رہیں گی۔ شیر، اُونٹ، چیتا، گائے، بھیڑیا، بکری، سانپ۔ وغیرہ ایک دُوسرے کے ساتھ چریں گے اور کھیلیں گے۔ ضرر نہ دیں گے۔ عیسٰی علیہ السّلام حج عُمرہ ادا کریں گے۔ مسیح سے قبل دجال کے زمانہ میں سخت قحط سالی ہوگی۔ اُس زمانہ میں طعام کی جگہ تہلیل، تکبیر اور تسبیح سے حیات بسر کریں گے۔ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو امام مہدی علیہ السّلام کو نماز میں آگے کھڑا کریں گے اور خود بھی بعد کو امام ہوں گے۔ قتل کریں گے دجال کو جو ایک شخص معین ہے۔ اور ہلاک ہوگی قوم یاجوج ماجوج اُن کی برکت سے۔

واخرج البخاری فی تاريخه والطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال يدفن عيسی بن مريم مع رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم وصاحبيه فيكون قبره رابعا۔ اخراج کیا بخاری نے بیچ تاریخ اپنی کے اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے۔ فرمایا عبداللہ بن سلام نے دفن کیے جائیں گے عیسٰے بیٹے مریم کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے پس ہوگی قبر مُبارک اُن کی چوتھی۔

واخرج الترمذی وحسنه عن محمد بن يوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابيه عن جده قال مكتوب فی التوراة صفة محمد وعيسی بن مريم يدفن معه۔ اور اخراج کیا ترمذی نے ساتھ تحسین کے فرمایا عبداللہ بن سلام نے کہ صِفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



کی تورات میں موجود ہے اور یہ بھی تورات میں ہے کہ عیسٰی ابنِ مریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

عن عائشۃ قالت قلتُ یارسول اللہ انی اری انی اعیش بعدک فتأذن لی ان اُدفن الی جنبک فقال وانی لی بذالک الموضع مافیہ الا موضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسٰی بن مریم۔ فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس تو ابوبکر اور عمر اور عیسٰی علیہ السلام کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ینزل عیسٰی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ یمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت ویدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ۔ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء۔ روایت کیا ابن جوزی نے بیچ کتاب وفا کے عبداللہ بن عمرو سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتریں گے عیسٰی بن مریم آسمان سے پس نکاح کریں گے اور صاحبِ ولد ہوں گے جب فوت ہوں گے مدفون ہوں گے ساتھ میرے پس کھڑے ہوں گے ہم دونوں ایک قبر (یعنی مقبرہ) درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے۔

اور روایت کیا ترمذی نے بعض اس حدیث کا جس میں روایت کیا بعض راویوں سے۔ وقد بقی فی البیت موضع قبر۔ یعنی قبر مبارک کے پاس جگہ خالی ہے واسطے عیسٰی علیہ السلام کے محقق ابن جرزی فرماتے ہیں پاس عمرؓ کے مدفون ہوں گے۔ کیونکہ ہم کو خبر دی ہے بہتیروں نے حجرہ شریف کے اندر جانے والوں میں سے کہ خالی جگہ عمرؓ کی جنب میں ہے۔

آثار دربارہ مرفوع ہونے جسم مسیح اور احادیث نزول عیسٰی علیہ السلام کی سوا اُن کے جو بیان کر چکا ہوں اور بھی بکثرت موجود ہیں جس کا جی چاہے تفسیر ابن کثیر اور تفسیر درِ منثور اور تفسیر ابن جریر کو ملاحظہ فرمائے۔ اگر ان سے بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو کنز العمال و مسند امام احمد وغیرہ کتبِ احادیث کو مطالعہ فرمائے۔ مگر مومن فہیم کے واسطے اس قدر آثار اور احادیث سے جو بیان کر چکا ہوں۔ یہ احادیث متواترہ ہیں۔ نزولِ مسیح کا جو مستلزم ہے رفع کو سب میں اتفاق ہے زیادہ بیان ہونا افعال اور صفات کا بعض حدیثوں میں اور بعضوں میں کم۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جس قدر اوصاف بذریعہ وحی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئے اُن کو بیان فرمایا۔ سامع نے اُن کو یاد رکھا۔ پھر جب اور معلوم ہوئے اُن کو پھر بیان فرمایا۔ علٰی ہذا القیاس۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى۔ یہی وجہ ہے کہ بعض راویوں میں سے بعض صفات اور احوال مروی ہیں دوسرے سے کچھ اور۔ کبھی ایک راوی کی روایت میں کمی بیشی ہوا کرتی ہے۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے۔

احادیثِ نزول مروی ہیں ان اصحاب کبار وغیرہم سے۔ ابوہریرہ۔ عبداللہ بن مسعود۔ عثمان بن ابی العاص۔ ابی امامہ۔ نواس ابن سمعان۔ عبداللہ بن العاص۔ مجمع بن جاریہ۔ ابی سریحہ۔ حذیفہ بن اسید۔ جابر۔ سمرۃ بن جندب۔ عمرو بن عوف۔ عمران بن حصین۔ کیسان۔ حذیفہ بن یمان۔ عائشہ۔ عبداللہ بن عباس۔ انس رضی اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔

**توضیح**۔ معنے آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ کا یہ ہے کہ اہل کتاب موجودہ میں سے وقت نزولِ مسیح کے قبل از موت اُن کے ہر ایک ایمان لائے گا ساتھ واقعیت مضمون بالا کے یعنی اُٹھایا جانے اُن کے آسمان کی طرف۔ اور ساتھ اس کے کہ وہ نبی صادق گذرے ہیں اپنے وقت میں۔ یہود گذشتہ ہمارے مفتری اور کافر بہ نبی صادق تھے۔ یہی مراد ہے آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ سے۔ اسی لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوہریرہؓ وقت بیان حدیث بخاری والذی نفسی بیدہ لیوشکن الخ کے آیۃ مذکورہ کو نزولِ مسیح ابن مریم پر شاہد لاتے ہیں۔ اور اس استشہاد سے ہر ایک عاقل ادنٰی تدبر سے معلوم کر سکتا ہے کہ اس حدیث مذکور میں جس کا مضمون یہ ہے۔ قسم ہے مجھ کو اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور ہی اتریں گے تم میں مریم کے بیٹے حاکم بشرع محمدی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ وسلم منصف ہو کر اور خنزیر کو حلال جاننا اور صلیب پرستی یہ سب امور جو اُن کے پیچھے اُن کی شرع میں داخل سمجھے گئے ہیں ان سب کو موقوف کریں گے۔ یہاں تک کہ اُن کے عہد میں ملّتِ اِسلام ہی باقی رہے گی۔ اور محبت عبادت اور اعراض دُنیا سے ایسا ہوگا کہ ایک سجدہ بہتر سمجھا جائے گا سب دُنیا اور دُنیوی اشیاء سے۔ مُراد وُہی ابنِ مریم ہے جو نبیِ وقت اور صاحبِ انجیل ہے۔ ورنہ بیان حدیثِ مذکور کے وقت اِستشہاد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ابُوہریرہؓ کا بآیتِ مذکورہ کیا معنے رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب آیتِ مذکورہ میں اُس نبیِ وقت کا ذکر ہے تو حدیث میں بھی ضرور اُسی کے نزُول سے حلفی طور پر خبر دی گئی ہے۔ جیسا کہ استشہاد بآیت مذکورہ وقت بیان حدیث کے ارادہ مثیلِ مسیح کو باطل کرتا ہے ایسا ہی عدم وقوع اُن اُمور کا زمانہ حال میں جو حدیث میں بیان ہُوئے ہیں۔ جناب مرزا صاحب اِس حدیث شریف کا مصداق بتاویل مثیل اپنے زعم میں تو بنے مگر موقوف کرنا صلیب پرستی اور خنزیر خوری کا اور سب ملّتوں کا ایک ملّتِ اِسلام ہی ہو جانا اور کثرت مال کی یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے۔ اور ایک سجدہ کا عزیز تر ہونا سب دُنیا سے یہ علاماتِ نزُولِ مسیح کہاں؟ اور نیز اگر آپ مُراد ہیں حدیث مذکور سے تو آپ کے پیدا ہونے میں کسی کو حضارِ مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعجب اور استعظام ہی کیا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قسم اُٹھا کر بعد ازاں نزُول اور قرب کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے مؤکد کر کے یعنی لَیُوْشَکَنَّ فرما کر حاضرین کا تردّد دفع فرماتے رہے۔

جاننا چاہیئے کہ یہ معنے آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ کا جو لکھ چکا ہُوں یہی معنے کیا ہے ابُوہریرہؓ نے۔ اور ایک روایت میں عبداللہ ابن عباس نے بھی۔ اور اِسی معنے کو ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں بشہادت سیاقِ کلام یعنے چسپاں ہونے اِس معنے کے ماقبل سے ترجیح دی ہے۔ اور دُوسرا معنے جو ایک روایت میں ابنِ عباسؓ سے مروی ہے وُہ بیان ایک وجہ کا ہے وجُوہ آیت میں سے۔ اور واقعی ہونا اِس معنے کا مقتضٰی اس کا نہیں کہ مُراد آیۃ سے وُہی ہو۔ واقعیتِ مضمون اور ہے اور مُراد ہونا کلام سے اور۔ وُہ معنے یہ ہے کہ ہر ایک اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے عیسٰی بن مریم کے ساتھ جب عند الموت متجلّی ہوں گے اِیمان لائے گا۔

**چوتھی** وجہ بطلان اس مذہب کی یہ آیت یعنی وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ الخ بھی ہے کیونکہ منطوقہ دال ہے نزولِ مسیح بن مریم پر جو مستلزم ہے رفع جسمی کو۔

**پانچویں** وجہ بطلان کی وعدہ فرمانا اللہ تعالیٰ کا ہے مسیح بن مریم سے کہ مَیں تجھ کو یہُود کے ہاتھ سے بچاؤں گا۔ تو پھر تعجب ہے کہ بعد تسکین بخشی کے اِس قول سے یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔ یہُود کے ہاتھ میں گرفتار کرا کر کوبکوُ رُسوا کرنا اور مار پیٹ کے بعد صلیب پر اُنہی کے ہاتھ سے دلانا اِتنی تکلیف کے بعد صلیب سے زندہ اُتار نہ آیا یہی ثمرہ اِیفاء عہدِ خُداوندی اور اثرِ اجابت دُعاؤں مسیحیہ کا نکلا جو رات بھر روتے چلاتے مانگی جاتی تھیں۔

**چھٹی** وجہ بطلان کی اِتصال رفع کا ساتھ کلمہ بَلْ کے یعنے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کہنا اور حسبِ مزعُوم جناب مرزا صاحب یُوں چاہیئے تھا بَلْ بَقِیَ حَیًّا ثُمَّ تَوَفّٰهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اِلَیْهِ۔

**ساتویں** وجہ آیۃ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ہے یعنی بالتحقیق نزولِ مسیح ابنِ مریم اسبابِ علمِ قیامت میں سے ہے۔ اخرج الفریابی و سعید بن منصور و مسدد و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و الطبرانی من طرق عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قولہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال خروج عیسٰی قبل یوم القیٰمۃ و اخرج عبد بن حمید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال خروج عیسٰی یمکث فی الارض اربعین سنۃ تکون تلک الاربعون اربع سنین یحج ویعتمر۔ و اخرج عبد بن حمید و ابن جریر عن مجاھد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال اٰیۃ للساعۃ خروج عیسٰی بن مریم قبل یوم القیامۃ۔ و اخرج عبد بن حمید و ابن جریر عن الحسن رضی اللہ عنہما وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال نزول عیسٰی و اخرج ابن جریر من طرق عن

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


ابن عباس رضی اللہ عنہما وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ قال نزول عیسٰے۔ (تفسیر دُرِّ منثور)

حاصل یہ ہے کہ عبداللہ ابنِ عبّاس اَور ابُوہریرہ اَور مجاہد اَور حسن رضی اللہ عنہم سے بطرق متعدّدہ مروی ہے کہ ضمیر اِنَّہٗ جو آیت وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ میں ہے عیسٰی علیہ السّلام کے نزول کی طرف پھرتی ہے۔ وقال الاحمد حدثنا ھاشم بن القاسم حدثنا شیبان عن عاصم بن النجود عن ابی رزین عن ابی یحییٰ مولی بن عقیل الانصاری قال قال ابن عباس رضی اللہ عنہما لقد علمت اٰیۃ من القراٰن الخ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ قال ھو خروج عیسٰے بن مریم علیہ السّلام قبل یوم القیٰمۃ وقولہ سبحانہ وتعالیٰ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ تقدم تفسیر ابن اسحاق ان المراد من ذٰلک مایبعث بہ عیسٰی علیہ السلام من احیاء الموتی وابراء الاکمہ والابرص وغیر ذٰلک من الاسقام وفی ھذا نظر وابعد منہ ماحکاہ قتادۃ عن الحسن البصری وسعید بن جبیر ان الضمیر فی انہ عائد علی القراٰن بل الصحیح انہ عائد علی عیسٰے علیہ السّلام فان السیاق فی ذکرہ ثم المراد بذٰلک نزولہ قبل یوم القیٰمۃ کما قال تبارک وتعالیٰ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ ای قبل موت عیسٰی علیہ السلام ثم یوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیدا ویؤید ھذا المعنی القراءۃ الاخرٰی وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ ای امارۃ ودلیل علی وقوع الساعۃ۔ قال مجاھد وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ خروج عیسٰی ابن مریم علیہ السّلام قبل یوم القیٰمۃ۔ وھکذا روی عن ابی ھریرۃ وابن عباس وابی العالیۃ وابی مالک وعکرمۃ والحسن وقتادۃ والضحاک وغیرھم وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسٰی علیہ السّلام قبل یوم القیامۃ اماما عادلا الخ (تفسیر ابن کثیر)

حاصل۔ روایت کی اِمام احمد نے عبداللہ ابن عباس سے اسنادِ صحیح کے ساتھ کہ فرمایا اُنہوں نے وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ اَے خروج عیسٰی علیہ السّلام یعنی نزُول اُن کا قبل قیامت کے یہی مروی ہے مجاہد۔ ابُوہریرہ۔ ابُوعالیہ۔ ابُومالک۔ عکرمہ۔ حسن۔ قتادہ۔ ضحاک وغیرہم سے۔ اَور یہی صحیح ہے بنظر ماقبل کے اَور اِسی کو تائید دیتی ہے دُوسری قرأۃ۔ اَور آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ احادیث نزُول کی بطریقِ تواتر بھی اِسی کی تائید کرتی ہیں پس ضمیر اِنَّہٗ کی قرآن کی طرف پھیرنی غیر صحیح ہے۔ سیاق اَور اقوالِ صحابہ اَور تابعین کی رُو سے۔ اَور عیسٰی علیہ السّلام کی طرف پھیرنی باعتبار زندہ کرنے اُن کے مُردوں کو وغیرہ وغیرہ یہ بھی غیر صحیح ہے بلحاظ تفسیر صحابہ اَور تابعین کے اَور بلحاظ سیاق ایضاً بنظرِ دقیق اعلم بالقرآن ابنِ عباس بروایت ابی صالح بھی اِس آیت میں یُونہی فرماتے ہیں۔

اَب بخوبی واضح ہو چکا کہ مرزا صاحب ازالہ اَوہام میں جو اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع قرآن لکھتے ہیں غیر صحیح ہے۔ سیاق آیۃ اَور تفاسیرِ صحابہ وتابعین کی رُو سے قولہ تعالیٰ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّوْنَ الخ اِس آیۃ میں مِنْہُ کی ضمیر اَور ایسا ہی اَمْرُھُوَ اَور اِنْ ھُوَ اَور اَنْعَمْنَا عَلَیْہِ اَور جَعَلْنٰہُ یہ سب ضمائر ابنِ مریم کی طرف ہی راجع ہیں۔ مرزا صاحب اگر وَاِنَّہٗ کی ضمیر کو قرآن کی طرف پھراتے ہیں تو ان ضمائرِ مذکورہ کو بھی قرآن کی طرف راجع فرمائیں۔ تاکہ تحریف مضمون قرآن کریم کی بخوبی ہو جائے۔ نزُول مسیح مستلزم ہے رفعِ جسمی اَور حیاتِ مسیح اِلی الآن اَور بطلانِ مذہب مذکُور کو۔

آٹھویں وجہ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مِن جُملہ علاماتِ قیامت کے خرُوج شخص معیّن مسمّٰی بہ دجّال یہُود میں سے اَور مسیح ابنِ مریم کا بعد نزُول اُس کو قتل کرنا بیان فرمایا بمقتضائے آیت مذکورہ ہم کو اِیمان بما جاء بہ الرسول علیہ السّلام واجب اَور اِنکار اس کا مُوجبِ کفر ہے۔ خیال رکھنا چاہیئے کہ رفعِ جسمی مسیح اَور نزول کا ثبُوت چُونکہ قرآن کریم اَور احادیثِ صحیحہ متواترہ سے نہایت واضح طریق پر ہو گیا تو بعد اس کے مومن بما جاء بہ الرسول علیہ السّلام کو ہرگز ہرگز متوجہ ہونا اناجیل کی طرف باعث دھوکا کھانے یہُود اَور نصاریٰ کے اس مقام میں بوجہ القار شبہ جائز نہیں اِسی دھوکا کھانے اَور تشکیک کی وجہ سے تواتر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


اُن کا بھی قابلِ اعتبار نہیں کیونکہ اجتماعِ شکوک سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ واقعہ قتل اور صلب مسیح جو اناجیل میں مذکور ہے۔ اور ایسا ہی افتراء یہود کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ الخ کہتے تھے ان کی تکذیب نص وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور مَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ سے ہو چکی جیسا کہ مسیح ابن مریم نے خود برنباس کو فرمایا تھا کہ اے برنباس چونکہ تو اور والدہ ہماری دُنیاوی محبت سے مجھے ابن اللہ کہتے تھے یعنی اُس معنے سے جو کسی کے لائق نہیں۔ خداوند نے چاہا کہ قیامت کے دن مجھ پر ہنسی نہ ہو۔ تو دُنیا میں یہود کی مصلوبیت اور موت سے مجھے بدنام نہ کرنا لیکن یہ غلطی تا وقتِ تشریف آوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگی جب وُہ تشریف لائیں گے تو اس غلطی کو دفع فرمائیں گے انجیل برنباس ادریس کا قول نامہ یہود ا میں اسی مضمون پر دال ہے کہ لوگ صاحب یعنی مسیح پر ہنسیں گے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تب لوگوں کو سزا دیں گے۔ مطابق اس پیشین گوئی مسیح کے قرآن کریم نے برأت مسیح کی تہمت قتل اور مصلوبیت سے بیان فرمائی جیسا کہ اصل واقعہ یعنی رفع مسیح علی السماء کو ذکر کیا۔ کیونکہ رفع اِلَی اللہ اور رفع علی السماء مساوق ہیں۔

الغرض کُتبِ سابقہ میں سے جس مضمون کی تکذیب قرآن کریم یا احادیثِ صحیحہ متواترہ سے ہو گئی ہو ہرگز قابلِ اعتبار نہیں۔ اور جس مضمون کا مصدق قرآن کریم ہو اُس کی نقل بطریقِ استشہاد لا من حیث الاعتضاد جائز ہوگی جیسا کہ حدیث بخاری بلّغوا عنی ولو اٰیۃً وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج الخ کے محل کی یہی صورت ہے اور جس کی تصدیق اور تکذیب دونوں سے قرآن کریم ساکت ہو۔ اُس کے بارہ میں مومن کو چاہیئے کہ مطابق حدیث شریف لا تصدقوھم ولا تکذبوھم کے نہ تصدیق اُس کی کرے اور نہ تکذیب۔ (تفسیر ابن کثیر) بناء علیہ جس مقام میں روایت اناجیل کی مطابق نص قرآن کریم یا احادیث متواترہ کے ہو نقل اس کی جائز ہے۔ جیسا کہ رسولوں کے اعمال۔ پہلا باب۔ ۹ درس۔ اور وُہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ ۱۰۔ اور اُس کے جاتے ہوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس کھڑے تھے۔ ۱۱۔ اور کہنے لگے۔ اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔ اس میں فقرہ (پھر آوے گا) مطابق آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ اور آیۃ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیث نزول کے ہے۔

**سوال**۔ افقہ الناس ابن عباس نے مُتَوَفِّیْكَ کے معنے مُمِیْتُكَ کا لیا ہے بناءً علیہ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کا معنے یہ ہوا کہ اے عیسےٰ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اسی طرح فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ میں بھی۔ اس سے جب وفاتِ مسیح بن مریم ثابت ہو چکی تو بالضرور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ میں رَفْع سے رَفْعِ رُوحانی لینا پڑے گا۔ اور احادیث نزولِ مسیح واجب التاویل ہوں گی۔ کیونکہ مرنے کے بعد ارواحِ مقربین بشہادت قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ اور فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور احادیثِ صحیحہ کے جنت میں داخل ہوتی ہیں۔ بعد ازاں بموجب آیۃ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ جنت سے نکالی نہیں جاتیں۔ بناءً علیہ مسیح ابن مریم بعد مر جانے کے دوبارہ دُنیا میں ہرگز نہیں آسکتے۔

**جواب**۔ افقہ الناس ابنِ عباسؓ کا فیصلہ ہم کو بسر و چشم منظور ہے۔ مگر پہلے آپ علیٰ رؤس الاشہاد اقرار کر لیویں کہ ہم بھی افقہ الناس کے قول سے منحرف نہ ہوں گے۔ انسان معاملہ سے پہچانا جاتا ہے۔ ناظرین ازالہ اور ایام الصلح سے معلوم کر سکتے ہیں۔ کیا آپ نے قصہ عود ایلیا سے جو کتاب سلاطین میں مذکور ہے اپنے دعوے پر تمسک نہیں پکڑا۔ اور اُسی کتاب میں صعودِ ایلیا بجسدہ العنصری جو مذکور ہے پھر اس سے منحرف نہیں ہوئے۔ یا مسیح کے مصلوب ہونے میں پہلے اناجیل اربعہ سے کام لے کر بعد ازاں رفع جسمی سے جو کتابِ اعمال میں صراحۃً مذکور ہے منحرف نہیں ہوئے۔ یا توفّی کے معنے لینے میں ابنِ عباس کو اعلم بالقرآن سمجھ کر مقتدیٰ بنا کے اور اُن کی اتباع کا دم بھر کے بعد ازاں آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ اور ایسا ہی وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اور قَبْلَ مَوْتِهٖ کے معنے میں جو وَاِنْ مِّنْ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ میں مذکور ہے۔ اور ایسا ہی وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ ان سب میں قولِ افقہ الناس ابنِ عباس کو سلام نہیں کہا۔ یا اجماعِ اُمتِ مرحومہ کو عقیدہ رفع جسمی مسیح پر پہلے اجماعِ کورانہ ازالہ اَوہام میں اور اہلِ اجماع کو حزبِ نادان اور بے حیا ایام الصلح میں قرار دے کر پھر سب کے عقیدہ کو مطابق اپنے عقیدہ کے بدلائلِ واہیہ ازالہ اور ایام الصلح میں ثابت نہیں کیا۔ اور احادیثِ نزول اور ظہورِ دجال کو پہلے بعض کو ضعیف اور بعض کو مضطرب اور بعض کو مخالفِ توحید ٹھہرا کر بعد ازاں اُنہیں کا مصداق خود ہی نہیں بن گئے۔

بعد اس کے اوّلاً تو یہ معروض ہے کہ اثر مذکور ابنِ عباس کا علی بن ابی طلحہ کے مروی ہے۔ اور اہل الجرح والتعدیل کو اس میں کلام ہے چنانچہ قسطلانی نے تضعیف اور عدم ثبوت ملاقات اُس کی کو ساتھ ابنِ عباس کے ذکر کیا ہے۔ اور تقریب میں ہے علی بن ابی طلحۃ سالم مولی بنی العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسۃ صدوق قد یخطی۔ انتھی۔ وفی الخلاصۃ قال احمد لہ اشیاء منکرات۔ وفی المیزان قال احمد بن حنبل لہ اشیاء منکرات۔ قال دُحیم لم یسمع علی بن ابی طلحۃ التفسیر عن ابن عباس۔

اور ثانیاً بر تقدیرِ صحت کے مثبت اِس امر کا نہیں ہو سکتا کہ معنے مذکور کو یعنے مُمِیْتُکَ مذہب ابنِ عباسؓ کا قرار دیا جائے۔ بلکہ جائز ہے کہ من جملہ دیگر مباحثات یومیہ صحابہ کرام کے بطریق بیان احتمال ہو۔ پہلے مفسرین کے زمانہ میں چونکہ اسالیبِ تقریر منقح ہونے میں نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تحریر احتمالی ان کی تقریر بالجزم سے مشتبہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً ابنِ عباس آیت فَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ کے متعلق فرماتے ہیں لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنھم ابوا الا الغسل یعنی قرآنِ کریم میں بغیر مسح پاؤں کے میں نہیں پاتا ہوں لیکن یہ لوگ یعنی صحابہ کرام نہیں مانتے مگر غسل کو۔ اب جو شخص حقیقتِ روزمرہ مباحثہ صحابہ سے واقف ہوگا وہ مسح قدموں کو مذہب ابنِ عباسؓ کا سمجھ لے گا۔ حالاں کہ ابنِ عباسؓ کو ایک اشکال کی تقریر کرنی منظور ہے تاکہ امتحان کریں کہ علماء عصر اِس اشکال کے دفع میں کیا کہتے ہیں۔ مذہب آپ کا وہی غسلِ قدمین ہے۔ مانحن فیہ میں بھی محتمل ہے کہ تفسیر مُتَوَفِّیْکَ مُمِیْتُکَ کے ساتھ اسی قبیل سے ہو۔ اور یہ کوئی خیال نہ فرمائے کہ اِس تقریر پر نقل سے امان اُٹھ جائے گا کیونکہ محتمل مذکور پر آثارِ صحیحہ ابنِ عباس کے جو متعلق بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ اور وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ اور وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ کے بالاسناد لکھ چکا ہوں شاہد ہیں۔ ماسوا اُن کے احادیثِ نزول مرویہ ابنِ عباسؓ کی بھی مؤید احتمال مذکور ہیں۔ وذکر العینی۔ وروی ابو نعیم فی کتاب الفتن من حدیث ابن عباس ان عیسٰی اذ ذاک یتزوج فی الارض فیقیم بھا تسع عشرۃ سنۃ الی ان قال وعن ابن عباس یتزوج الی قوم شعیب و ختن موسٰی علیہ السلام وھو جذام فیولد لہ فیھم ویقیم تسع عشرۃ سنۃ۔ انتھی۔

اور ثالثاً اگر ابنِ عباسؓ کا مذہب بھی مانا جائے تاہم عقیدہ اجماعیہ اسلامیہ کو مُضر نہیں کیونکہ ابنِ عباسؓ بلحاظ نص بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ جس میں موت طبعی کا معنے لینا ممکن نہیں جیسا پہلے گذر چکا ہے آیت یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں بعد ارادہ معنی مُمِیْتُکَ کے قائل بہ تقدیم وتاخیر ہے۔ اخرج اسحٰق بن بشر وابن عساکر من طریق جوھر عن الضحاک عن ابن عباس فی قولہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ یعنی رافعک ثم متوفیک فی اٰخر الزمان۔ (در منثور) حاصل۔ ابن عباس سے قول اللہ تعالیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں تقدیم وتاخیر مروی ہے یعنی یوں عبارت آئی ہے کہ رافعک ثم متوفیک فی اٰخر الزمان اور ایسا ہی تفسیر عباسی میں بھی۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی باعث قول تقدیم وتاخیر کا آیۃ مذکورہ میں سوائے تطبیق کے مابین نصوص کے نہیں۔ شواہد تقدیم وتاخیر کے آیاتِ قرآنیہ میں یہ ہیں۔ قولہ باری تعالیٰ فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً میں بھی ابنِ عباس سے تقدیم وتاخیر مروی ہے یعنی اُنہوں نے یوں تفسیر کی فقالوا جھرۃً ارنا اللہ اور ابنِ حاتم نے قتادہ سے قولہ تعالیٰ فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا میں تقدیم وتاخیر روایت کی ہے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



یعنی فرمایا کہ اصل عبارت اِس طرح ہے فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم فی الحیوة الدنیا انما یرید الله لیعذبهم بها فی الاخرة۔ اَور مجاہد سے قولہ تعالیٰ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَیِّمًا یعنی انزل علی عبده الکتب قیمًا ولم یجعل له عوجًا مروی ہے۔ اَور قتادہ سے قولہ سبحانہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں اِنِّیْ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُتَوَفِّیْكَ مروی ہے۔ اَور عکرمہ سے قولِ باری عزّاسمہ۔ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ میں لهم عذاب شدید یوم الحساب بما نسوا مروی ہے۔ اگر زیادہ مرویات صحابہ کرام و تابعینؒ وغیرہ دربارہ تقدیم و تاخیر دیکھنے منظور ہوں تو بالتفصیل تفسیر اتقان سے ملاحظہ فرمائیں۔ و نیز فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَذٰلِكَ یُوْحِیْ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ۔ اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ كَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ الخ میں معطوف باعتبارِ تحقق خارجی کے معطوف علیہ سے مقدم ہے۔ اَور قرآن شریف میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ جن میں معطوف معطوف علیہ سے تحقق میں مقدم ہے۔

الغرض آپ کو قول ابنِ عباسؓ کا مُتَوَفِّیْكَ مُمِیْتُكَ فقط مُفید نہیں ہو سکتا جب تک قول اُن کا متعلق فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے ہیں ساقط عن الاعتبار ٹھہرائیں۔ یا ہم قول ابن عباس کا متعلق فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے جو دال ہو ارادہ معنے غیر موت پر بیان کرتے ہیں۔ اخرج ابوالشیخ عن ابن عباس اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ یقول عبیدك قد استوجبوا العذاب بمقالتهم وان تغفر لهم ای من ترکت منهم ومد فی عمره (یعنی عیسٰی علیه السلام) حتی اهبط من السماء الی الارض یقتل الدجال فنزلوا عن مقالتهم ووحدوك واقروا انا عبیدٌ وان تغفر لهم حیث رجعوا عن مقالتهم فانك انت العزیز الحکیم۔ (جلال الدین سیوطی دُرِّ منثور)

ایسا ہی تفسیر عباسی میں تَوَفَّیْتَنِیْ کا معنے (رفعتنی) مذکور ہے۔ اگر آپ کو ابنِ عباسؓ کا مسلک لینا ضروری ہے تو قبول فرماویں یہ تو نہ ہو کہ تارکِ صلوٰۃ نے تمسک آیۃ وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ سے پکڑا۔ دُوسرے نے کہا میاں ابھی مضمون پُورا نہیں ہوا۔ وَاَنْتُمْ سُكَارٰی کو بھی ساتھ مُلاحظہ کرو جس کا مضمون یہ ٹھہرا کہ حالتِ نشہ میں نماز مت پڑھو۔ تو متمسک (اوّل) نے کہا کہ سارے قرآن پر تمہارا باپ عمل کرتا ہوگا ہم سے اگر ایک آیت پر بھی ہو تو بڑی بات ہے۔ قولِ ابنِ عباس اگر قابلِ احتجاج ہے تو اس کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ فرمادیں۔ پھر دیکھئے رفع جسمی کس طرح کھُلے کھُلے طور پر بشہادت تفسیر ابنِ عباس ثابت ہوتا ہے۔

اَب ناظرین بانصاف سمجھ چکے ہوں گے کہ تفسیر ابنِ عباس کا پیرو اَور متبع کون ہے۔ اَور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مرزا صاحب نے اتباع ابنِ عباس کو تو بجائے خود چھوڑا اُلٹا بہتان صحابی پر باندھا جیسا کہ امام بُخاری کے اُوپر کہ وُہ بھی حدیثِ نزول ابن مریم میں مثیلِ ابنِ مریم مُراد لیتے ہیں بلکہ سب ائمہ سلف کا یہی اعتقاد تھا یعنی وفات مسیح ابنِ مریم۔

مَیں کہتا ہُوں امام بُخاری تو احادیثِ نزُول کے تراجم میں آیات سُورۂ مریم اَور آلِ عمران کو لا کر بعد ازاں بیان احادیث فرماتے ہیں۔ اَب ہر ایک مُنصف سمجھ سکتا ہے کہ اگر آیاتِ قرآنی میں ذِکر مسیح بن مریم کا ہے جو نبی وقت تھے تو اُن احادیث میں بھی اُن کا ذِکر ہوگا۔ اَور اگر آیات میں ذِکر خیر جناب مرزا صاحب کا ہے تو احادیث میں بھی مثیلِ بن مریم مُراد ہوگا۔ میں نہایت متعجب ہُوں کہ مرزا صاحب ازالہ اَوہام میں بڑے زور سے علماء اسلام پر اعتراض کرتے ہیں (کہ حدیث بُخاری والذی نفسی بیده الخ میں مولوی صاحبان فِقرہ یکسر الصلیب اَور ایسا

---

لے دُوسری وجہ بُہتان کی امام بُخاری پر وُہ حدیث ہے جس کو امام بُخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے جس کو مَیں لکھ آیا ہُوں تیسری وجہ بُہتان کی کہنا بُخاری کا بابِ نزُول عیسٰی بن مریم اگر مذہب امام بُخاری کا مثیلِ عیسٰی ہوتا تو استعارہ کے طور پر بیان کرتا۔ بلکہ تصریح بہ مذہب خود ضروری تھی۔ ۱۲ منہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ہی یقتل الخنزیر میں تو تاویل سے کام لیتے ہیں اور ابنِ مریم سے مثیل اُن کا مُراد لینے میں ماوّل کو مُلحد قرار دیتے ہیں) معروض خدمت ہے کہ علماء اسلام کس طرح پر تاویل کر سکیں۔ بعدازاں کہ نصوصِ قرآنیہ سے بہ تفسیر ابنِ عباس رفع جسمی اور نزولِ مسیح صاحبِ انجیل کے ساتھ ایمان لا چکے ہوں۔ اور پیشین گوئیاں جلی اور تاکیدی طور پر اُسے مسیح کے بارہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریقِ تواتر معنوی سُن چکے ہوں جس میں امکانِ تاویل بہ مثیل بھی گنجائش نہیں رکھتا۔ مثلاً شبِ معراج مسیح ابنِ مریم کا بوقت گفتگو ہونے کے قیامِ قیامت کے بارہ میں فرمانا کہ تعیینِ وقت تو میں نہیں کر سکتا مگر میرے رب نے عہد کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تو زمین پر اُتر کر دجال اور قومِ یاجوج ماجوج کو ہلاک نہ کرے گا۔ الخ (تفسیر دُرِّ منثور اور ابنِ کثیر اور خازن) اخرجہ احمد جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا اسناد اور متن اِس حدیث کا احادیث نزول میں جس کا اوّل یہ ہے قال احمد حدثنا هشیم عن العوام بن حوشب عن جبلة بن سحیم عن مؤثر بن عفارة عن ابن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلة اسری بی ابراهیم وموسٰی وعیسٰی علیهم السلام۔ اور بھی روایت کیا اِس حدیث کو ابنِ ماجہ نے ساتھ اسناد دُوسرے کے۔ شاید مرزا صاحب ہی نے شبِ معراج میں بیان معاہدہ رب کا جو اب مذکور ہوا ہے کیا ہو۔ اِس مضمون کا اِقرار کرنا بہ نسبت باقی اِفترآت کے اُن کے سامنے کچھ بڑی بات نہیں۔

الغرض علماء اسلام بعد ایمان بما جاء به الرسول علیه السلام کس طرح حدیث مذکور میں ابنِ مریم سے مثیل اُن کا مُراد لیں اور ایمان اپنا ضائع کریں اور دُنیا میں بھی مولوی کے مولوی رہیں۔ جناب مرزا صاحب کو اِتنا فائدہ تو ہے کہ لقب عیسویت اور شانِ مہدویت چند سادہ لوحوں کے سامنے حاصل کیا۔ علما بے چاروں کو کیا فائدہ؟ جناب عالی! یہی وجہ ہے کہ علماء کی ابنِ مریم سے مثیل اُن کا نہ لینے کی۔ باقی رہا فقرہ یکسر الصلیب اور ایسا ہی ویقتل الخنزیر میں تعذر حقیقت دلیل ہے اِرادہ مجاز کی۔ شاید آپ کے نزدیک وقوع مجاز ایک فقرہ کلام میں دلیل ہے سب کے سب فقراتِ کلام کے مجاز ہونے پر۔ ایسے خانہ زاد اصُول کے ایسے ہی نتائج ہوا کرتے ہیں۔ اور رابعاً تطبیق بین الآیات میں بعد اس کے کہ اِستشہاد بہ محاورہ قرآنیہ و عرف قرنِ اوّل و لُغت کے ہو کچھ ضرور نہیں کہ وجہ تطبیق ایک ہی معنے اور احتمال میں منحصر رکھی جاوے۔ ابنِ عباس اور سائر مفسرین صحابہ میں سے بعد مراعاۃ مذکور کے وجُوہ تطبیق میں اقوال متعددہ بیان فرماتے ہیں۔ بلکہ بحسب لایکون الرجل فقیها کل الفقه حتّٰی یری للقرآن وجوهًا کثیرة کے کمال تفسیر دانی کا معیار عدم حصر کو ٹھہرایا گیا ہے۔

اَب ہم لفظ تَوَفّٰی کا معنے سوائے معنے موت کے قرآنِ کریم اور لُغت سے ثابت کر کے وجہ تطبیق بین الآیات بیان کرتے ہیں۔ تَوَفّٰی ماخوذ ہے وَفَا سے۔ وفا کا معنے پُورا ہونا کہتے ہیں۔ فلانی شے کافی وافی ہے یعنی پُوری۔ ایفاء کا معنے پُورا کرنا۔ اور تَوَفّٰی تَفَعُّل ہے بمعنے استفعال کے یعنے اِستیفاء جس کا ترجمہ پُورا لینا لُغت کی کتابیں مثل صحاح اور صراح اور قاموس وغیرہ۔ اور ایسا ہی تفاسیر سب متفق ہیں معنے مذکور پر۔ اور یہ امر بھی نہایت ہی قابلِ غور ہے کہ لُغت اور تفاسیر میں مستعمل فیہ کو بیان کرتے ہیں۔ گو کہ موضوع لہٗ نہ بھی ہو۔ بلکہ فرد ہی اس کا ہو۔ یا کسی نوع کا علاقہ معنے موضوع لہٗ سے رکھتا ہو جیسا کہ لفظ اِلٰہ جس کا معنے معبودِ مُطلق ہے واجب ہو یا مُمکن اور اِلٰہ بمعنے معبوداتِ مطلقہ کے۔ کواکب ہوں یا بُت یا آدمی۔ حالاں کہ بہت اہلِ لُغت اور مفسرین بھی تفسیر اِلٰہ کی اصنام کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ صراح وغیرہ کُتبِ لُغت کو اِلٰہ کے متعلق دیکھیں اور تفسیر ابنِ عباس کو متعلق اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ کے مُلاحظہ فرمائیں کہ اَمْوَاتٌ۔ اَصْنَامٌ لکھتے ہیں۔ ہر سلیم الطبع پر ظاہر ہے کہ اَصْنَام یعنی بُت بمعنی موضوع لہٗ لفظ اِلٰہ کا نہیں بلکہ ایک فرد ہے معنی موضوع لہٗ کا جو معبوداتِ مطلقہ اُوپر بیان کیا گیا ہے۔ بودے لوگ اُردُو خوان رسمی مولوی ایسے مقامات کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں یعنی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بھی بیان معنے وضعی کا ہے۔ بلکہ اُسی کو حصر کے طور پر بہ نسبت اس مطلق کے موضوع لہٗ قرار دیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مطلق کو فرد سے ممتاز نہیں کر سکتے۔ الغرض۔ الفاظ مشتقہ میں معنے حقیقی کبھی اور ہوتا ہے اور مستعمل فیہ اور۔ مانحن فیہ میں بھی مرزا صاحب اور اُن کے اِتباع کو یہی دھوکا لگا ہوا ہے۔ لُغت کی کتابوں میں جو دیکھا کہ تَوَفّٰی کا معنے موت بھی ہے۔ اور صحیح

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



بُخاری میں مُتَوَفِّیْكَ کی تفسیر ابنِ عبّاسؓ نے مُمِیْتُكَ سے کی تو اس اِشتباہ مذکور میں پڑ گئے۔

مَیں جانتا ہُوں کہ یہ لوگ اِلٰہ اَور اموات کا معنے اصنام ہی خیال کرتے ہوں گے۔ ورنہ تَوَفّٰی سے معنے موت ہی کا لینے میں ایسے مستحکم نہ ہوتے۔ فِی الواقع یُوں ہے کہ تَوَفّٰی اَور اِستیفاء میں بجز پُورا لینے کے اَور کچھ ماخوذ نہیں۔ تَوَفّٰی نے جس کے ساتھ تعلق پکڑا ہے دیکھا جائے گا وُہ کیا چیز ہے۔ رُوح ہوگی یا غیر رُوح۔ اگر رُوح ہے تو پکڑنا رُوح کا پھر منقسم ہے دو قسموں پر۔ ایک تو اس کا پکڑنا مع الامساک یعنے پکڑنے کے بعد نہ چھوڑنا اس کا نام تو موت ہے۔ موت کے مفہُوم میں دو امر تَوَفّٰی کے مفہُوم سے علاوہ اِعتبار کیے گئے۔ ایک رُوح دُوسرا اِمساک۔ دُوسرا قسم تَوَفّٰی کا نیند ہے جس کے مفہُوم میں قیدِ رُوح اَور ارسال یعنے چھوڑ دینا ماخُوذ ہے۔ الحاصل۔ موت اَور نیند دونوں فرد ہُوئے تَوَفّٰی کے (تفسیر کبیر ابنِ کثیر۔ شرح کرمانی صحیح بُخاری) اَور متعلق تَوَفّٰی کا اگر غیر رُوح ہو تو وُہ بھی یا جسم مع الرُّوح ہوگا جیسا کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ یا اَور چیز جیسا کہ توفیت مالی (قاموس) بیان اس امر کا جو مذکُور ہو چکا ہے یعنی تَوَفّٰی کا معنے فقط کسی شے کا پُورا لے لینا ہے۔ عام اس سے کہ وُہ شے رُوح ہو یا غیر رُوح اَور بر تقدیر رُوح ہونے کے مقید بارسال ہو یا بامساک نص سے بھی ثابت ہے یعنی قرآن کریم کی اس آیت سے جس سے خُداوند کریم کو اظہارِ تصرّف اَور قُدرت اپنی کا اِسی پیرایہ میں منظُور ہے کہ اللہ تعالیٰ اَرواح کو بعد القبض کہیں تو بند کر رکھتا ہے اَور کبھی چھوڑ دیتا ہے۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا الخ اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے اَرواح کو حالتِ موت اَور نیند میں فقط اتنا ہی فرق ہے کہ موت میں اِمساک اَور نیند میں ارسال ماخوذ ہے۔ اس آیت میں تو اِستعمال لفظ توفی کا مُشترک میں ظاہر ہے یعنی فقط قبض اَور اَرواح مدلول ہے لفظ انفس کا اَور آیت وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ الخ میں مستعمل ہے نیند میں جو فرد ہے مفہُوم تَوَفّٰی کا یعنی قبض کا۔ اَور آیت وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الخ وغیرہ آیات میں مدلُول اس کا موت ہے جو منجملہ افراد اُسی تَوَفّٰی کے ہے یٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ میں اَور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ میں بھی معنی موت کا مُطابق بعض نظائرِ قرآنیہ اَور غیر قرآنیہ کے جیسا کہ توفی اللہ زیدا توفی اللہ عمرو اتوفی اللہ بکرا وغیرہ لیا جاتا۔ اگر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی رفع جسمی مسیح بن مریم پر شہادت نہ دیتی جیسا کہ لکھ چکا ہوں۔ یا آیات وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الخ اَور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ اَور احادیثِ صحیحہ جو دال ہیں اُسی رفع جسمی پر استلزاماً وارد نہ ہوتیں۔ کیونکہ جب ایک شخص کا بخصُوصہٖ نص سے حکم معلُوم ہو جائے تو عمُوم آیات میں جو برخلاف اُس حکم کے ہوں داخل نہیں ہوتا۔ اَور نہ وُہ لفظ جو مستعمل اُس کے بارہ میں ہے محمُول ہوتا ہے اپنے نظائر پر۔ دیکھو آدم علیہ السّلام کی پیدائش کا حال جب نص خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ سے معلوم ہو چکا تو پھر اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ اَور ایسا ہی خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ سے مستثنےٰ ہے اَور قول قائل کا خلق اللہ آدم محمُول نہ ہوگا اپنے نظائر پر یعنی خَلَقَ اللّٰهُ زَيْدًا خَلَقَ اللّٰهُ بَكْرًا وغیرہ وغیرہ جو کروڑہا سے زائد ہیں یعنی یہ نہ کہا جائے گا کہ کیفیتِ خلقتِ آدم وغیرہ بنی نوع یکساں ہے۔ ایک معنی کا بکثرت مستعمل فیہ ہونا دلیل اِرادہ اُس کی درصورت قیام قرینہ صارفہ کے جو یہاں پر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی ہے نہیں ہو سکتی۔ اَب ہر ایک صاحبِ فہم اَور منصف پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ اَور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ میں تَوَفّٰی سے معنے موت کا لینا اَور تقدیم تاخیر نہ کہنی اَور معنی موت کے اِرادہ پر شہادت نظائر مثل وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وغیرہ وغیرہ پیش کرنی منشاء اس کا بغیر از جہالت اَور کیا قرار دیا جائے۔ تعجب ہے کہ جناب مرزا صاحب ازالہ اَوہام اَور ایام الصلح میں کہیں تو اِستعمال لفظ تَوَفّٰی کو حسب محاورہ قرآن کریم کے معنے موت ہی میں منحصر کہتے ہیں اَور کہیں وجہ اطلاق تَوَفّٰی کی نیند پر النوم اخ الموت کو قرار دیتے ہیں۔ ایک تو دھوکا موضوع لہٗ کے فرد کو عین موضوع لہٗ سمجھنے کا کھایا۔ اَور دُوسرا اطلاق المطلق علی البعض افرادہٖ کو از قبیل اطلاق الفرد علی الفرد سمجھ لیا۔ ازالہ صـ ۳۳۲ اَور پھر بعد دعویٰ حصر مذکور کے قائل باستعمال تَوَفّٰی نیند میں بھی حسب محاورہ قرآن کریم ہُوئے۔

الغرض۔ آیۃ یٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ میں یا تو معنے موت کا لے کر مع قول بہ تقدیم تاخیر فی الآیۃ اَور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے معنے رفع کا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ابنِ عباسؓ کی طرح لینا پڑے گا۔ یا ہر دو جگہ معنی قبض کا لیں گے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ جب حسبِ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے رفعِ جسمی اور حیات اِلی الآن مسیح کی ثابت ہو چکی تو پھر آپ کو تاویلِ احادیث پر کون سا باعث رہا۔ کیونکہ باعثِ تاویل تو یہی تھا کہ آپ مُتَوَفِّيْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے موتِ مسیح ثابت کر کے رفع کو قربِ منزلت اور نزول کو ظہور پر محمول فرماتے تھے۔ اور مسیح بن مریم سے بطریقِ استعارہ مثیلِ مسیح لیتے تھے تشریح سب آیات کی حسبِ محاورۂ قرآنِ کریم و شہادتِ سیاق سے اثباتِ حقیت عقیدہ اجماعیہ کا کامل طور پر ہو گیا لکھ چکا ہوں۔ بعد عدم تعذر معنے حقیقی بلکہ واجب الارادہ ٹھہرنے اُس کے وقوعِ استعارات کی اگر لاکھوں نظیریں آپ بیان فرما دیں تو بھی مانحن فیہ میں دلیل ارادہ مجاز نہیں ہو سکیں گی۔

## مرزا جی اور اُن کے مُریدوں سے ایک دلچسپ واجبی مطالبہ

مَیں کہتا ہوں آپ عُلماء کرام سے بڑے اصرار سے ہر معنے پر شہادت محاورہ قرآنیہ طلب فرماتے ہیں آپ لفظ عیسیٰ بن مریم سے مثیل اُن کا مُراد لینے پر محاورۂ قرآنی یا سوائے مانحن فیہ یعنی احادیث نزول کی کوئی حدیث صحیح بتلا دیں ہرگز نہیں بتلا سکتے۔ نہایت حیرت انگیز تو یہ امر ہے کہ آج تک مسیح موعود یعنی آپ نے فقرہ یَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ کے سارے کرۂ زمین کے اُوپر سے فقط اپنے معتقدوں کو مُسلمان کیا۔ کیا بغیر اُن کے یہود و نصاریٰ و ہنود سب حق پر ہیں۔ اور یہی بے چارے خنزیر خور اور صلیب پرست علاوہ تمام دُنیا کے تھے جن کو آپ ہی نے قتل اور کسر فرما کر موحد بنایا؟ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ تو اوّل ہی سے موحد تھے۔

**سوال**۔ ابنِ عباس کی تفسیر جو متعلق بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے ہے۔ بُخاری میں تو مذکور نہیں۔ اُس میں فقط مُتَوَفِّيْكَ کی تفسیر مُمِيْتُكَ مذکور ہے۔

**جواب**۔ عدمِ ذکر بخاری دلیل عدمِ صحت کی نہیں ہو سکتی۔ امام بُخاری خود فرماتے ہیں۔ ما ادخلت فی کتاب الجامع الا ما صح وترکت کثیرا من الصحاح لحال الطول یعنی بہتیری حدیثیں صحیحہ میں نے ذکر نہیں کیں اپنی کتاب جامع یعنی صحیح بُخاری میں۔ نہایت تعجب ہے کہ اگر عدمِ ذکر امام بُخاری دلیل صحیح نہ ہونے کی ہے تو پھر آپ استدلال اُن احادیث سے جو بُخاری میں نہیں کیوں پکڑتے ہیں۔ مثلاً لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰى۔ لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى الخ وغیرہ وغیرہ۔ یا بغیر بُخاری کے اور کوئی کتاب قابلِ استشہاد نہیں تو ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۱ میں آپ کشاف اور معالم اور تفسیر رازی اور ابنِ کثیر اور مدارک اور فتح البیان کے حوالے کیوں دیتے ہیں ہم بھی اُسی ابنِ کثیر کو پیش کرتے ہیں۔

**سوال**۔ آیہ یٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ میں تقدیم تاخیر کہنا اور ترتیبِ قرآنی کو بگاڑنا اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے معنی رفع کا مُراد لینا یہ الحاد اور تحریف ہے۔ قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک بلکہ صحاح ستہ میں بھی اِنہی معنے کا یعنی موت کا التزام ہے۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۰۱ اور صفحہ ۹۲۲ کا خلاصہ یہ ہے۔

**جواب** میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ابنِ عباسؓ کی اِتباع سے آخر کار منحرف ہوں گے۔ اَب ویسا ہی ظاہر ہوا۔ مزید برآں (العیاذ باللہ) اُن کو مُلحد اور محرّف بھی ٹھہرایا۔ جیسا کہ باقی مفسرینِ اہلِ اسلام کو سلف سے خلف تک جنہوں نے معنے قبض یا رفع کا لیا ہے۔ جناب عالی! اِتنی جرأت اور گستاخی ایک عامی مُسلمان کے بارہ میں بھی نہ چاہیئے چہ جائے کہ صحابہ کرام اور ائمہ سلف کے حق میں۔

ناظرین! آیاتِ قرآنیہ کو جن میں وقوعِ تقدیم و تاخیر سب کے نزدیک واجب التسلیم ہے جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں ملاحظہ فرمائیں[1]۔ اور معنے

---

[1] فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً کے تفسیر ابنِ عباس وغیرہ وغیرہ۔ ۱۲ منہ۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



رفع اَور قبض توفی سے مُراد لینا بشہادتِ قرآن کریم پہلے اِسی رسالہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ آپ ازالہ اَوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں فرماتے ہیں: غرض یہ بات کہ مسیح جسمِ خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اَور اُسی جسم کے ساتھ اُترے گا۔ نہایت لغو اَور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اِس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سَو یا چار سَو صحابہ کا نام لیجئے جو اِس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں۔ ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بد دیانتی ہے۔"

مَیں عرض کرتا ہُوں قرآن اَور حدیث اَور اجماع اُمّتِ مرحُومہ تو اس بیان کی شہادت دے رہے ہیں۔ پھر معلوم نہیں لغو اَور بے اصل کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہاں آپ کے مسیح موعُود ہونے میں بے شک خلل اندازی ہیں اِسی خلل اندازی کی وجہ سے سب اہلِ اِسلام سلف سے خلف تک مُلحد قرار دیئے گئے۔ (یَاهَادِیْ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ) جناب! آپ پہلے کسی مسئلہ اجماعیہ میں روایاتِ صحابہ باسانید اَور بقیدِ اسامی تین چار سَو تک بیان فرماویں بعد ازاں ہم تین چار ہزار تک بیان کریں گے۔ اِجی حضرت! آپ ایسے مغالطوں اَور دھوکا دینے سے اُردُو خوانوں اَور عوام کو کِس لیے گمراہ کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کے نام رسالہ ہذا میں آپ دیکھ چکے ہوں گے۔ پھر جب تک آپ پانچ دس کا بھی اِنکار ثابت نہ کریں تو اجماع منقوض نہ ہوگا حضرتِ من! صحابہ کو قرآنِ کریم کے واقعاتِ منصُوصہ کے ساتھ اِیمان تھا اَور چُونکہ اہلِ لسان اِس مضمُون کو آیت مذکُورہ سے بلا تکلف اَور بلا اِحتمال غیر رفع جسمی کے سمجھ چکے تھے تو پھر کیا ضرُورت واقع ہوئی جو مُوجب ذِکر اِس مضمُون کا بین الصحابہ اختلافیات کی طرح ہو۔ بلکہ یہی بڑی دلیل ہے اس کے مُجمع علیہ ہونے پر آپ ہی کسی قصہ میں قصص قرآنیہ سے جو صریح طور پر سمجھے گئے ہیں مثلاً قصہ اصحابِ کہف میں اقوال صحابہ کے دس تک بھی ذکر فرمائیں۔ پانچ سو کی آپ کو مُعافی ہے۔ اِسی لیے آج تک ذِکر نزُولِ مسیح نص محکم قرآنی سے عُلماء کرام تلاش کرتے آئے بخلاف صعُود جسمی کے کہ وُہ تو صراحۃً مذکُور تھا۔

**سوال** ہم نے مانا کہ ابن عبّاسؓ آیۃ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں تقدیم اَور تاخیر کے قائل ہیں مگر وجہ تقدیم ماحقہ التاخیر کی کیا ہے یعنی مقدم ذِکر کرنا متوفی کا جس کا وقوع بعد نزُول کے ہوگا۔

**جواب**۔ مسیح ابن مریم کے ذہن میں بعد مشورہ یہُود کے یہی امر مُوجبِ قلق و اضطراب ہُوا کہ یہُود ہی حسب تشادر میرے متوفی اَور ذریعہ وفات ہوں گے۔ لہٰذا پہلے ہی سے اللہ جل شانہٗ نے بہ تقدیم لفظ مُتَوَفِّیْكَ سے دفع مرکُوز خاطر اُن کا بصیغہ حصر فرما کر پھر رَافِعُكَ سے تسلی بخشی۔ اگرچہ مُتَوَفِّیْكَ تحقیق میں مؤخر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ فرق ہے مابین سَاَتَوَفّٰكَ اَور اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ میں ضمیر متکلم کا مسند الیہ اَور مشتق یعنے متوفی کا مسند بنانا مُفید حصر ہے یعنی میں ہی تیرا متوفی ہُوں۔ ایسا نہیں جیسا تمہارے ذِہن نشین ہُوا ہے کہ میرے توفی کا ذریعہ یہُود ہوں گے۔ بلاغت کا مقتضٰی یہی ہے کہ حسب حال مخاطب القاء کلام کیا جائے بخلاف سَاَتَوَفّٰكَ کے کہ وُہ مطابق حال مخاطب نہیں اَور یہ بھی معلُوم ہو کہ ایسا ہی فرق ہے مابین اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ بصیغہ مشتق اَور اِنِّیْ سَاَتَوَفّٰكَ میں کہ مضارع فقط حدُوثِ فعل توفی سے خبر دیتا ہے بخلاف صیغہ مشتق کے کہ مزید براں صفتِ مختصہ پر حسب محاورہ دلالت کرتا ہے یعنی تمہارا مارنا میری ہی صفتِ مختصہ اَور میرے ہی ذمہ پر ہے مثلاً یہ کہ میں ہی تجھ کو دُوں گا۔ اِس میں اَور اس قول میں کہ میں ہی تیرا دینے والا ہُوں فرق ہے کہ پہلا فقط وعدہ دینے پر مشتمل ہے۔ اَور دُوسرا مزید برآں افادہ اس مضمون پر کہ دینا تمہارا میرا ہی کام اَور میری ہی شان ہے۔ الغرض اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ سے وُہ اطمینان دہی مستفاد ہوتی ہے جو دُوسرے صیغوں میں نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ معنے قبض کو بھی حسب تقریر مذکور خیال فرماویں۔ اِسی طرح یہُود کا کہنا اِنَّا قَتَلْنَا مفیدِ اختصاص اَور حصر ہے جو اُن کے فخر کا مُوجب حسب زعم اُن کے قرار دیا گیا یعنی ہم نے ہی یہ بڑا کام کیا نہ کسی اَور نے۔ لہٰذا قَتَلْنَا پر بغیر اِنَّا کے کفایت نہیں کی۔ اَور پھر متعلق فعل یعنی مسیح کو موصُوف بنا کر ذکر کیا ہے یعنی اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ کہا۔ اَور اِنَّا قَتَلْنَا پر اِکتفا نہ کی۔ یہ دلیل ہے اِس پر کہ مناط اِفتراء اَور موجب

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



خوشی اُن کا فقط صدورِ فعل نہیں بلکہ وقوعِ قتل کا محلِ خاص پر یعنی مسیح بن مریم جو رسُولِ خُدا کہلاتے ہیں۔ بعد تمہید ہذا اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید اور تکذیب میں جو وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ فرمایا۔ بعد ادنیٰ تامّل کے ناظرین کی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس کی یعنی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کی مناط بھی اُسی نسبتِ وقوع پر ہے یعنی مسیح کو اُنہوں نے قتل نہیں کیا نہ نسبتِ صدُوری پر یعنی صدورِ نفس قتل پر۔ اس تقریر سے بعد غور کے محاورہ دان عقلمند پر بطلانِ تقریرِ جناب مرزا صاحب کا جو ازالہ اَوہام میں متعلق وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے اُنہوں نے لکھی ہے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اُنہوں نے مناط تردید کی نسبتِ صدُوری کو سمجھا ہے۔ اَور آیاتِ مذکورہ کی تفسیر میں روایات اُن لوگوں سے لی ہیں جن کی تکذیب اَور تضلیل قرآن کریم انہیں آیات سے فرماتا ہے۔

افسوس! جہالت ایسی مرض ہے کہ ہزاروں اُردُو خوانوں سادہ لوحوں کے لیے یوماً فیوماً مُہلک ہو رہی ہے۔ نہ تو مثل صحابہ کی مہارت لسانی اَور اشراقِ نوری ہے کہ راہِ راست پر فہمِ مُراد میں چلیں اَور نہ استعدادِ علمی کی فصاحت اَور بلاغت اَور سیاق اَور مقتضیٰ حال کے مُلاحظہ کرنے کے بعد معنی مُراد کو سمجھیں فقط مشعلِ راہ ایک شخص خانہ زاد کو جو مسمّی بقانونِ قدرت ہے بنا رکھا ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ہدایت فرماوے۔

**سوال**۔ بیضاوی تفسیرِ کبیر تفسیر ابن کثیر معالم التنزیل کشاف وغیرہ نے توفّی سے معنے موت کا لیا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۱ میں اِستشہاداً ذکر کیا ہے۔

**جواب**۔ یہ اِستشہاد ان کا ویسا ہی ہے جیسا کہ ابنِ عباسؓ کے قول سے پکڑا تھا سب تفاسیر کے دیکھنے سے ناظرین اِس دھوکا سے بھی مطلع ہو سکتے ہیں۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے حکم کو زیرِ نظر رکھ کر اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے معنے میں دو مسلک اِختیار کرتے ہیں۔ ایک تو ابنِ عباسؓ کا یعنے تقدیم تاخیر بر تقدیرِ ثبوت ارادہ معنے مُمِيْتُكَ کا مُتَوَفِّيْكَ سے۔ یعنی اَے عیسٰی میں تجھے بالفعل اُٹھانے والا ہُوں اَور بعد نزُول تجھے مارنے والا ہُوں۔ اَور دُوسرا مُتَوَفِّيْكَ سے معنے قبض اَور رفع کا لینا یعنی اَے عیسٰی مَیں تجھے پکڑنے والا اَور اُٹھانے والا ہُوں۔ اَور بعض مثل صاحبِ کشاف کے مُتَوَفِّيْكَ کو کنایہ ٹھہراتے ہیں عصمت اَور بچا لینے سے یعنی اَے عیسٰی مَیں تجھے یہُود کے اِیذا سے بچانے والا ہُوں۔

جناب[1] مرزا صاحب نے مُمِيْتُكَ کو (جو تفسیر معنے کنائی کے ضمن میں صاحبِ کشاف کے قول میں واقع ہے معنے مُتَوَفِّيْكَ کا سمجھ لیا ہے۔ یہ نہیں خیال فرمایا کہ اِس اِحتمال کو یعنی مُتَوَفِّيْكَ سے معنی مُمِيْتُكَ لینے کو تو خود صاحبِ کشاف بعد اس کے تضعیف کر رہا ہے عبارت کشاف کی یہاں پر نقل کی جاتی ہے تاکہ ناظرین دھوکا سے بھی مطلع ہو جاویں۔

مُتَوَفِّيْكَ ای مستوفی اجلك ومعناه انی عاصمك من ان يقتلك الكفار ومؤخرك الی اجل كتبته لك وميتك حتف انفك لا قتلاً بايديهم ورَافِعُكَ اِلَیَّ الی سمائی ومقرملائكتی ومُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا من سوء جوارهم وخبث صحبتهم وقيل مُتَوَفِّيْكَ قابضك من الارض من توفيت مالی علی فلان اذا استوفيته۔ وقيل مميتك فی

---

[1] مُرید مخلص مرزا صاحب کے کشّاف کی عبارت (مستوفی اجلك ومؤخرك الی اجل مسمّی) کو دلالت کنندہ غیر معنی موت پر ٹھہرا رہے ہیں دیکھو سطر تیسری ص۶۱ کی بابُو مرزا صاحب ازالہ اَوہام کے ص۳۴۱ کی سطر اخیر پر کشّاف کو شاہد معنی موت کا قرار دے رہے ہیں معلوم نہیں مُرید مخلص بڑھ گئے ہیں۔ یا امام الزمان یہ مورُدِ ثانی امر ہے۔ مرزا صاحب ازالہ اَوہام میں متعلق تفسیر سُورہ القدر نزُولِ ملائکہ کے قائل ہیں ایام الصلح میں قریب اختتام کے اِس سے مُنکر ہو گئے۔ اقوال الجمیل کے صفحہ ۶۱ سطر پانچویں میں مُرید مخلص عُلماء سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں فرماتے ہیں (سُبحان اللہ مفتری ہوں تو ایسے ہوں حیا بھی نہیں آتی۔ خُود پھسلنا اَور دُوسروں پر ہنسی و تسخر کرنا بلکہ مُشرک کہنا کیا مہدی اَور اُس کے مصداق کی یہی شان ہے۔ ۱۲ منہ۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن۔ وقيل متوفی نفسك بالنوم من قوله وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا وَرَافِعُكَ وانت نائم حتی لا یلحقك خوف وتستیقظ وانت فی السماء۔ انتہٰی۔

رفع جسمی مسیح کا چونکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیثِ متواترہ صحیحہ سے استلزاماً ثابت اور مؤمن بہ اہلِ اسلام کا سلف سے خلف تک ہو چکا۔ اور بظاہر آیت یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ منافی اس کی معلوم ہوتی تھی کیونکہ مفاد اس کا یہ نکلتا ہے کہ اے عیسٰی میں تجھ کو مار کر بعد ازاں اُٹھانے والا ہوں۔ لہٰذا ابنِ عباسؓ نے رفع منافات یوں فرمائی کہ آیت میں تقدیم تاخیر کہی یعنی میں تجھ کو اوّل اُٹھانے والا ہوں آسمان کی طرف اور بعد از نزول تجھ کو مارنے والا ہوں۔ اور باقی مفسرین میں سے کسی نے توفّی سے معنے قبض کا لیا ہے اور کسی نے نیند کا۔ سب کا مقصود یہی تھا کہ یہ آیت مخالف نہ ہو اُس نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ سے جس کا مدلول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بوضاحتِ تامہ استلزاماً بیان ہو چکا ہے۔ صاحبِ کشّاف نے ان سب مسالک کو ضعیف سمجھ کر حتّٰی کہ مُمِیْتُكَ کو بھی جیسا کہ قیل ممیتك فی وقتك الخ سے تمریض اور تضعیف اس کی ظاہر ہے۔ ایک اور راستہ پکڑا۔ وُہ کیا اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کنایہ ہے عَاصِمُكَ سے یعنی میں تمہارا بچانے والا ہوں شرِّ یہود سے۔ استیفاء اجل اور عصمت لازم ہیں توفّی کو بعد ملاحظہ حصر کے جو مستفاد ہے ضمیر متکلم کی مسند الیہ اور مشتق کے مسند بنانے سے یعنی جب اللہ ہی اُن کا مارنے والا ہوا بغیر مداخلت ایذاء یہود کے تو ضرور ہی معنے استیفاء اجل اور عصمت کا متحقق ہوگا۔ اس معنے کنائی کی تشریح میں صاحبِ کشّاف نے ومعناه انی عاصمك الخ ذکر کیا۔ اب قولہٗ اس کا ومیتك حتف انفك۔ یہ معنے کنائی کے ضمن میں داخل ہوا نہ یہ کہ مُرادِ مُتَوَفِّیْكَ سے مُمِیْتُكَ ہے۔ اس کو تو خود صاحبِ کشّاف وقیل ممیتك فی وقتك الخ سے تضعیف کر رہا ہے۔ اور وجہ تضعیف کی یہ ہے کہ استیفاء اجل بسبب مشتمل ہونے اس کے تاخیرِ اجل پر منافی حیات اور زندگی بسر کرنی مسیح کی آسمان پر نہیں بخلاف ممیتك کے کہ بغیر انضمام قیودِ خارجہ عن المدلول کے یعنی الآن اور بعد النزول دفع منافاۃ میں مُفید نہ ہوگا۔

سوال۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ سے معنے مُمِیْتُكَ بشہادتِ محاورہ قرآنیہ کیوں نہ لیا جائے اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ سے رفعِ رُوحانی جیسا کہ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً اور آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ کا معنے جو تفسیروں میں لکھا ہے وُہ بالکل غلط اور مستلزم وقوعِ کذب ہے کلامِ الٰہی میں۔ کیونکہ جب مفاد آیت یہ ٹھہرا کہ ہر ایک یہود بعد نزولِ مسیح اُس کے ساتھ ایمان لاوے گا تو جو یہود کہ قبل از نزول اُس کے فوت ہو چکے ہیں وُہ تو اس آیت کے حکم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر استغراق آیت کا جو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے مستفاد ہے صحیح نہ ہوا۔ معنی صحیح اُس کا یہ ہے کہ کوئی اہلِ کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اِس بیانِ مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہلِ کتاب کے خیال کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی قبل اس کے جو وُہ اِس حقیقت پر ایمان لاتے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔ یہ معنے مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صـ۳۷۲ پر بیان کیا ہے۔ اور اس کے بعد اس معنے کا اُسی وقت الہام ہونا حلفاً بیان کیا ہے اور بڑے شکر اور محامد اس کے ہونے پر کیے ہیں اور علماء زمان کو نادان مولویوں کا لقب دے کر ایسے رازِ سربستہ سے اُن کا محرُوم ہونا ذکر فرمایا ہے انہیں صفحات پر ناظرین ملاحظہ کر لیویں۔

**جواب**۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کی قطعی طور پر دلیل صارف ہے اِرادہ کرنے سے معنے موت کے مُتَوَفِّیْكَ

---

لہ اس تحقیق سے غرض ہماری بیان کرنا مقصود صاحبِ کشّاف کا ہے اور غلطی مرزا صاحب کی۔ نہ کہ یہ مسلک مختار ہمارا ہے۔ ۱۲۔ منہ۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے۔ ہاں صرف متوفیک سے بعد التزام قول بہ تقدیم و تاخیر فی الآیۃ کے لے سکتے ہیں۔ اور یہ مانع ہونا اس نص کا ارادہ معنی مذکور سے بوجہ ثلثہ ثابت ہے۔

وجہ اوّل اثر ابن عباسؓ ہے متعلق اس نص کے جس میں احتمال اسرائیلی ہونے کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہل کتاب قبل از واقعہ صلیب مرفوع ہونے مسیح کے قائل ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ ابن عباسؓ اپنی رائے سے بھی نہیں فرماتے کیونکہ یہ مضمون اثر مذکورہ بالا محض نقلی ہے۔ بعد دفع احتمالات یہی ثابت ہوا کہ ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔

وجہ دوم مستفاد ہے وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ سے۔ کیونکہ بعد تعیین معنے (صلیب پر نہ چڑھانے کے) مَا صَلَبُوْهُ سے بشہادت لغت جیسا کہ اُوپر لکھ چکا ہوں صورت تشبیہ یا التباس کی یہی ٹھہری کہ مصلوب پر مسیح کا حلیہ ڈالا گیا۔ نہ یہ کہ التباس فی الشخص ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسیح کو بکلیۃً حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایذاء یہود سے بچا کر اپنی طرف اُٹھا لیا یعنی آسمان پر۔

تیسری وجہ ہونا آیۃ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ الخ از قبیل قصر قلب من جملہ اقسام قصر الموصوف علی الصفۃ کے اور تنافی الوصفین اگرچہ بنا بر تحقیق شرط نہیں قصر قلب کے لیے۔ مگر احد الوصفین کا ملزوم نہ ہونا دوسری وصف کے لیے بالاتفاق ضروری ہے تاکہ مخاطب کا اعتقاد برعکس ما یذکرہ المتکلم کے متصور ہو[1]۔ اور ظاہر ہے کہ مانحن فیہ میں رفع عزت لازم ہے موت بالقتل کو در صورت ہونے مقتول کے من جملہ عباد مقربین کے۔ اور ارادہ رفع روح کا موت طبعی کے طور پر مستلزم ہے۔ جمع کو بین الحقیقۃ والمجاز حسب زعم آپ کے کیونکہ آپ در صورت ہونے کلمہ الیٰ کے صلہ رفع کا اس ترکیب کو مجاز فی التقرب ٹھہراتے ہیں۔ اور نیز مقتضی ہے وقوع کذب کو آیۃ مذکورہ میں (العیاذ باللہ) کیونکہ محکی عنہ منتفی ہے بعد ملاحظہ ماضویت اضافیہ کے[2]۔

اس تقریر سے ظاہر ہوا بطلان قول بعض نحاۃ کا جو قائل ہیں بانحصار کلمہ بَلْ کے معنے اضراب ہی میں جس وقت ما بعد اُس کے جملہ ہو کیونکہ آیۃ مذکورہ منجملہ افراد قصر قلب سے ہے جس میں متکلم کو مزعوم مخاطب کا ابطال مقصود ہوتا ہے۔ آپ جو بڑے زور و شور سے شہادت نظائر لفظ توفّی سے ارادہ معنی موت پر پیش فرماتے ہیں بعد مانع ہونے نص مذکور کے ارادہ مذکور سے مسموع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ بالفرض اگر نص مذکور مانع نہ بھی ہو، تاہم شہادت مذکورہ علت موجبہ ارادہ معنے موت کے لیے مُتَوَفِّيْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے نہیں ہو سکتی۔ ایک لفظ ہزار جگہ مگر ایک ہی معنے میں مستعمل ہو۔ تو بھی بعد قیام قرینہ صارفہ کے اُس سے اور معنے ماعدا معنے اوّل کے لے سکتے ہیں۔ وہ قرینہ اگرچہ حدیث ہی ہو اخبار احاد میں سے یا کوئی اور۔ ذرا غور سے ملاحظہ کیجئے کہ ہر جگہ قرآن کریم میں بعل کا معنے زوج ہے مگر اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا میں بعل سے مراد بُت ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں اَسَف کا معنے حزن ہے۔ مگر فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا کا معنے فَلَمَّا اَغْضَبُوْنَا یعنے غصہ دلایا اُنہوں نے ہم کو۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں مِصْبَاح سے مراد کوکب ہے۔ مگر مِصْبَاح جو سورۂ نور میں ہے اُس سے مراد چراغ ہے۔ ہر جگہ قرآن کریم میں صلوٰۃ سے مراد عبادت یا رحمت

---

[1] اور مخاطب بکلام قصری چونکہ اعتقاد اس کا صواب اور خطا سے ملا ہوا ہوتا ہے اور غرض متکلم کی اثبات صواب اور نفی خطا کی ہوتی ہے اور بالخصوص بطریق العطف وجوباً نص علی المثبت والمنفی کا مقتضی ہوتا ہے۔ بنا علیہ آیۃ میں بر تقدیر ارادہ موت طبعی کے تصریح بحیوٰۃ مسیح بعد از واقعہ صلیب ضروری تھی۔ بعد ازاں ذکر موت طبعی چاہیئے تھا یعنی یوں کہا جاتا بَلْ بَقِيَ حَيًّا ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ والا فصاحت و بلاغت قرآن کریم جو اعلیٰ مرتبہ اعجاز کا اس میں خلل واقع ہوگا۔ یہاں تک کلام بر تقدیر عاطفہ ہونے کلمہ بَلْ کے ہے جیسا کہ مذہب صحیح ہے۔ اور اگر اس کو حرف ابتداء کا کہا جائے تو بھی ارادہ معنی موت طبعی کا مُخل ہوگا فصاحت بلاغت میں کیونکہ متکلم پر وقت تمیز خطاء و صواب اور دھوکا نکالنے کی تصریح بہ مثبت و منفی ضروری ہے۔ ۱۲۔ منہ۔

[2] یعنی بہ نسبت ما قبل بَلْ کے۔ اور ماضویت بالاضافۃ الیٰ زمان النزول مخل ہے فصاحت میں۔ ۱۲۔ منہ۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ہے۔ مگر بِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِد میں صَلَوَات سے مُراد اماکن یعنی مقامات۔ ہر جگہ قرآن کریم میں کنز سے مُراد مال ہے۔ مگر کنز جو سُورۂ کہف میں ہے اُس سے مُراد صحیفۂ[1] علم کا ہے۔ ہر جگہ قرآن کریم میں قنوت سے مُراد اطاعت ہے مگر کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ میں قَانِتُوْن کا معنے اِقرار کرنے والے ہے۔ ہر جگہ بروج سے مُراد کواکب ہیں مگر فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ میں بروج سے مُراد محل پُختہ ہے۔ نظائر اس کے اَور بھی بکثرت موجُود ہیں تفسیر اتقان وغیرہ تفاسیر سے ملاحظہ فرمائیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس اکثر جگہ تَوَفّٰی کا معنے قرآن کریم میں موت یا نیند ہے۔ مگر فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں قبضتی یا رفعتنی یا اخذتنی وافیاً مُراد ہے بقرینہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کے اَور ایسا ہی مُتَوَفِّیْكَ سے بر تقدیر عدم تقدیم و تاخیر کے۔ بڑا تعجب ہے کہ مانحن فیہ میں احادیثِ متواترہ بھی نہیں سُنی جاتیں۔ ہم تو بحسبِ مطابعہ آپ کے نصِ قرآنی محکم فی المراد اَور احادیثِ صحیحہ عرفاً و کشفاً جن کا کشف آپ کے نزدیک مسلّم ہے یعنی محی الدین بن عربی اَور جلال الدین جن کے اقوال سے اِلہام کے حجت ہونے کے بارہ میں آپ اِستشہاد پکڑتے ہیں یہ سب پیش کرتے ہیں۔ مگر آپ بھی عیسٰے بن مریم کے لفظ سے معنے مِثیل کا مُراد لینا بمحاورۂ قرآن کریم کے نہ سہی کسی حدیث صحیح سے بغیر مانحن فیہ کے گو کہ غریب ہی ہو دِکھلائیں۔ یہ بھی نہ سہی کسی ثِقہ یا غیر ثِقہ کی کلام میں بغیر تعذّر ارادہ معنے حقیقی کے نشان دیویں میں جانتا ہوں آپ جلدی سے لکل عیلٰے دجّال پڑھ دیں گے مگر یہاں توکل اِستغراقی وصف کا منتزع من الشخص کا خواہاں ہے یعنی لکل محقٍ مبطل باقی اشعار وغیرہ میں جو اطلاق عیسٰے کا طبیب حاذق یا معشوق وغیرہ پر آیا ہے۔ بعد تعذّر ارادہ معنے حقیقی کے ہے۔ مانحن فیہ میں آپ کے نزدیک بڑی قوی دلیل تعذّر ارادہ معنے حقیقی کی مُتَوَفِّیْكَ اَور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ تھی وُہ بھی نہ رہی۔ لفظ رفع اَور نزُول کی بھی یہی کیفیت ہے جو سُن چکے ہیں جلال الدین سیُوطی نے جو احادیث نزول کی بیان کی ہیں تفسیر دُرِّ منثور میں مُلاحظہ فرمائیں اَور ماقبل میں بھی گذر چکے ہیں۔

اَب حدیث شیخ اکبر کی جس میں تاویل بمثیلِ عیسٰے ممکن نہیں ہے بیان کی جاتی ہیں۔ بگوشِ دِل بشنو، اگر دِل داری۔

قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی الباب السادس والثلثین من الفتوحات بعد سوق الاسناد مرفوعا عن ابن عمر قال کتب عمر ابن الخطاب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ ان وجہ نضلۃ بن معاویۃ الانصاری الی حلوان العراق فلیغر علی نواحیھا فوجھہ مع جماعۃ فاصابوا غنیمۃً وسبیًا وانقلبوا یسوقون الغنیمۃ والسبی حتی زھقت بھم العصر وکادت الشمس تغرب فالجاء نضلۃ السبی والغنیمۃ الی سفح الجبل ثم قام فاذّن فقال اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر فقال مجیب من الجبل کبرت کبیرا یا نضلۃ ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ فقال ھی کلمۃ الاخلاص یا نضلۃ ثم قال اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ فقال ھذا ھو الذی بشر نا بہ عیسٰے بن مریم وانہ علی راس امتہ تقوم الساعۃ ثم قال حی علی الصلوٰۃ فقال طوبیٰ لمن مشٰی الیھا وواظب علیھا ثم قال حی علی الفلاح قال قد افلح من اجاب محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو البقاء لامتہ ثم قال اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر قال کبرت کبیرًا ثم قال لا الٰہ الا اللّٰہ قال اخلصت الاخلاص یا نضلۃ حرم اللّٰہ جسدک علی النار قال فلما فرغ من اذانہ قمنا فقلنا من انت یرحمک اللّٰہ ملک امر ساکن من الجن امر من عباد اللّٰہ اسمعتنا صوتک فارتنا شخصک فانا وفد اللّٰہ ووفد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ووفد عمر بن الخطاب قال فانفلق الجبل عن شخص ھامتہ کالرحی ابیض الرأس واللحیۃ علیہ طمران من صوف فقال السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ۔ فقلنا وعلیک السلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ من انت یرحمک اللّٰہ قال انا زریب بن برتعلا وصی العبد الصالح عیسٰے بن مریم اسکنی بھذا الجبل ودعانی بطول البقاء الی نزولہ من السماء فیقتل الخنزیر ویکسر

---

[1] تفسیر جامع البیان میں آیت وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کی تفسیر میں بعض سلف سے کنزِ علم یعنی علم کا خزانہ منقول ہے۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



الصّلیب ویتبرأ مما نحلته النصاریٰ ثوقال ما فعل بنبیّ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قلنا قبض فبکیٰ بکاءً طویلاً حتّٰی خضبت لحیتہٗ بالدموع ثوقال فمن قام فیکم بعدہ قلنا ابوبکر قال ما فعل بہ قلنا قبض قال فمن قام فیکم بعدہٗ قلنا عمر قال اذًا فاتنی لقاء محمد فاقرءوا عمر منی السّلام وقولوا لہٗ یا عمر سدّد وقارب فقد دنا الامر واخبروہ بھذہ الخصال التی اخبرکم بھا وقولوا یا عمر اذا ظھرت ھذہ الخصال فی امۃ محمد علیہ السّلام فالھرب الھرب اذا استغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتصبوا فی غیر مناصبھم وانتموا الی غیر مواليھم ولم یرحم کبیرھم صغیرھم ولم یوقر صغیرھم کبیرھم وترک الامر بالمعروف فلم یؤمر بہ وترک النھی عن المنکر فلم یُنہ عنہ وتعلو عالم العلو لیجلب بہ الدنا نیر والدراھم وکان المطر قیظا وطولوا المنابر وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد واظھروا الرشی وشیّدوا البناء واتبعوا الھویٰ وباعوا الدین بالدنیا واستسفحوا الدماء وانقطعت الارحام وبیع الحکم واکل الربا وصار التسلط فخرا والغنیٰ عزّا وخرج الرجل من بیتہ وقام الیہ من ھو خیر منہ ورکبت النساء السروج قال ثوغلب عنّا فکتب بذالک نضلۃ الیٰ سعدٍ وکتب سعدٌ الیٰ عمر فکتب عمر الیہ اذھب انت ومن معک من المھاجرین والانصار حتی تنزل بھذا الجبل فاذا القیتہ فاقرئہ منی السلام فان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان بعض اوصیاء عیسٰی بن مریم نزل بھذا الجبل بناحیۃ العراق فنزل سعد فی اربعۃ آلافٍ من المھاجرین والانصار حتی نزل بالجبل وبقی اربعین یوما ینادی بالاذان فی وقت کل صلوٰۃ فلم یجبہ۔

ترجمہ۔ فرمایا ابنِ عمرؓ نے کہ میرے والد عمرؓ بن الخطاب نے سعد بن وقاص کی طرف لکھا کہ نضلہ انصاری کو حلوان عراق کی جانب روانہ کرو تاکہ وہاں جاکر مالِ غنیمت اکٹھا کریں پس روانہ کیا سعد نے نضلہ انصاری کو جماعت مجاہدین کے ساتھ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بہت مالِ غنیمت کا حاصل کیا اور اُن سب کو لے کر واپس ہوئے تو آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا پس نضلہ انصاری نے گھبرا کر اُن سب کو پہاڑ کے کنارے ٹھہرایا اور خود کھڑے ہوکر اذان دینی شروع کی جب اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر کہا تو پہاڑ کے اندر سے ایک مجیب نے جواب دیا کہ اے نضلہ تُو نے بہت خُدا کی بڑائی کی۔ پھر نضلہ نے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو اُسی مجیب نے جواب میں کہا کہ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اور جس وقت نضلہ نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا تو اُسی شخص نے جواب دیا کہ یہ نام پاک اُس ذات کا ہے جس کی بشارت عیسےٰ بن مریم نے ہم کو دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اِسی نبی کی اُمت کے اخیر میں قیامت قائم ہوگی۔ پھر نضلہ نے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہا تو مجیب نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اُس شخص کے لیے جس نے ہمیشہ نماز ادا کی۔ پھر جس وقت نضلہ نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا تو مجیب نے جواب دیا کہ جس نے محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اُس شخص نے نجات پائی۔ پھر جب نضلہ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو وُہی پہلا جواب مجیب نے دیا۔ جب نضلہ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر اذان ختم کی تو مجیب نے فرمایا اے نضلہ تم نے اخلاص کو پُورا کیا۔ تمہارے بدن کو خداوند کریم نے آگ پر حرام کیا۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہُوئے تو صحابہ کرام نے کھڑے ہوکر دریافت کرنا شروع کیا کہ اے صاحب آپ کون ہیں۔ فرشتہ یا جن یا انسان۔ جیسے اپنی آواز آپ نے ہم کو سُنائی ہے اُسی طرح اپنے آپ کو دکھائیے۔ اِس واسطے کہ ہم خُدا اور اُس کے رسُول اور نائبِ رسُول عمرؓ بن الخطاب کی جماعت ہیں۔ پس پہاڑ پھٹا۔ اور ایک شخص باہر نکل آئے (جن کا سر مُبارک بہت بڑا چکی کے برابر تھا اور سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے اور اُن پر دو پُرانے کپڑے صُوف کے تھے) اور السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ کہا۔ ہم نے وعلیکم السّلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ کہہ کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں زریب بن برتملا وصیِ عیسےٰ بن مریم ہُوں۔ مجھ کو عیسٰی علیہ السّلام نے اِس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور اپنے نزُول من السّماء تک میری درازیٔ عُمر کے لیے دُعا فرمائی جب وُہ اُتریں گے تو خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور بیزار ہوں گے نصاریٰ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



کے اختراع سے۔ پھر دریافت کیا کہ وُہ نبی صادق بالفعل کس حال میں ہیں ہم نے عرض کی کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ اُس وقت بہت روئے۔ یہاں تک کہ آنسوؤں سے تمام داڑھی بھیگ گئی۔ پھر پُوچھا اُن کے بعد کون تم میں خلیفہ ہوا۔ ہم نے جواب دیا کہ ابوبکر۔ پھر فرمایا کہ وُہ کیا کرتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ وُہ وفات پاگئے۔ فرمایا کہ اُن کے بعد کون تم میں خلیفہ ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ عُمرؓ۔ پھر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو مجھے میسّر نہ ہوئی پس تم لوگ میرا سلام عُمرؓ کو پہنچائیو۔ اَور کہیو کہ اَے عُمر عدل و انصاف کر اِس واسطے کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ اَور یہ واقعات جو میں تم سے بیان کرُوں گا اُن سے عُمرؓ کو خبردار کیجیو اَور کہیو کہ اَے عُمرؓ جس وقت یہ خصلتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں ظاہر ہوجائیں تو کنارہ کشی کے سوا مفر نہیں جس وقت مرد مردوں سے بے پرواہ ہوں اَور عورت عورتوں سے اَور مقرّر ہوں گے اپنے منصب[1] کے خلاف۔ اَور ادنیٰ نسب والے اعلیٰ کی طرف اپنے آپ کو منسُوب کریں اَور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں۔ اَور چھوٹے بڑوں کی توقیر و عزّت چھوڑ دیں۔ اَور امر بالمعرُوف اِس طرح متروک ہوجائے کہ کوئی اُس کے ساتھ مامُور نہ کیا جائے۔ اَور نہی عن المنکر کو ایسے چھوڑ دیں کہ کسی کو اُس سے نہ روکیں۔ اَور اُن کے عالم عِلم کی تعلیم بغرضِ حصُولِ دُنیا کریں اَور گرم بارش ہو یعنی وُہ بارش جو فائدہ نہ بخشے یا بالکل ہی بند ہوجائے۔ اَور بڑے بڑے منبر بنائیں اَور قرآن مجید کو نقرئی و طلائی کریں۔ اَور مسجدوں کی از حد زینت کریں۔ پھیلائیں رِشوت اَور پُختہ پُختہ مکانات بنائیں اَور خواہشات کی اِتّباع کریں۔ اَور دین کو دُنیا کے بدلے بیچیں اَور خُونریزیاں کریں۔ اَور صِلہ رحمی منقطع ہوجائے اَور حکم[2] فروخت کیا جائے۔ اَور بیاج (سُود) کھایا جائے۔ اَور حکُومت فخر ہوجائے اَور دولتمندی عزّت بن جائے۔ اَور ادنیٰ شخص کی تعظیم اعلیٰ کرے۔ اَور عورتیں زین پر سوار ہوں۔ پھر ہم سے غائب ہوگئے۔

پس اس کو فضلہ نے سعد کی طرف لکھا اَور سعد نے حضرت عُمرؓ کی طرف پھر حضرت عُمرؓ نے سعد کو لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر اُس پہاڑ کے پاس اُترو جس وقت اُن سے مِلو تو میرا سلام اُن کو پہنچائیو۔ اِس واسطے کہ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسےٰ علیہ السّلام کے بعض وصی پہاڑوں میں اُترے ہُوئے ہیں پس سعد چار ہزار[3] مہاجرین اَور انصار کے ہمراہ اُس پہاڑ کے قریب اُترے اَور چالیس[4] روز تک ہر نماز کے وقت اذان کہتے رہے مگر مُلاقات نہ ہُوئی۔ اس کے بعد حضرت شیخ قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ اگرچہ ابنِ ازہر کی وجہ سے اسنادِ حدیث میں محدثین کے نزدیک کلام ہے۔ مگر ہم صاحبِ کشف والوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اَور پھر شیخ نے باب ۳۶۰ میں حدیث نواس بن سمعان کی ذِکر فرمائی ہے جس میں ینزل عیسٰی بن مریم بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق الخ اَور جا بجا شیخ قدس سرّہٗ فتوحاتِ مکّیہ میں نزُول عیسےٰ بن مریم کا ذِکر فرماتے ہیں۔ اَور اِسی فتوحات میں شیخ فرماتے ہیں کہ مَیں اِن مضامین کی تحریر اَور بیان میں بالکل معرّی اَور خالی ہُوں خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بیان کرنے والا ہے۔ و نیز فرماتے ہیں کہ ھذا ما حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَب ہم بعد پیش کرنے حدیث کشفی محی الدین بن عربی صاحب کی جو باسناد اُوپر لکھی گئی ہے معرُوض کر سکتے ہیں کہ آپ[5] زریب بن برتملا اپنے حواری کو جس کو بشہادت حدیث مذکورہ آپ نے کوہِ عراق میں رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ آپ کے نزُول من السّماء تک ہمیں دِکھلائیں۔ یا شب

---

[1] یعنی لوگ جس منصب کے لائق نہ ہوں گے اُس پر مستعد ہوں گے۔ ۱۲

[2] یہ لفظ اگر "ح" کی زبر سے پڑھا جائے تو حَکَم بمعنی ثالث اَور حاکم ہوگا جس کا مطلب یہ کہ فیصلہ کرنے والے کسی لالچ اَور دباؤ میں آکر انصاف چھوڑ دیں گے اَور بک جائیں گے۔ اَور اگر "ح" پر پیش ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ فیصلوں کو دُنیا کے عوض خریدا جائے گا۔ بس جس نے پیسہ دیا اُس نے اپنے حق میں فیصلہ کرالیا۔ فیض عفی عنہ

[3] یہ خطاب قادیانی کو ہے کہ اگر آپ ہی مسیح موعُود ہیں تو پھر یہ باتیں واضح کریں۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


معراج میں قیامت کے بارہ میں جو مذاکرہ آپ کا باقی انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰت اللہ وسلامہٗ سے ہوا ہے سُنائیں۔ اِس کے بعد ہم ایک اَور حدیث زُبدۃ العارفین رئیسُ المکاشفین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی پیش کرتے ہیں۔ وقال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عبدالرحمٰن حدثنا عبداللہ بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن انہ قال فی قولہ تعالیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ یعنی وفاۃ المنام رفعہ اللہ فی منامہ قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسٰی لو یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ۔ فرمایا ابن ابی حاتم نے حدیث کی مجھ کو باپ میرے نے احمد سے اُنہوں نے عبداللہ بن جعفر سے، جعفر نے اپنے باپ سے اُنہوں نے ربیع سے ربیع نے حسن سے فرمایا حسن نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اُٹھایا اللہ نے عیسٰی علیہ السلام کو نیند میں۔ اَور کہا حسن نے فرمایا رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو بے شک عیسٰے فوت نہیں ہوئے وُہ لوٹیں گے تمہاری طرف قبل قیامت کے۔ اَور اخراج کیا اس حدیث کو ابنِ جریر نے بھی۔ (تفسیر ابن کثیر اَور دُرِّ منثور)

یُونس بن عبید جو منجملہ اصحاب حسن بصریؒ میں سے ہے کہتا ہے میں نے حسن بصریؒ سے پُوچھا کہ آپ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں باوجُود اِس کے کہ آپ نے زمانہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا۔ حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ انی احدث الحدیث عن علی وما ترکت اسم علی فی الاسناد الا لملاحظۃ زمان الحجاج یعنی میں بواسطہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہُوں مگر نام علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کا بلحاظ زمانہ حجاج کے ترک کر دیتا ہُوں۔

مولانا علی القاری غفرہ اللہ الباری شرح نخبہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قال جمھور العلماء المرسل حجۃ مطلقاً بناءً علی الظاھر وحسن الظن بہ انہ مایروی حدیثہ الا عن الصحابی وانما حذفہ بسبب من الاسباب کما اذا کان یروی الحدیث عن جماعۃ من الصحابۃ لما ذکر عن الحسن البصریؒ انہ قال انما اطلقہ اذا سمعہ من السبعین من الصحابۃ وکان قد یحذف اسم علیؓ ایضاً بالخصوص لخوف الفتنۃ اَور شیخ الشیوخ محدثین اَور صوفیہ کے شیخ شہاب الدین سُہروردی رحمہ اللہ عوارف کے چھٹے باب میں فرماتے ہیں۔ قال الحسن البصری لقد ادرکت سبعین بدریاً کان لباسھم الصوف۔

سوال۔ اگر کہا جائے کہ قتادہ کہتا ہے واللہ ما حدثنا الحسن عن بدری مشافھۃ وما حدثنا سعید بن المسیب عن بدری مشافھۃ الا عن سعد بن مالک۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن بصری اَور سعید بن المسیب دونوں کو علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے مُلاقات نہیں ہُوئی کیونکہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ بدری ہیں۔

الجواب۔ اوّلاً یُونس بن عبید اَور مُلّا علی قاری کا قول جو ابھی لکھ چکا ہُوں مُثبت مُلاقات حسن بصری کی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے ساتھ ہے اَور نہ روایت کرنا حسن بصری کا بدری سے قتادہ کے سامنے اس کو ثابت نہیں کرتا کہ حسن بصری نے کسی کے سامنے روایت بدری سے نہ کی ہو۔ اَور حسن بصری کو مُلاقات کسی بدری سے نہ ہو۔ کیونکہ قتادہ کہتا ہے ما حدثنا الحسن یعنی ہمارے سامنے حسن نے بدری سے روایت بطریق مشافہہ نہیں کی۔ ہاں اگر قتادہ یوں فرماتے قال الحسن ما حدثنا بدری یعنی حسن بصری نے کہا ہے کہ ہمارے سامنے کسی بدری نے حدیث بیان نہیں کی۔ یا قتادہ یوں کہتے کہ حسن بصری نے سب احادیث جو ان کو اصحاب کرام یا تابعین سے پہنچی تھیں بتمامہا بجمیع طرق سے میرے سامنے بیان کیں مگر کسی بدری سے روایت نہیں کی تب البتہ ثبوت عدم ملاقات ہو سکتا تھا۔

اَور ثانیاً قتادہ کے قول سے فقط نفی حدثنا کی لازم آتی ہے۔ جو اَخص ہے سمعت سے (کرمانی شرح صحیح بخاری) اَور قاعدہ ہے کہ سلب اَخص کی مفید سلب اعم کو نہیں ہوتی۔ چہ جائے کہ مفید ہو سلب اعم الاعم یعنی ملاقات کو۔ ہرگز نہیں۔ حسن بصریؒ کی روایت اَور مُلاقات زبید

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



بن العوام سے بھی ثابت ہے جن کے بدری ہونے میں کچھ شک نہیں۔ قوام المحدثین جمال الدین مزنی تہذیب الکمال میں کہتے ہیں۔ وھو اول من سل سیفًا فی سبیل اللہ۔ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روی عنہ الاحنف بن قیس والحسن البصری۔ اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ حافظ زین الدین عراقی سے نقل فرماتے ہیں قال الحسن رأیت الزبیر بایع علیا۔ اور امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں فرماتے ہیں۔ حدثنا عبداللہ قال حدثنی ابی قال حدثنا عفان قال حدثنا المبارک قال حدثنا الحسن قال جاء رجل الی زبیر بن العوام الخ

جمال الدین مزنی تہذیب میں فرماتے ہیں۔ علی ابن ابی طالب شھد بدرا والمشاھد کلھا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماخلا تبوک روی عنہ ابراھیم ابن عبداللہ بن حسین مرسلا وابراھیم بن عبداللہ بن عبداللہ القاری کذالک وابراھیم ابن محمد ولد علی ابن ابی طالب والاحنف بن قیس التمیمی وابنہ الحسن علی بن ابی طالب والحسن البصری وابنہ الحسین بن علی بن ابی طالب وسعید بن المسیبؒ اس سے تعارض درمیان قول قتادہ کے کہ ماحدثنا سعید بن المسیب الخ اور عبارت قدوۃ المحدثین ابن الاثیر جامع الاصول کی اسماء الرجال میں کہ سعید بن المسیب روی عن علیؓ کی بھی مرتفع ہوگیا۔ اس بحث کو زیادہ طول بباعث ملالت ناظرین کے نہیں دیتا ہوں کسی صاحب نے اگر کلام کی بعد ازاں لکھا جائے گا۔

الغرض۔ حدیث مذکور جو حسن بصری سے مروی ہے اور حافظ ابن کثیر نے باسنادِ صحیح ذکر کی ہے یعنی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم بصراحتِ تامہ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی اور ایسا ہی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر فرمارہی ہے۔ ناظرین کو بخوبی معلوم ہوچکا ہے کہ عقیدہ اجماعیہ نصوص قرآنیہ سے علی حسب تفسیر القرآن بالقرآن اور مطابق تفسیر القرآن بالاحادیث الصحیحہ ثابت ہے وَمَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ کا مفاد حسب تقریر جناب مرزا صاحب یہ نکلا کہ ہر ایک اہلِ کتاب کو ایمان بہ بیانِ مذکورہ بالا حاصل ہے یعنی ہر ایک جانتا ہے کہ ہم عیسےٰ کے مقتول ہونے میں مشکک ہیں۔ اس تقریر میں (جانتا ہے اور ایمان رکھتا ہے) ترجمہ لَيُؤْمِنَنَّ کا ہوا۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ مضارع مؤکد بہ لام اور نون تاکید کے (ثقیلہ ہو یا خفیفہ) محاورہ قرآن کریم میں اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاسِ تک معنے استقبال میں ہی مستعمل ہے۔ ایک جگہ بھی معنی حال یا ماضی کے نہیں آیا۔ نظائر لَيُؤْمِنَنَّ کے قرآن کریم سے ملاحظہ فرماویں:۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ۔ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ لَاَتَّخِذَنَّ۔ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ۔ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ۔ لَاَقْعُدَنَّ۔ لَاٰتِيَنَّ۔ لَاَمْلَئَنَّ۔ لَتَعُوْدُنَّ۔ لَنُخْرِجَنَّكَ۔ لَاُقَطِّعَنَّ لَاُصَلِّبَنَّ لَتُؤْمِنُنَّ لَكَ۔ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ۔ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ لَيُسْجَنَنَّ۔ وَلَيَكُوْنًا۔ لَيَسْجُنُنَّهٗ۔ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ وَلَنَصْبِرَنَّ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ لَاُزَيِّنَنَّ۔ لَاُغْوِيَنَّ۔ لَتُسْئَلُنَّ۔ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ۔ لَاَحْتَنِكَنَّ۔ لَتَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ۔ لَاَجِدَنَّ۔ لَاَرْجُمَنَّكَ۔ لَنَحْشُرَنَّهُمْ۔ لَنُحْضِرَنَّهُمْ۔ لَنَنْزِعَنَّ۔ وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ۔ وَلَتَعْلَمُنَّ۔ لَاَكِيْدَنَّ۔ لَيُدْخِلَنَّهُمْ۔ لَاَحْفَلَنَّكَ۔ لَتَكُوْنَنَّ۔ لَاُعَذِّبَنَّهٗ۔ لَاَذْبَحَنَّهٗ۔ لَيَاْتِيَنِّيْ۔ لَنُنَجِّيَنَّهٗ۔ لَيَاْتِيَنَّهُمْ۔ لَيَقُوْلُنَّ۔ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ۔ وَلَتَبْلُوَنَّكُمْ۔ لَنَسْفَعًا۔ آپ ایک جگہ بھی قرآن کریم سے نہ سہی کسی اہلِ لسان کے کلام میں ہی دکھلائیں کہ مضارع مؤکد بہ لام و نون ثقیلہ یا خفیفہ معنی حال یا ماضی میں مستعمل ہو۔ دوسرا قَبْلَ مَوْتِهٖ کا جو آپ نے معنے کیا ہے کسی جگہ قرآن کریم میں قبل مضاف اور مَوْتِهٖ مضاف الیہ کے مابین لفظ اَنْ یُّؤْمِنُوْا یا لفظ ایمان کا مقدر مراد ہو۔ اس کی نظیر بھی دکھلائیں۔ کیونکہ آپ محاورہ قرآنیہ پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اب اس مقام پر اتباع

---

لہ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ فخر الحسن میں ثابت کیا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کی ملاقات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے ہوئی۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ابنِ عباس اَور استشہاد حدیث صحیح بخاری کو آپ نے بالائے طاق رکھ دیا۔ یہ تقریر مرزا صاحب کی چُونکہ الہامی ہے۔ لہٰذا مؤلف رسالہ اعلام النّاس فاضل امروہی صاحب کو بھی بمجبُوری تسلیم کرنی ہوگی بحسب تقریر ہذا مرجع ضمیر قَبْلَ مَوْتِہٖ کا عیسےٰ بن مریم ہی ہے حصّہ دوئم، اعلام النّاس صفحہ سطر ۱۰۔ فاضل امروہی صاحب کو تو جناب مرزا صاحب نے اَور آپ کو محاورہ قرآنیہ نے صاف جواب دے دیا۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ الخ میں ثُمّ قال ابوھریرۃ واقرؤا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔

ناظرین پر بطلانِ تقریر مرزا صاحب بشہادتِ قرآنِ کریم ظاہر ہو گیا ہوگا معنی آیۃ کا حسبِ محاورہ قرآن مجید وہی ہے جو ابُوہریرہ اَور ابنِ عباس اَور سب مفسّرین نے لکھا ہے۔ اَور دُوسرا معنے جو ابنِ عبّاس سے مروی ہے غالباً من جُملہ مباحثاتِ یومیہ سے اَور احتمال مرجوح نظم ذوالوجوہ کا ہے۔ لَیُؤْمِنَنَّ کے مستقبل ہونے میں تو سب متّفق ہیں مگر ارجاع ضمائر میں اختلاف رکھتے ہیں۔ پہلے اس کے بشہادت سیاق ترجیح ابنِ کثیر کی اِسی معنے کو ذکر کر چکا ہُوں (کہ نہیں کوئی اہلِ کتاب میں سے مگر ضرور ہی ایمان لائے گا مضمُونِ بالا کے ساتھ یعنی مسیح کا مرفوع ہونا آسمان کی طرف اَور یہُود کے ہاتھ میں مقتول اَور مصلُوب ہونا) قبل از موت اپنی کے یعنی جتنے یہُود نزولِ مسیح بن مریم کے وقت موجُود ہوں گے وُہ سب خلاف پہلے عقیدہ اپنے کے ایمان بمضمونِ بالا لاویں گے مُطابق پیشین گوئی اِس آیۃ کے ہم کو ایمان ہے کہ فرقہ مرزائیہ بھی بروقت نزولِ مسیح کے اگر موجُود رہا تو ضرُور ہی اہلِ کتاب کی طرح ایمان بمضمُونِ بالا لائے گا۔

باقی رہا اعتراض مرزا صاحب کا اِس معنے پر جس معنے کو ابُوہریرہ اَور ابنِ عبّاس وغیرہ مفسّرین نے کیا ہے کہ بنا بریں معنے کذب آیت میں لازم آئے گا۔ سُنیئے حضرت! آیت میں چُونکہ اِلّا بعد نفی کے واقع ہوا ہے یعنی اِنْ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ میں بمعنی نفی ہے اَور اِلّا اس کے بعد۔ تو بنا بر قاعدہ مسلّمہ کہ استثنا منفی سے مُفید اثبات ہوتا ہے۔ آیت مذکُورہ بھی کلامِ ایجابی بنی اَور ثبوت ایک شے کا دُوسری چیز کے لیے چاہتا ہے کہ ثبت لہٗ یعنی وُہ دُوسری چیز پہلے موجُود ہو۔ اَب مُطابق قاعدہ مسلّمہ آیت مذکُور میں ایمان لانا اُنہیں اہلِ کتاب کے لیے ہوا جو اُس وقت موجُود ہوں گے۔ غیر موجُودہ تو محکُوم علیہ ہی نہیں۔ پھر کذب کہاں۔ ازالہ اَوہام کے صفحہ ۳۶۸ پر عُلماء کو مرزا صاحب بباعث لاعلمی سمجھنے اِس اعتراض کے شرمندہ اَور بے زبان لکھتے ہیں۔ اَور بعد ازاں اِس معنے ابُوہریرہ اَور ابنِ عبّاس اَور مفسّرین پر بعلاوہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احادیثِ صحیحہ بتلا رہی ہیں کہ مسیح کے دم سے اُس کے مُنکر خواہ وُہ اہلِ کتاب ہوں یا غیر اہلِ کتاب کُفر کی حالت میں مریں گے۔ تو یہ معنی بھی جو پیش کیے گئے ہیں بہ بداہت فاسد ہیں مَیں کہتا ہُوں۔ احادیث کا مفاد یہی ہے کہ وتکون الملل ملۃ واحدۃ یعنی مسیح کے زمانہ میں کوئی مِلّت بغیر اِسلام کے نہ رہے گی۔ یہ جب ہی ہوتا ہے کہ کوئی مُنکر اَور کافر نہ رہے۔ جو موجُود ہیں سب ایمان لائیں۔ اِس میں کونسا فساد ہے۔ مثلاً اگر کہا جائے۔ عرب شریف میں حجۃ الوداع کے بعد کوئی نہ رہا کہ مشرّف باسلام نہ ہوا ہو۔ تو صحیح اَور درست ہوگا اَور صُورت اِس کی یہی وقوع میں آئی کہ مُنکر اَور کافر مارے گئے اَور موجُودہ مشرّف باسلام ہُوئے۔ احادیثِ صحیحہ میں فقرہ وتکون الملل کلھا ملۃ الاسلام اَور ترتع الاسود مع الابل اَور والنمار مع البقر اَور والذئاب مع الغنم اَور یلعب الصبیان بالحیات وغیرہ وغیرہ جو قطعاً زمانہ حال میں متحقق نہیں۔ آپ کو مسیح موعُود ہرگز نہیں بننے دیتے۔

**سوال۔** فقرہ وتکون الملل کلھا ملۃ الاسلام کو معارض ہے آیۃ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً۔ وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمْ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

چنانچہ فاضل امروہی صاحب اعلام النّاس میں لکھتے ہیں کیونکہ بحسب مقتضی اِس آیت کے کسی زمانہ میں اتفاق ایک مِلّت پر ممکن نہیں۔

**جواب۔** اِس فقرہ حدیث صحیح کو بوجہ عدم قبول تاویل کے حسب مطلب اپنے کے آپ کاٹنا چاہتے ہیں۔ آیۃ میں اِستثناء اِلَّا مَنْ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



رَجِعَ رَبُّكَ موجود ہے۔ اور اِستثناء زمانیات کا مستلزم ہے اِستثناء زمان کو۔ لہٰذا مسیح کے وقت سب کا مرحوم ہونا اور سب کا متفق ہونا ملتِ واحدہ پر ممکن ہوگا۔ ضروری امر مقتضائے آیت کے صرف اِتنا ہی ہے کہ اِختلاف فِی الجملہ اور جہنم کا بھر دینا متحقق ہو۔ ہاں۔ اگر بعد لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ کے اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ نہ ہوتا تب بوجہ اِختلاف دائمی کے زمانِ مسیح کا اِتفاقی ہونا ناممکن تھا۔ تعجب ہے کہ باایں ہمہ اُنہیں احادیث بُخاری سے آپ اپنا حُلیہ ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ اور اَتباع آپ کے فرماتے ہیں کہ حُلیہ مرزا صاحب کا گندمی رنگ۔ سیدھے بال یعنی گھونگر والے نہیں۔ کندھوں کے قریب کانوں کی لَو کے نیچے تک لٹکے ہُوئے۔ صحیح بُخاری میں لکھا ہے۔ اِنی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما تری من اُدم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر الخ اور اِسی صحیح بُخاری میں اس کے قریب ہی مسیحِ اوّل یعنی صاحبِ اِنجیل کا حُلیہ یہ لکھا ہے۔ سُرخ رنگ اور گھونگھریالے بال۔ چوڑا سینہ۔ فَاَمَّا عِیْسٰی فاحمر جعد عریض الصدر۔

ناظرین! یہ مغالطہ بھی قابلِ غور ہے۔ سُرخی اور گندمی رنگت دونوں کا راوی اِبنِ عباسؓ ہی ہے۔ ایسا ہی گھونگر والے اور غیر گھونگر والے۔ وجہ اِس کی یہ ہے کہ مسیح اِبنِ مریم کی رنگت میں سُرخی مائل سفیدی تھی۔ ایسا ہی بالوں میں جعودۃ غیر تامہ یعنی تھوڑے گھونگر والے۔ عیسیٰ صُورت میں سُرخ رنگ بھی کہنا درُست ہے اور گندمی رنگ بھی۔ ایسا ہی گھونگر والے اور غیر گھونگر والے۔ بُخاری میں جو عن مجاھد عن ابنِ عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رأیت عیسٰی وموسٰی وابراھیم فاما عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر آیا ہے۔ خطا بُخاری کی ہے۔ فی الواقع عن مجاھد عن ابن عباسؓ الخ ہے۔ دیکھو اخراجات محمد بن کثیر اور اسحاق بن منصور سلولی اور ابنِ ابی زائدہ اور یحییٰ بن آدم وغیرہ کے۔ عینی بُخاری اور مشکوٰۃ میں۔ وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت لیلۃ اسری بی موسٰی رجلا آدم طوالا جعدا کانہ من رجال شنوءۃ ورأیت عیسٰی رجلا مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الرأس الخ متفق علیہ۔ اِس حدیث میں ابنِ عباسؓ ہی سُرخی سفیدی سے ملے ہُوئے اور غیر گھونگر والے بلحاظ نفی کمال کے بیان فرماتے ہیں۔ اَب یہ اِحتمال (کہ جیسے احمر اور عیسٰے آدم یعنی گندم گوں اور) اِس لیے نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحسب دونوں روایت کے مِن جُملہ واقعہ اسرا یعنی معراج کا ذِکر فرماتے ہیں جس کے پہلے بروایتِ مُسلم عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علیّ الانبیاء مذکور ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اُسی عیسٰے کا ذِکر ہے جو سلکِ انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں مثلِ مُوسٰی و ابراہیم کے داخل ہے نہ ذِکرِ غیر مثیلِ عیسٰے یعنے مرزا صاحب کا۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے دیکھا میں نے عیسٰی اور مثیل اُن کا (یعنی مرزا صاحب کو) اپنے اپنے حُلیہ کے ساتھ۔ اِس صورت میں ضروری تھا کہ بعد ذِکرِ عیسٰے علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثیلِ عیسٰے کو بلفظِ عیسٰے اِستعارہ کے طور پر ذِکر نہ کیا جاتا۔ کیونکہ مُوجب غلط اور اِشتباہ کا ہے بیان مقصُود میں جو منافی ہے فصاحت اور بلاغت کے۔ باقی رہی روایتِ ابنِ عُمرؓ اِنی اللیلۃ الخ اور اُنہیں کی دُوسری روایت بلفظ بینا انا نائم الخ بخاری۔ تقریرِ مذکور سے وجہ بیان گندم گونی اور ایسے ہی حلف اُٹھانے ابنِ عمر کی نفی حمرۃ پر یعنی حمرۃ کاملہ ناظرین کو معلوم ہوسکتی ہے۔ ابنِ عُمر کا قول اس حدیث میں لَا واللہ صاف دلالت کرتا ہے اُوپر وحدہ ما نسب الیہ الحمرۃ والادمۃ ورنہ نفی کی کوئی وجہ نہیں بلکہ واجب تھا کہ فرماتے وُہ سُرخ رنگت والا اور شخص ہے اور گندم گوں اور۔ اِس تقریر سے ناظرین معلوم کرچکے ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بھی ایک ہی مسیح بن مریم کا ذِکر فرماتے اور سُنتے رہے ہیں۔ اور اُنہی عیسٰے کو بنصِ محکم بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے جیسا کہ بیان کرچکا ہُوں مرفوع علی السماء اور اُنہی کو دوبارہ نازل مِن السماء مانتے رہے ہیں۔ پس دمِ امروہی صاحب کا اعلام الناس میں مرزا صاحب کے حُلیہ کے بارہ میں جو بُخاری کی حدیث سے ثابت کرتے ہیں اِس تطبیق سے دفع ہوگیا۔

**سوال** اور نسب مرزا صاحب کا صحیح مُسلم وغیرہ میں لکھا ہوا فرماتے ہیں ص۵۴ لو کان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



**جواب۔** اوّلاً متفق علیہ شیخین کی حدیث میں اس طرح پر مذکور ہے۔ قال فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لوکان العلم الخ یہ حدیث آپ نے سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمائی جس سے سلمان فارسی کا مصداق ہونا اس حدیث کا ثابت ہوتا ہے۔ اور ثانیاً اگر بلحاظ جمعیۃ لفظ رجال اور ھٰؤُلَاءِ کی جنس مراد ہو تو بھی اہلِ فارس ہی کو شامل ہوگی۔ جناب مرزا صاحب نے تو ایام الصلح میں اپنا سمرقندی الاصل ہونا ثابت کیا ہے۔ اور سمرقند خراسان سے ہے نہ کہ فارس سے۔ جن کو کچھ بھی مہارت جغرافیہ وغیرہ میں ہے اُن پر ظاہر ہے۔ اور ثالثاً اگر مراد رجل میں ھٰؤُلَاءِ سے عجم لیے جائیں بلحاظ تقابل اُمتین کے پھر بھی لَوْ کَانَ الْعِلْمُ میں اَلْعِلْمُ معرّف باللام سے مراد علم مطابق بکتاب وسُنّت ہے نہ مخالف ان کے۔ اور رابعاً بعد فرض تسلیم تطابق مسئلہ مسیح میں حدیث مذکور سے فقط تحصیلِ علم۔ بہر صورت اُس شخص کے لیے ثابت ہوتی ہے نہ یہ کہ وُہ شخص مسیح موعود ہو۔

**سوال۔** پھر امروہی صاحب صفحہ مذکور میں من جملہ علاماتِ مسیح موعود کے جو مرزا صاحب میں موجود ہیں ابطالِ دینِ نصرانیت اور اُس کے آثار کا مٹا دینا ذکر کرتے ہیں۔

**جواب۔** آج بتاریخ ۱۵ شعبان ۱۳۱۷ھ تک بالکلیہ دینِ نصرانیت کا مٹ جانا متحقق نہیں ہوا۔ اور مسیح موعود عرصہ سے آچکے ہیں۔

**سوال۔** پھر امروہی صاحب موصوف صـ۵۵ پر اس حدیث کے ٹکڑے یعنے لیدعون الی المال فلا یقبلہ احد سے مراد مرزا صاحب کو ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہارات کے روپیہ دینے کا وعدہ مخالفینِ اسلام کو فرمایا اور کسی نے قبول نہ کیا۔

**جواب۔** حدیث میں تو فلا یقبلہ احد مذکور ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں چونکہ سب لوگ اہلِ اسلام ہی ہوں گے اور سب کو رغبت عبادت کی بغایت درجہ ہوگی اور سب تارک دُنیا اور زاہد ہوں گے۔ چنانچہ اس پر فقرہ حتّٰی تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا شاہد ہے اس لیے وُہ مُسلمان زاہد عابد دُنیا کو قبول نہ کریں گے۔ نہ یہ کہ مخالفانِ اسلام بھی موجود ہوں گے اور ان کو بمقابلہ اظہارِ حقیقتِ اسلام بذریعہ اشتہارات روپیہ دینے کا وعدہ دیا جائے گا اور وُہ قبول نہ کریں گے۔ ناظرین کو یہ بھی خیال نہ رہے کہ اسلام فی نفسہٖ ایسا امر حق مطابق للواقع ہے کہ قیامت تک کوئی مخالف اس کی غیر حقیقت کو ثابت نہیں کر سکتا۔ اس میں محتاج زید عمرو کی طرف نہیں جیسا کہ فقرہ حدیث مسلم کا (ظاھرین الی یوم القیامۃ) اس پر شاہد ہے۔ اب ہر ایک شخص بیان کنندہ حقیقتِ اسلام بالبراہین والحج مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ الا بعد از تحقق علامات جو احادیث میں مذکور ہیں۔

**سوال۔** آیۃ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ آسمان پر چڑھنے اور اُس سے اُترنے کی تکذیب کر رہی ہے۔

**جواب۔** ہاں بے شک۔ مگر حسبِ استنباط آپ کے۔ جنابِ عالی! سیاقِ آیت کا بھی خیال فرمائیں۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْھٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا۔ اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ آیۃ سُبْحَانَ رَبِّیْ جو جواب میں کفار کے واقع ہوئی ہے۔ اگر دلالت کرتی ہے امتناعِ صعود اور نزولِ جسمی پر جیسا کہ جناب نے سمجھا ہے۔ تو چاہیئے کہ جتنے اُمور قولِ کفار میں مذکور ہیں سب کے ممتنع ہونے پر دال ہو ماقبل میں جیسا صعود اور نزول کا ذکر ہے ایسا ہی چشموں کے جاری کرنے کا زمین میں اور ایسا ہی باغِ خرما اور انگور کا جو چشمہ دار ہو۔ اور ایسا ہی گر جانے آسمان کا اور ایسا ہی اللہ جلّ شانہٗ اور ملائکہ کا سامنے ہونا اور ایسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر سونے کا ہونا۔ ہر ایک عاقل سونے کے گھر کو اور باغِ خرما اور انگور کو جس میں چشمے بہتے ہوں مطلق فردِ بشری کے لیے ممتنع نہیں تصور کرتا چہ جائے کہ آپ کے لیے جو باعثِ ایجادِ عالم ہیں اور جاری کرنا چشموں کا انبیاء اور اولیاء سے بعد اجابت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


دُعا محال نہیں خیال کیا جاتا۔ بلکہ اس کے وقوع پر آیۃ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا دال ہے۔ اور آسمان کے گر جانے کے عدم امتناع پر آیۃ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا الخ اور ایسے ہی وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ۔ اور ایسے ہی اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ دلالت کر رہی ہیں فقط عدم ایقاع اِن اُمور کا بلحاظ اس کے ہے کہ کفار بعد ایقاع بھی بوجہ عناد اور مکابرہ کے ایمان نہ لاویں گے جیسا کہ آیۃ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِس مضمون کی شہادت دے رہی ہے اور بعد آنے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے اُن کے اتمامِ حجت ہو جائے گا۔ بعد ازاں ایمان لانا اُن کا اُن کو نفع نہ دے گا۔

الحاصل آیہ مذکورہ بشہادت باقی آیات جو اب مذکور ہو چکی ہیں اِمتناعِ صعود اور نزول پر دال نہیں مقصود آیۃ سے یہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ بزرگ اور برتر ہے اس سے کہ کوئی اُس کے اُمورِ سلطنت اور اِنتظامِ ملکی میں دخل دیوے۔ یا حق سبحانہٗ وتعالیٰ حسبِ اِقتضاء کفار کے جس وقت وُہ جیسا کہ چاہیں نشان ظاہر کرے خصوصاً وُہ نشان جو متمم حجت ہونے کے لیے مُوجبِ ہلاک ہو۔ وُہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ اگر چاہے اجابت مسئول تمہارے کی فرمائے ورنہ کچھ محل جبر اور شکایت کا نہیں۔ میرا کام فقط تبلیغ اور رسالت ہے۔ مجھ کو اِسی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور مسئولہ کی طرف متوجہ ہونا اپنے منصب سے گویا باہر جانا ہے۔

ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہوگا کہ مضمون ہذا جو مدلول آیت ہے یہ کہاں اور اِمتناعِ اُمورِ مذکورہ کہاں۔ بلکہ اِسی آیت میں فقرہ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا الخ دلالت صراحۃً کر رہا ہے اِس پر کہ کفار بھی آپ کے آسمان پر جانے کو مُمتنع نہیں سمجھتے تھے لہٰذا اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ پر اِکتفا نہ کی بلکہ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ الخ کو بھی ساتھ منضم کیا۔ ہادی ہدایت کرے۔ (تفسیر ابن کثیر)

---

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



# زمین پر نزولِ ملائکہ کا ثبوت اور ملائکہ کو ارواح کواکب ماننے کی تردید

سوال۔ آیہ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ۔ اور ایسا ہی هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا صاف خبر دے رہی ہیں موضوع ہونے حدیث دمشقی کے اُوپر۔ کیونکہ بعد نزولِ ملائکہ کے اتمامِ حجت ہو جاتا ہے پھر کسی کا ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔ اور حدیث دمشقی میں نزولِ مسیح ملائکہ کے کندھے پر ہتھیلی رکھے ہوئے مذکور ہے۔ جس کو آیاتِ مذکورہ بالا تکذیب کر رہی ہیں۔ اور ایسا ہی آیہ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ دال ہے اُوپر اُس کے کہ نزول اور چلنا ملائکہ کا بنی آدم کی ہیئت پر عادتِ الٰہیہ سے نہیں۔ اور اگر فرشتہ زمین پر اُترے بھی اور زمین پر چلے پھرے اور مشہورِ خواص و عوام ہو تو بالضرور خواص اور لوازم آدمیوں کے اُس میں ہونے چاہئیں۔ جب ایسا ہو تو پھر وُہی لبس اور اشتباہ بحالِ خود باقی رہے گا۔ اور وُہ سوال اُن کا بے جواب۔ یہ ترجمہ ہے ایام الصلح کی عبارت کا۔

جواب۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ سے اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا تک ذکر ہے یوم حشر کا اور بعض اشراط ساعت کا جس وقت ایمان لانا نافع نہ ہوگا یعنی نزولِ ملائکہ بعد پھٹ جانے آسمان کے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا نزول بادلوں کے سایوں میں جو یوم الحشر میں متحقق ہوگا بدلیل وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا۔ اور بعض اشراط ساعت مثل طلوع الشمس من المغرب جو قبل از قیامت ظہور میں آئیں گے۔ کیا یہ کفار ان امور کے منتظر ہو رہے ہیں۔ یہ مضمون مفصل تفسیر ابنِ کثیر میں بشہادتِ احادیثِ صحیحہ مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہی آیہ وَلَوْ اَنْزَلْنَا ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ تک یہ دلالت امتناعِ نزولِ ملائکہ پر دُنیا میں کسی خدمتِ خداوندی کے لیے نہیں کرتی۔ بلکہ مفاد اُس کا یہ ہے کہ اگر حسبِ اقتضاء کفار کے رسُول ملکی بھیجیں اور کفار کو بحالتِ کفر پائیں۔ تو فیصلہ ہو جائے گا۔ یعنی کفار کو ہلاک کر دیں گے۔ شاہد اس کی دُوسری آیت ہے۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ۔ ایسا ہی یہ آیت يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وقولہ تعالیٰ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا، تو مطلب اس سے یہ ہے کہ رسُول ملکی اگر بھیجیں تو بالضرور برعایت انتفاع اور استفادہ کے بصورتِ بشری نازل ہوگا۔ اور اگر ایسا ہوا تو پھر بھی مقصود یعنی دفع اشتباہ حاصل نہ ہوگا۔ آپ کی اس تیرِ طبعی کے مطابق تو کتنی ہی آیات اور احادیثِ صحیحہ میں تناقض غیر مندفع پیدا ہوگا۔ آپ ازالہ اور ایام الصلح میں انہیں آیات سے استدلال پکڑ کر نزولِ ملائکہ سے زمین پر منکر ہیں۔ اور ملائکہ کو ارواحِ کواکب قرار دیا ہے۔ حضرت جی! سُنیئے! فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ اور ایسا ہی هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اور ایسا ہی اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔ اور ایسا ہی وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ۔ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ۔ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ۔

ان سب آیاتِ قرآنی میں آپ کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ آیا یہ آیاتِ قرآنی ہیں یا نہیں؟ اور نزولِ ملائکہ اور چلنا پھرنا اُن کا زمین پر ثابت کر رہی ہیں یا نہیں؟ بزعم آپ کے یہ ارواحِ کواکب زمین پر اُتریں تو کواکب آسمان سے کیوں نہ گریں۔ یا متغیر نہ ہوں جسمِ بلا رُوح کیسے قائم

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


رہ سکتا ہے۔ آپ فرمادیں یہ متمثل بصورتِ بشری مریم کے نزدیک آنے والا۔ اور یہ جو تین ہزار اور پانچ ہزار موٹے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور یہ مہمان ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے۔ اور وہ خوش شکل جس پر اثر سفر کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اور سب حضارِ مجلسِ نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے ناواقف تھے جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابی داؤد اور نسائی اور ابنِ ماجہ میں مذکور ہے کہ اُس کے بارہ میں آپ نے فرمایا فانہ جبرائیل علیہ السلام اتاکم یعلمکم دینکم اور بخاری میں ابنِ عباس سے ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر ھذا جبرائیل اخذ برأس فرسہ علیہ اداۃ الحرب یعنی آپ نے بدر کے روز فرمایا کہ یہ جبرائیل ہیں مسلح کھڑے ہوتے اور گھوڑے کو پکڑے ہوئے۔ اور وہ معلم جس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امام بن کر تعلیم کیفیت نماز کی اور رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتا تھا۔ اور وہ گھوڑے کا سوار جس کو فرعون کے لشکر نے دیکھا اور سامری نے خاک اُس کے گھوڑے کے قدموں کی اُٹھائی۔ اور وہ شخص جو صورت دحیہ صحابی میں آتا تھا۔ اور ایک دفعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ یا صدیقِ اکبر کو فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے۔ اور تم کو سلام دیتا ہے۔ اور وہ فرستادہ جو اہلِ طائف کے ایذا دینے کے وقت کہتا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا خدا فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے، تو میں اس پہاڑ کو ان کے سر پر پھینکوں وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ سب ارواح کواکب تھے؟ خدارا ترسے و مصطفےٰ را حیائے۔ قرآن کریم کو کسی سمجھ والے سے پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ ایک آیت کو حسب زعم اپنے کے معنے مفید مطلب پر دال ٹھہرا کر آیات اور احادیث میں تناقض پیدا نہ کریں۔

**سوال**۔ آیۃ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ دال ہے وفاتِ عیسےٰ پر۔ کیونکہ حسب مفاد اس آیت کے جو شخص اسّی یا نوّے سال کو پہنچتا ہے اُس کو نکوس اور وارگونی بہ نسبت پہلی حیاتی کے پیدا ہوتی ہے۔ تو کیسا حال ہوگا اُس شخص کا جو دو ہزار سال تک زندہ رہے۔ (ایام الصلح)

**جواب**۔ اسّی یا نوّے سال کی قید جو آپ نے لگائی ہے یہ کون سے کلمہ قرآنی کا مدلول ہے۔ برائے خدا تحریفِ کلامِ الٰہی سے باز آئیں۔ آپ نے آیۃ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا قرآن کریم میں نہیں دیکھی۔ اگر وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ کا مفہوم اسّی یا نوّے سال تک عمر کے محدود ہونے کا ہے تو پھر یہ آیۃ وَلَبِثُوْا الخ تین سو نو برس تک اصحابِ کہف کو کس طرح سُلا رہی ہے۔ اور نوح علیہ السلام کی عمر (۱۴۰۰) ایک ہزار چار سو سال اور حضرت آدم علیہ السلام کی ۹۳۰ سال اور حضرت شیث علیہ السلام کی ۹۱۲ سال۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام کی ۳۶۵ سال۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ۱۲۰ سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ۱۷۵ سال۔ کیسے مدلول آیت قرآنی وقوع میں آئے۔ یہ سب کمال تیزیٔ فہم اور طلاقتِ لسانی کا ہے۔ ہادی ہدایت کرے۔

**سوال**۔ آیۃ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ دال ہے وفاتِ عیسیٰ پر۔ کیونکہ کسی جگہ میں ومنکم من صعد الی السماء بجسدہ العنصری ثم یرجع فی اٰخر الزمان وارد نہیں ہوا۔ فقط دونوں ہی امر کا ذکر ہے۔ اب اگر صعود الی السماء بھی مانا جائے تو حصر آیۃ باطل ہوتا ہے۔

**جواب**۔ مسیح بن مریم اس آیت کے دوشق میں سے وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ میں داخل ہے۔ اور ارذل العمر کے لیے حد معین نہیں نہ منصوصی اور نہ عقلی۔ تاکہ اس سے متجاوز ہونا موجب موت کا ہو۔ علماء طبعیین نے جو تحدید کی ہے اُس کو شیخ اکبر اپنے کشفی طریق سے فتوحات میں رد فرماتے ہیں مضمون اُن کے قول کا یہ ہے کہ اگر جو کچھ علمِ طبعی میں ہمارے اوپر مکشوف ہوا ہے علماء طبعیین کو معلوم ہوتا تو ہرگز عمرِ طبعی انسان کی محدود بہ حد معین نہ کہتے۔ اُمید ہے کہ آپ کشفی دلیل کو تو مان ہی لیں گے۔ باقی رہا مسیح کا آسمان پر جانا سو یہ حالات متوسط بین الولادت اور بین الوفات میں سے ہے۔ حالاتِ متوسطہ کا اگر ضروری سمجھا جائے تو چاہیئے کہ عدم ذکر واقعہ صلیب بھی جیسا کہ مزعوم جناب کا ہے یعنی مسیح کو صلیب پر دیا جانا مانتے ہیں موجب بطلان حصر آیت ہو۔ اور اگر یہ عدم ذکر موجب بطلان حصر نہیں تو ایسا ہی عدم ذکر صعود الی السماء (جو حالات متوسط میں سے ہے) بھی مخل حصر آیۃ نہیں ہو سکتا۔ ہادی ہدایت کرے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



## تسبیح وتقدیس بھی اکل وشرب کی طرح باعثِ حیات ہوسکتی ہے

**سوال۔** آیت وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ اور ایسے ہی كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ نص صریح ہے موتِ عیسیٰ پر کیونکہ صریح معلوم ہوتا ہے کہ مایۂ حیات انبیاء کا بھی مثل باقی افرادِ بشری کے طعام ہی ہے تو پھر آسمان پر زندہ رہنا مسیح کا اتنی مدت بغیر خورد ونوش کے کیسے ہوسکتا ہے؟

**جواب۔** آیۃ مذکورہ سے مایۂ حیات طعام کا ہوتا ہے۔ طعام کے معنے مایطعم کے ہیں یعنی جو طعم اور غذا ہو کر مایۂ حیات بنے۔ طعام کا معنے گیہوں جَو وغیرہ حبوب نہیں۔ بلکہ یہ بھی من جملہ افرادِ طعام میں سے ہیں۔ آپ نے حدیث وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي متفق علیہ سُنی ہوگی۔ وہ خدا کے ہاں بغیر گندم اور جَو وغیرہ حبوبِ ارضی کے کسی اور چیز کی خورد ونوش سے خبر دے رہی ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری طرح مُرغِ آب ودانہ نہیں ہوں کہ ماکولات معتادہ ہی میری حیات کا ذریعہ ہوں۔ رات گذارتا ہوں۔ اور میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ایسے ہی وہ حدیث جس کو ابوداؤد اور احمد حنبل اور طیالسی نے روایت کیا ہے فكيف بالمؤمنين يومئذ۔ فقال يجزيهم ما يجزى اهل السماء من التسبيح والتقديس۔ راوی حدیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے کہ یارسول اللہ کیسا حال ہوگا جس دن دجال کے ہاتھ میں طعام ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا مایۂ حیات ذکرِ الٰہی تسبیح اور تقدیس ہے اسی طرح مومنین بھی سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کا ذکر کریں گے اور یہی ذکر اُن کا طعام اور مایۂ حیات ہوگا (انجیل متی اور لوقا۔ باب ۴ درس ۴ حضرت مسیح علیہ السلام نے لکھا ہے) اس لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحفِ انبیاء گذشتہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح پر مرقوم ہے کہ خاصانِ خدا کے بدن میں کلامِ ربانی وہی تاثیر پیدا کر دیتا ہے جو عوام کے جسموں میں طعام کی تاثیر مسلّم ہے انتہیٰ۔ اصحابِ کہف کا قصہ زیرِ لحاظ رکھیں۔ اُن کو کس طرح حکیمِ مطلق نے بغیر طعام اور شرابِ مالوف اور بغیر تنظیف شعاعِ آفتابی اور ہوا کے اتنی مدت دراز تک زندہ رکھا۔ آپ اور قانونِ قدرت کے مُرید بھی انبیاء اور اولیاء کو اپنے پر قیاس فرماتے ہیں۔ اِس اُمتِ مرحومہ میں اب بھی اور قیامت تک ایسے لوگ موجود ہیں اور ہوں گے جن کا مایۂ حیات ذکرِ الٰہی ہے اور ہوگا۔

**سوال۔** بحکم آیت وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۔ چاہیئے کہ مسیح بن مریم آسمان پر صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں حالانکہ آسمان پر جیسے خورد ونوش سے فارغ ہیں ایسا ہی باقی لوازمِ جسمیت سے۔ علاوہ اِس کے ادائے زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے۔

**جواب۔** حضرتِ عیسیٰؑ تو دُنیا میں بھی بباعثِ زُہد وفقر کے مالکِ نصاب نہیں ہوئے۔ ادائے زکوٰۃ میں تو نصاب کا ہونا شرط ہے۔ آپ زمین پر اُن کا ادائے زکوٰۃ ثابت کردیں۔ بعد اس کے آسمان پر ہم ثابت کردیں گے۔ یہ اعتراض تمسخر ہے ساتھ مسیح بن مریم کے۔ جیسا کہ ایام الصلح میں آپ نے لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۹ میں باریک قلم سے آپ لکھتے ہیں کہ "احیاء موتیٰ ایک مسمریزم کے طور پر کھیل تھی۔ اگر یہ عاجز اِس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا" الخ۔ میں متعجب ہوں کہ اللہ جل شانہٗ نے اِس کھیل اور لہو ولعب کو اُس نبیِ اُولوالعزم کی نعمتوں موہوبہ سے قرآن کریم میں کیسے شمار کیا۔ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي یہ مُردوں کا قبر سے زندہ کرکے باذنِ خداوند نکالنا یہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/


بھی مسمریزمی طلسم آپ کے نزدیک ہوگا۔ تو پھر پیارذنی لگانے کی کیا حاجت تھی۔ یہ تو اسی لیے ہے کہ ایسے خارق کا ظہور بندہ کے ہاتھ پر موہم الوہیت اس کا نہ ہو بلکہ فی الواقع زندہ کرنے والا میں ہوں۔ اور انبیاء کرام بظاہر محل ظہور ہوتے ہیں معجزہ تو نام اسی خارق کا ہے جو اسباب عادیہ میں سے نہ ہو۔ ورنہ دوسرے لوگ اس کی مثل لانے سے کیسے عاجز ہوں گے۔ علاقہ مماثلت تو پیار کو چاہتا ہے۔ مرزا صاحب کو باوجود علاقہ مماثلت کے مسیح بن مریم علیہ السلام سے معلوم نہیں کیا رنج ہے اُن کے معجزات منصوصہ سے کیا بلکہ سب انبیاء کے معجزات سے منکر بلباس ماول ہو گئے ہیں۔ بالخصوص انکار معجزات عیسویہ کے تو البتہ وجہ ہے تاکہ لوگ ہم کو ایسے خوارق کے اظہار کی تکلیف نہ دیں۔ مگر اور انبیاء کے معجزات میں کیونکر انکار ہوا۔ شاید تعلیم یافتگان لندن کا خیال ہے۔

**سوال**۔ آیۃ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ صریح ہے وفات عیسیٰ بن مریم میں۔

**جواب**۔ یہ دونوں یعنی اِنَّكَ مَيِّتٌ اور ایسا ہی وَاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں نہ دائمہ مطلقہ یعنی تحقیق تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہونے والا ہے اپنے وقت معین میں۔ اور وہ انبیاء سابقہ بھی اپنے اپنے اوقات معینہ میں مرنے والے ہیں۔ اب فرمایئے کہ مسیح ابن مریم کو بعد نزول سب اہل اسلام اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ میں داخل سمجھتے ہیں یا نہ۔ نزول آیت کے وقت اگر مرجانا اُن کا ضروری ہو تو چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وقت نزول آیت داخل اموات ہو گئے ہوں۔

**سوال**۔ میت مشتق موت سے ہے اور حمل مشتق کا قیام مبدار کو چاہتا ہے جو یہاں پر موت ہے تو بنا بر آں چاہیئے کہ وہ سب مر چکے ہوں حتیٰ کہ مسیح بھی۔

**جواب**۔ قیام مبدار کا وقت تحقق مضمون قضیہ ضروری ہوتا ہے نہ وقت صدق قضیہ۔

**سوال**۔ آیت وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ دلیل ہے وفات مسیح پر۔

**جواب**۔ یہ آیت سورۂ نحل کی ہے جس کا نزول مکہ میں (زادھا اللہ شرفًا وتکریمًا) ہوا ہے۔ بنائً علیہ مراد مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے معبودات مشرکین مکہ کے ہوں گے یعنی اصنام اور بت۔ نہ مسیح بن مریم جو معبود اہل کتاب کا ہے۔ ابن عباسؓ اَمْوَاتٌ کی تفسیر میں اَصْنَامٌ اموات فرماتے ہیں۔

**سوال**۔ عموم لفظ کو اعتبار ہوا کرتا ہے نہ خصوص مورد کو۔ بنا بر اں چاہیئے کہ مراد مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مطلق معبودات باطلہ ہوں بغیر تخصیص بتوں کے۔ تو پھر مسیح بن مریم بھی داخل اموات بحکم اس آیت کے ہوگا۔

**جواب**۔ معبودات باطلہ میں فقط مسیح ہی اس تقریر پر داخل نہ ہوگا بلکہ ملائکہ جو من جملہ معبودات باطلہ سے ہیں وہ بھی داخل اموات ہوں گے تو بحکم آیۃ مذکورہ روح القدس بھی مر گیا ہوگا۔ اب یہ مصیبت کس پر پڑی۔ آپ پر۔ کیونکہ سلسلہ الہامی کا اول ہی سے انقطاع لازم ہوا اور اگر اموات سے وہی معنی مطلقہ عامہ کی رنگ سمجھا جائے یعنی اپنے اپنے اوقات میں جیسا کہ بیضاوی اور ابن کثیر اور تفسیر کبیر اور کشاف اور سب تفاسیر میں ہے تو مسیح بن مریم بھی قبل از وقت معین زندہ رہے گا۔

**سوال**۔ آیۃ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ صاف شہادت دے رہی ہے وفات عیسیٰ بن مریم پر۔

**جواب**۔ آپ نے معنے خَلَتْ کے تَوَفَّتْ کے سمجھے ہیں تب ہی خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیت سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ اور دوسری آیت وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا میں تناقض صریح ہوگا کیونکہ پہلے کا مفاد یہ ہوا سنت خداوندی مر چکی اور معدوم ہو گئی اور دوسری کا مفاد یہ کہ سنت الہیہ متغیر نہیں ہوتی یعنے ہمیشہ بحال خود باقی رہتی ہے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



حضرتِ من! سُنیئے۔ خَلَتْ مشتق ہے خَلَوْ سے جس کا معنے تنہا ہونا ہے جیسا کہ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ اور دُوسرا معنے گذرنا بھی ہے اور یہ معنے صفتِ زمانہ کی بالذات ہوتا ہے۔ کہتے ہیں سالِ گذشتہ اور قرونٌ خالیۃٌ اور زمانیات کی بالعرض یعنی جو اشیاء کہ زمانہ میں موجود ہیں ان کو بھی بعلاقہ ظرفیت اور مظروفیت کے موصوف کیا جاتا ہے۔ اَب معنی آیت کا یہ ہوا۔ گذر چکے ہیں قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسُول اور وہ طرح پر صادق ہوتا ہے جو مر گئے ہوں اُن کو بھی اور جو زندہ ہوں مگر رسالت سے فارغ ہیں جیسا کہ مسیح بن مریم۔ محاورہ۔ فلاں حاکم شہر میں تحصیلدار ہو گذرا ہے یہ ہر دو صُورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا ہو جب بھی اور اگر ملازمت صیغہ تحصیلداری سے علیحدہ ہو کر زندہ موجود ہو جب بھی۔

**سوال**۔ مابعد اس کے اَفَاِنْ مَّاتَ قرینہ ہے اِرادہ معنے موت پر قَدْ خَلَتْ سے۔

**جواب**۔ اَفَاِنْ مَّاتَ چونکہ بمقابلہ اَوْ قُتِلَ کے واقع ہوا ہے۔ لہٰذا مَاتَ سے مُراد موت حتف انفہ ہو گی۔ یعنے اپنے آپ مرنا بغیر قتل کسی کے جب یہ خیال شریف میں متمکن ہو چکا تو اَب منصف ہو کر فرماویں کہ اگر اَفَاِنْ مَّاتَ کو قرینہ اِرادہ معنی موت پر قَدْ خَلَتْ سے ٹھہرائیں گے تو ضرور قَدْ خَلَتْ سے بھی موت حتف انفہ مُراد ہو گی یعنی موت طبعی۔ تو لازم آئے گا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ کا کاذب ہونا۔ کیونکہ سب انبیاء علیہم السلام موت حتف انفہ سے تو نہیں مرے۔ بلکہ کوئی اپنی موت سے اور کوئی مقتول ہو کر شہید ہوئے۔ اور اگر خَلَتْ سے معنے مطلق موت کا لیا بھی جائے تو آیت رفع مختص ہو گی۔ عموم اِس آیۃ اور اس کے نظائر کی جیسا کہ پیدائش آدم کا بیان آیۃ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ اور نظائر جو اس کے ہیں ہو چکا۔ تو پھر عموم اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ اور ایسا ہی خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ

---

لہ عیسیٰ بن مریم کا مستثنےٰ ہونا اثباتِ مدعا میں مُخل نہیں کیونکہ واقعۂ اُحد اور حادثہ وفات شریف دونوں میں مرعُوم مخاطب کا برأت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اور ظاہر ہے کہ دفع مزعوم مذکور میں جو سالبہ کُلیہ ہے یعنی لاشئ من الرسل بحال۔ فقط ایجاب جزئی جو نقیض صریح ہے سلب کلی کے لیے کفایت کرتی ہے جس سے اِظہار اس امر کا مقصُود ہے کہ رسالت منافی موت کی نہیں صورت اِستدلال نزُولِ آیت کے لحاظ سے یہ ہے۔ اَلْمَوْتُ لَیْسَ بِمُنَافٍ لِلرِّسَالَۃِ لِاَنَّہٗ لَوْ کَانَ مُنَافِیًا لَمَا تَوَفّٰی اَحَدٌ مِّنَ الرُّسُلِ لٰکِنَّہٗ الخ الغرض مقصُود کلام سے ابطال مزعُوم مخاطبین کا ہے باثبات نقیض مزعُوم کے جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلحاظ رسالت کے موت سے بری خیال کیا ہوا تھا لہٰذا اس کی تردید میں وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ فرمایا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم موت سے بری نہیں۔ ہاں رسُول ہیں اور رسالت منافی موت کے لیے نہیں۔ اگر منافی ہوتی تو کوئی رسُول نہ مرتا لیکن آپ سے پہلے کئی رسُول مر چکے ہیں۔ لفظ کئی رسُول اِس لیے کہتا ہُوں کہ آیۃ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ کی مخصص ہے۔ عموم اس کے لیے۔ اِستدلال صدیق الامۃ میں بھی اسی طرح سمجھیں۔ صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں مزعُوم مخاطبین کا عدم تحقق وفات شریف کا ہے۔ صدیق الامۃ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی وفات شریف سے بخیال رسالت کے کیوں اِنکار کرتے ہو۔ رسالت منافی موت کی نہیں تم کو قرآن مجید کا مضمون بھول گیا (کہ اگر رسالت منافی موت کی ہوتی تو پہلے آپ کے کوئی رسُول نہ مرتا) لیکن قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ۔ اِس تقریر سے ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ مقدمہ اِستثنائیہ ہے۔ قیاس اِستثنائی کا نہ کبریٰ شکل اوّل کا جیسا کہ آج کل کے زمی مولویوں نے سمجھ رکھا ہے کیونکہ قطع نظر قوام ہیئۃ شکل اوّل سے مضمون ہی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اِس تقریر پر غرض صدیقی یہ ہو گی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالفعل وفات پا چکے ہیں کیونکہ آپ رسُول ہیں اور جو رسُول پہلے گذرے، سب مر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سب رسُولوں کا مرجانا اِس کا مقتضی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالفعل ہی وفات پاویں کیونکہ یہ مقتضی تو ابتداء ولادت شریفہ سے موجود تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ پہلے سے وفات شریف متحقق ہوتی۔ دفع اِستعجاب مخاطبین میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ کا کُلیہ ہونا بلحاظ قبلیت کے ضرور نہیں اور باعتبار تحقق وفات کے اپنے اپنے اوقات میں جیسا کہ بالخصوص علی نبینا وعلیہ السلام کے لیے بعد النزول قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ بطریق کُلی صادق ہو گا۔ کوئی مُسلمان مسیح بن مریم کو حی قیوم وغیر ہالک نہیں سمجھتا۔ صاحب القول الجمیل نے اُمتِ مرحُومہ کو بعد انتساب اعتقاد ہذا ناحق مُشرک ٹھہرایا۔ دیکھو صـ ۶۸ قول جمیل۔ بعد اظہار مقصُود اِس آیۃ کے ناظرین اُس دھوکا سے جو مسلک العارف میں متعلق آیۃ ہذا کے مذکور ہے بچ سکتے ہیں۔ ۱۲ منہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ مخصوص البعض ہے یعنی ان آیات میں جو ذکر انسان کی پیدائش کا مادہ منی سے ہے۔ آدم کو شامل نہیں۔ بلکہ آدم کے باقی افرادِ انسانی کا حکم ہے۔ کیونکہ آدم کا ذکر علیحدہ ہو چکا۔ ایسا ہی آیۃ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے اور اس کے نظائر سے چونکہ مسیح کا اب تک زندہ رہنا ثابت ہو چکا تو پھر قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور اس کی نظائر سے مراد غیر مسیح ہوگا۔ اس آیت کی مفصل تشریح کتب تفاسیر میں ملاحظہ فرماویں۔ مؤلف ایام الصلح اور ان کے اتباع کو جو دھوکا یہاں پر دھوئے اور دلیل میں ہوا ہے وہاں پر مفصل مذکور ہے۔

**سوال**۔ آیۃ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ بغیر کرۂ زمین کے نوعِ انسانی کا مستقر اور مستودع یعنی قرارگاہ اور نہیں تو پھر مسیح بن مریم آسمان پر کس طرح بقیہ ایامِ حیوٰۃ بسر کر رہا ہے؟

**جواب**۔ کرۂ ارضی کا مستقر اور مستودع ہونا بطریقِ اصالت یہ منافی نہیں اس کی کہ بعض افرادِ بشری کو عارضی طور پر کسی اور کرہ میں رکھا جاوے جیسا کہ ملائکہ کے لیے موطنِ اصلی اور مقرِ طبعی افلاک ہیں معہذا زمین پر بھی عارضی آمد و رفت رکھتے ہیں۔ بالجملہ حصر جو مستفاد ہے تقدیم ظرف سے وہ اضافی ہے بہ نسبت استقرارِ اصلی کے۔ اور اختصاص جو مستفاد ہے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ سے اثر ہے جعلِ تکوینی کا جس کا مجعول الیہ عارض غیر لازم ہے اور اس صورت میں انفکاک مابین مجعول اور مجعول الیہ کے متصور ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ وَجَعَلَ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ مَعَاشًا جب کہ زید مثلاً ساری رات کسب وجہِ معاش میں گذارے اور دن نیند میں۔ دلیل عارضی ہونی مجعول الیہ یعنی حیوٰۃ فی الارض کے قصۂ ہبوطِ ابلیس کا اور بعد ازاں صعود اس کا بدلیل فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ الخ ہے۔ جب ابلیس بعد امرِ ہبوط کے پھر آسمان پر جا کر وسوسہ انداز آدم علیہ السلام کا ہوا تو بعض افرادِ نوعِ انسانی جن کا مادہ فطرتی نفخِ رُوح القدس کا ہو اُس کا صعود کس طرح ممتنع مانا جاتے۔

**سوال**۔ خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل ہے فاتِ مسیح پر۔ کیونکہ اگر مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہو، اور آخر زمانہ میں نزول فرماوے تو آپ کے بعد بھی اور نبی آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہے۔ اور اگر در رنگِ احاد اُمت آئے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علمِ ازلی میں جب وہ نبی ہے تو پھر بغیر نبوت کے کیسا نزول کرے گا۔

**جواب**۔ بعد نزول در رنگِ احادِ اُمت ہی اُتریں گے۔ علمِ ازلی کا مسئلہ سُنیئے۔ علمِ تابع معلوم کے ہوا کرتا ہے من حیث المطابقۃ یعنی جس طرح معلومات یعنی اشیاء موجود فی الواقع اپنے اپنے وقت میں موجود ہیں اسی طرح حق سبحانہٗ تعالیٰ ازل میں قبل از وجود اُن کے اُن کو جانتا ہے۔ اگر معلوم کا اتصاف کسی صفت کے ساتھ علی سبیل الاستمرار ہے تو اسی طرح اور اگر علی سبیل الانقطاع ہے تو اُسی طرح اُس کو جانتا ہے۔ مسیح بن مریم کی بلکہ کُل انبیاء کی نبوت اور رسالت چونکہ محدود بہ حدِ ظہورِ نبی پچھلے کے ہوتی ہے لہٰذا علمِ ازلی میں بھی بوصف محدودیت اور انقطاع معلوم ہوگا ورنہ جہل لازم۔

**سوال**۔ قصۂ عود ایلیاء بھی تاویل ہماری کا مثبت ہے یعنی ایلیاء کا دوبارہ دُنیا میں آنے کا ذکر جو صحیفۂ ملاکی باب ۴۔ اور آیت ۵ میں واقعہ ہے عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مراد ایلیاء کے آنے سے یہ تھی کہ اُس کا مثیل آئے گا سو وہ آگیا۔ یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام۔ باب ۱۱ انجیل متی۔ اسی طرح مراد نزولِ مسیح سے جو احادیث میں مذکور ہے میں ہوں یعنی مرزا صاحب۔

**جواب**۔ قصۂ عود ایلیاء اگر صحیح بھی مانا جائے تو آخر کار نظیر ہی بنے گی علتِ مثبت تو نہ ٹھہرے گی۔ دیکھئے لاکھوں نظیریں پیدائش افرادِ انسانی ہمارے زیرِ نظر ہیں۔ اور ہر روز دیکھنے میں آتا ہے کہ سب مادہ منی سے جو باپ کی اور ماں کے سینہ سے نکلتی ہے پیدا ہوتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ نظائر مع کثرت اپنی کے قانون کُلی کو ثابت نہیں کرتیں۔ دیکھو آدم اور حوا اور عیسیٰ علیہ السلام اس حکم سے خارج ہیں ایسا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ہی ایلیاء کا آنا در رنگِ ظہورِ یحییٰ یہ ایک نظیر کس طرح پر نزولِ مسیح کو در صورتِ ظہورِ مثیل ثابت کر سکتی ہے۔ یہاں تو جب آیت اور حدیث نے بالخصوص نزولِ مسیح بن مریم کو ثابت کیا تو پھر ایک نظیر کیا اگر لاکھوں بھی ہوں اثباتِ نزولِ مسیح در رنگِ صورتِ مرزا صاحب نہیں کر سکتے۔ اثباتِ احکام بشہادتِ نظائر یہ اُس صورت میں ہوتا ہے کہ بالخصوص نصوص وارد نہ ہوئی ہوں۔ وہ بھی حسبِ تخمین ظن نہ بر سبیلِ قطعیت جیسا کہ دلیلِ استقرائی کا شان ہے پھر میں کہتا ہوں۔ اگر بالفرض نظیر کو مثبت حکم علی سبیل القطعیت مانا بھی جاوے تو یہ نظیر ایلیاء یعنے ایلیاء کا قصہ جناب کے دعویٰ کو باطل کرے گی۔ اِس لیے کہ ایلیا کا آنا در رنگِ ظہورِ مثیل یعنی یحییٰ چونکہ مماثل اور مماثل لہ ہر دو نبی ہیں یہ نظیر اسی کو ثابت کرے گی کہ مثیلِ مسیح بھی نبیِ وقت ہو مثل یحییٰ علیہ السلام کے۔ آپ کو یا تو مثلِ یحییٰ علیہ السلام سلسلۂ انبیاء میں ثابت کریں یا دعویٰ مسیح موعود کرنے سے باز آئیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ مماثلت بین الامرین مشارکت فی جمیع الاوصاف کی مقتضی نہیں ہوتی تو ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکم بھی چونکہ من جملہ اوصاف ہے تو مشارکت فی الحکم کی کیا ضرورت ہے۔ ایلیا بہ ظہورِ مثیل اپنے یحییٰ کے نازل ہو۔ اور مسیح بن مریم بنفسہٖ نازل ہو کیا ضرورت ہے کہ کیفیتِ نزولِ ایلیا اور نزولِ مسیح بن مریم کی من جمیع الوجوہ ایک ہی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ آپ یہاں پر عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کو ہاتھ ڈال کر اپنے میں نبوت ثابت کریں گے مگر پھر بھی چھوٹنا مشکل ہے۔ کیونکہ وہی اشکال عود کرے گا یعنی اگر مشارکت فی جمیع الاوصاف من کل الوجوہ ضروری ہے تو اپنی ذات میں نبوت مثل یحییٰ کی پیدا کریں۔ ورنہ تو پھر اتحاد بھی ضروری نہیں۔ پھر سہ بارہ میں عرض کرتا ہوں کہ انجیل متی کے گیارھویں باب میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ وہی ایلیا موعود ہے۔ اور پہلے باب انجیل لوقا میں انکا یحییٰ کا مذکور ہے۔ تو اب مناسب یہ ہے کہ یحییٰ کا قول معتبر سمجھا جائے۔ کیوں کہ ہر شخص اپنے حال سے اچھی طرح واقف اور خبردار ہوتا ہے۔ بالخصوص جب نبی اور مُلہم من اللہ بھی ہو۔ اور اگر زائد نہ سمجھا جائے تو کم از کم دونوں کو مساوی ٹھہرا کر اذا تعارضا فتساقطا کا حکم لگانا ہوگا یعنی کوئی قابلِ احتجاج نہ رہے گا۔

اتنی تطویل اور تضیعِ اوقات محض آپ کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ ورنہ اہلِ اسلام کو بعد ازاں کہ ایک بات قرآن مجید سے بشہادتِ سیاق و تفاسیرِ صحابہ کے اور احادیثِ صحیحہ متواترہ المعنے سے معلوم ہو چکی ہو۔ اور خصوصاً وہ مقام جو خود منصف اور فیصلہ دہندہ اور دافع شکوک پہلوں کا ہو تو پھر ہم کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماعِ اُمت کو چھوڑ کر اسرائیلیات کی طرف کیوں متوجہ ہوں۔ کیونکہ یہ توجہ مقید ہے اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے ساتھ۔ آپ اختلافاتِ اناجیل سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ ہر وقت میں عرصہ دراز سے استعمال ہوتا رہتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ ازالہ اوہام اور ایام الصلح میں آثارِ صحابہ کو جو مروی باسانیدِ صحیحہ ہیں چھوڑ کر روایاتِ اناجیل کی طرف متوجہ ہو کر الٹا سارے اہلِ اسلام کو فرماتے ہیں کہ باعث اعراض ان علماء کا روایاتِ اناجیل سے کیا ہے۔ بھلا واقعۂ صلیب میں تحریف کرنے کا اہلِ کتاب کو باعث کون ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ واقعۂ صلیب تو بجائے خود رہا نبوتِ عیسیٰ علیہ السلام کو جو واقعی اور بغیر عناد مسلّمہ جانبین ہے اگر انجیلوں سے ثابت کرنا چاہیں تو مشکل پڑے گی۔ بغیر از رجوع قرآن کریم کی طرف چارہ نہ ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ یواقیم بن یوشیا نے جس وقت صحیفۂ ارمیا علیہ السلام کو جلایا تھا ارمیا علیہ السلام کے اوپر وحی نازل ہوئی کہ (کہتا ہے رب یواقیم ملک یہود کی ضد میں کہ اس میں سے ہرگز کوئی داؤد کی کرسی پر نہ بیٹھے گا اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اولادِ یواقیم میں سے ہے مطابق نسب مذکور کے انجیل متی میں تو چاہیئے کہ قابلِ جانشینی داؤد کے نہ ہو بحکم وحی ارمیا کے زندہ اٹھنا مسیح کا قبر سے۔ اور ایسا ہی واقعۂ صلیب اس میں جو اختلافات واقع ہیں آپ بخوبی جانتے ہوں گے۔ ایوب ساتویں باب درس نانویں میں اپنی کتاب کے کہتا ہے۔ ترجمہ فارسیہ ۱۸۴۵ء (ار پراگندہ شدہ نابود می شود ہمیں طور کسے کہ بقبرے رود برنمے آید) درس دہم (بخانہ اش دیگر برنخواہد گردید و مکانش دیگر دے را نخواہد شناخت) اور چودھویں باب کتاب اپنی میں درس تیسرے اور چودھویں میں کہتا ہے۔ ترجمہ فارسیہ ۱۸۴۵ء (انسان می خوابد و نخواہد برخاست مادامیکہ آسمان مونشود بیدار نخواہد شد و از خواب برنخواہد خواست۔ آدمی ہرگاہ بمیرد آیا زندہ می شود۔ الخ) اب یہ مسیح کے زندہ ہو کر اٹھنے کا قبر سے انکار کر رہا ہے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



دُوسرے عیسائی اس کو بعد تین دِن کے زندہ ہو کر آسمان کی طرف چڑھنے کے قائل ہیں۔ ایسا ہی واقعہ صلیب کے اِختلافات دُوسری جگہ ناظرین مُلاحظہ کر لیویں۔ اللہ جلّ شانہٗ نے اِس اُمّتِ مرحُومہ کو بطفیلِ حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اِختلافات سے جو یہُود اَور نصاریٰ میں چلے آتے تھے نجات بخشی جیسا کہ برأت مریم کی بیان فرمائی۔ ایسا ہی افترا یہُود کا قتلِ مسیح کے بارہ میں لغو ٹھہرا کر بیان امرِ واقعی کا فرمایا۔ کہ مسیح کو تو ہم نے حسبِ وعدہ اُن کے اِیذا سے بچا لیا یعنی آسمان کی طرف اُٹھا لیا۔ اُنہوں نے مسیح کی شبیہ کو صلیب پر چڑھا کر قتل کیا۔ بڑا افسوس ہے کہ آج تک اُمّتِ مرحُومہ آیات بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اَور ایسا ہی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اَور ایسا ہی وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ان سب کو صحابہ سے لے کر عُلماء زمان تک مکذّب عقیدہ یہُود اَور نصاریٰ ٹھہراتے رہے اَور پھر آج اُنہیں آیات کو جناب مرزا صاحب یہُود اَور نصاریٰ کے اقوال پر اُلٹا کر لے جاتے ہیں۔ اَب اِبنِ عباسؓ کا معنے اَور قول قابلِ اِعتبار نہیں رہا۔ چوتھی دفعہ پھر میں عرض کرتا ہُوں کہ قصّہ عُود ایلیا کے دو ٹکڑے ہیں ایک صعود ایلیا بجسدہ العنصری آسمان پر۔ اَور دُوسرا نزُول اُس کا بمعنے ظہُورِ مثیل اُس کے یعنی یحییٰ علیہ السّلام۔ پہلا ٹکڑا نظیر کامل صعُودِ مسیح کے لیے بجسدہ العنصری آسمان پر ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں مماثل شریک فِی النبوّت ہیں۔ اَور دُوسرا ٹکڑہ نظیر کامل نزولِ مسیح بمعنے ظہورِ مثیل یعنی مرزا صاحب نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اب فرمایئے کہ قصّہ صعود ایلیا نے عقیدہ کا فدا اہلِ اِسلام کو فائدہ بخشا یا آپ کو۔ بلکہ اُلٹا مُضر ہوا کیونکہ آپ صعُودِ بشر بجسدہ العنصری کو محالاتِ عقلیہ لانظیر لہا سے جانتے ہیں۔ ازالہ اَوہام کے صـ۳۶۹ میں آپ نزولِ مسیح کو فرع صعُود بجسدہ العنصری کی بنا کر اِس امر کا اِقرار کر چکے ہیں کہ ہم کو بعد ثبُوت صعُود بجسدہ العنصری کے نزول بجسدہ میں کوئی اِنکار نہ ہوگا۔ اب قصّہ عُود ایلیا اگر قابلِ تمسک ہے تو حسبِ اِقرار اپنے کے نزولِ مسیح کے بجسدہ العنصری قائل ہو جائیں۔ ورنہ تو اِستشہاد آپ کا اُس قصّہ سے کیا معنے رکھتا ہے۔ ہاں یہ ہے کہ اپنے لیے میٹھا اَور دُوسروں کے لیے کڑوا۔ اَور قصّہ صعود ایلیا بجسدہ العنصری میں ایلیا کی چادر کا گر جانا جو مذکُور ہے آپ اُس کو چھوڑ جانا بدن کا خیال فرماتے ہیں اِس تاویل کو باطل کرتا ہے اس چادر کا پانی پر مارنا اَور گذر جانا ندی سے جو اُسی قصّہ میں مذکُور ہے۔ کتاب سلاطین باب۲ درس ۸ اَور ایلیا نے اپنی چادر کو لیا اَور لپیٹ کے پانی پر مارا کہ پانی کے دو حصّے ہو کے اِدھر اُدھر ہو گیا اَور وے دونوں خشک زمین پر ہو کے پار ہو گئے۔ ۹ اَور ایسا ہوا کہ جب پار ہُوئے تب ایلیا نے الیسع کو کہا کہ اس سے آگے کہ مَیں تجھ سے جُدا کیا جاؤں مانگ کہ مَیں تجھے کیا دُوں۔ تب الیسع بولا مہربانی کر کے ایسا کیجئے کہ اُس رُوح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصّہ ہو۔ ۱۰ تب وُہ بولا تُو نے بھاری سوال کیا۔ سو اگر تُو مجھے آپ سے جُدا ہوتے ہوئے دیکھے گا تو تیرے لیے ایسا ہی ہوگا اَور اگر نہیں تو ایسا نہ ہوگا۔ ۱۱ اَور ایسا ہوا کہ جُونہی وے دونوں پڑھتے اَور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھ کہ ایک آتشی رتھ اَور آتشی گھوڑوں نے درمیان آ کے اُن دونوں کو جُدا کر دیا۔ اَور ایلیا بگولے میں ہو کے آسمان پر جا تا رہا۔ ۱۲۔ اَور الیسع نے یہ دیکھا اَور چلّایا۔ اَے میرے باپ میرے باپ اِسرائیل کی رتھ اَور اُس کی سارتھی سو اُس نے اُسے پھر نہ دیکھا اَور اُس نے اپنے کپڑوں پر ہاتھ مارا اَور انہیں دو حصّے کیا۔ ۱۳۔ اَور اُس نے ایلیا کی چادر کو بھی جو اُوپر سے گر پڑی تھی اُٹھا لیا اَور اُلٹا پھرا اَور یردن کے کنارے پر کھڑا ہوا۔ ۱۴۔ اَور وہاں اُس نے ایلیا کی چادر کو جو اُس پر سے گر پڑی تھی لے کے پانی پر مارا اَور کہا کہ خُداوند ایلیا کا خُدا کہاں ہے۔ اَور اُس نے بھی اس چادر کو جب پانی پر مارا تو پانی اِدھر اُدھر ہو گیا اَور الیسع پار ہوا۔

ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ جناب مرزا صاحب نے قصّہ ایلیا کو جو دلیل اپنے مدّعا کی یعنی نزُولِ مسیح بن مریم بمعنے ظہُورِ مثیل یعنی مرزا صاحب بنایا ہے۔ پہلا ٹکڑا اُس کا مُضر اُن کے پڑا۔ اَور دُوسرا ٹکڑا نظیرِ کامل نہ بن سکا۔ یہ عادت آپ کی فقط قصّہ ایلیا میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ نقل اَور استشہاد میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ اِبنِ عباسؓ کی تفسیر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر لے لیا اَور باقی کو چھوڑ کر یہ غل مچا دیا کہ ہمارے دعویٰ کی شہادت اِبنِ عباسؓ کی تفسیر رہی ہے۔ مرزا صاحب ازالہ اَوہام کے صـ۱۰۰ سے صـ۱۳۶ تک سُورۃ قدر اَور سُورۃ بیّنہ اَور سُورۃ زلزال کی تفسیر لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سُنّۃ اللہ اِسی طرح پر جاری ہے کہ خُدائے تعالیٰ کا کلام لیلۃ القدر ہی میں نازل ہوتا ہے اَور اس کا نبی لیلۃ القدر ہی میں دُنیا میں نزُول فرماتا ہے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



پھر بعد اس سُورت کے خُدائے تعالیٰ نے سُورۃ البیّنہ میں بطور نظیر کے بیان کیا کہ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ یعنی جن سخت بلاؤں میں اہلِ کتاب اور مُشرکین مُبتلا تھے اُن سے نجات پانے کی کوئی سبیل نہ تھی بجز اس کے کہ خُدائے تعالیٰ نے آپ پیدا کر دی کہ وُہ زبردست رسُول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جس کے ساتھ زبردست تحریک دینے والے ملائک نازل کیے تھے۔ پھر بعد اس کے آنے والے زمانہ کے لیے خُدائے تعالیٰ سُورۃ الزلزال میں بشارت دیتا ہے اور اِذَا زُلْزِلَتْ کے لفظ سے اِس بات کی طرف اِشارہ کرتا ہے کہ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو سمجھ لو کہ وُہ لیلۃ القدر اپنے تمام زور کے ساتھ پھر ظاہر ہوئی ہے اور کوئی ربّانی مُصلح خُدائے تعالیٰ کی طرف سے معہ ہدایت پھیلانے والے فرشتوں کے نازل ہو گیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَھُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ط یعنی اُن دِنوں کا جب آخری زمانہ میں خُدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مُصلح آئے گا اور فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائے گی یعنی طبیعتوں اور دِلوں اور دماغوں کو غایت درجہ تک مُجنبش دی جائے گی اور خیالات عقلی اور فکری اور سبعی اور بہیمی پُورے پُورے جوش کے ساتھ حرکت میں آ جائیں گے اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دے گی یعنی اِنسانوں کے دِل اپنی تمام اِستعدادات خفیہ کو منصہ ظہور لائیں گے اور جو کچھ ان کے اندر علوم و فنُون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عُمدہ عُمدہ دِلی و دماغی طاقتیں و لیاقتیں اُن میں مخفی ہیں سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی۔ اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مردِ مصلح کے ساتھ آسمان سے اُتریں گے ہر ایک شخص پر اُس کی اِستعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالیں گے یعنی نیک لوگ اپنے نیک خیال میں ترقی کریں گے اور بُرے بُرے خیالوں میں۔ اور مردِ عارف متحیر ہو کر اپنے دِل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں اِن لوگوں کو کہاں سے ملیں۔ تب اُس روز ہر ایک اِستعدادِ اِنسانی بزبانِ حال باتیں کرے گی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خُدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک اِستعداد پر بحسب اُس کی حالت کے اُتر رہی ہے۔ اور یہ ظہور و بُروز کا دائرہ پُورا ہو جائے گا تب خُدائے تعالیٰ کے فرشتے اُن تمام راست بازوں کو ایک گروہ کی طرح اکٹھا کر دیں گے اور دُنیا پرستوں کا بھی کھُلا کھُلا ایک گروہ نظر آئے گا تا کہ ہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لے۔ تب آخر ہو جائے گی۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بناء ابھی ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے لیے خُدائے تعالیٰ نے اِس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا انت اشد مناسبۃ بعیسٰی بن مریم واشبہ الناس بہ خَلقاً وخُلقاً وزمانًا۔ ہمارے عُلماء نے جو ظاہری طور پر اس سورۃ الزلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنوں میں سخت زلزلہ آئے گا کہ تمام زمین اُس سے زیر و زبر ہو جائے گی۔ اور جو زمین کے اندر چیزیں ہیں وُہ سب باہر آ جائیں گی اور اِنسان یعنی کافر لوگ زمین کو پُوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا تب اُس روز میں باتیں کرے گی اور اپنا حال بتلائے گی۔ یہ سراسر غلط تفسیر ہے۔ اِنتہیٰ۔

ناظرین! ذرا اِس کی تفتیش فرما دیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن پر یہ کلام پاک اُتری اُس کو کس طرح پر بیان فرمایا اور حاضرانِ مجلسِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے کیا سمجھا۔ اِبنِ عباسؓ فرماتے ہیں۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا ای تحرکت من اسفلھا واَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا یعنی القت ما فیھا من الموتیٰ یعنی یہی کرۂ ارض بعد نفخۂ ثانیہ قیامت برپا ہونے کے دن ہلایا جائے گا اور اپنے بوجھوں یعنی مُردوں کو باہر نکالے گا۔ قرآن کریم کی آیت یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ اور ایسے ہی دُوسری آیت وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَتَخَلَّتْ اِس معنے پر جو اِبنِ عباسؓ نے بیان فرمایا ہے شہادت دے رہی ہے۔ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو پھینک دے گی جو مثل ستونوں کے سونے اور چاندی سے ہوں گے۔ پھر قاتل اُس کو دیکھ کر کہے گا کہ اس کے لیے مَیں نے قتل کیا اور قاطع الرحم کہے گا اِس کے لیے میں نے قطع رحمی کی اور سارق آئے گا اور کہے گا اِس کے لیے مَیں نے اپنا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



ہاتھ کٹوایا ہے۔ پھر اُس کو چھوڑ دیں گے اور اس سے کچھ نہ لیں گے۔

حدثنا واصل بن عبد الاعلیٰ حدثنا محمد بن فضیل عن ابیہ عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم تلقی الارض افلاذ کبدھا امثال الاسطوان من الذھب والفضۃ فیجیئ القاتل فیقول فی ھذا قتلت ویجیئ القاطع فیقول فی ھذا قطعت رحمی ویجیئ السارق فیقول فی ھذا قطعت یدی ثم یدعونہ فلا یأخذون منہ شیئا (صحیح مسلم) وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ای استنکر امرھا بعد ما کانت قارۃ ساکنۃ ثابتۃ وھو مستقر علی ظھرھا ای تقلبت الحال فصارت متحرکۃ مضطربۃ قد جاءھا من امر اللہ تعالیٰ ما قد اعدہ لھا من الزلزال الذی لا عھد لھا عنہ ثم القت ما فی بطنھا من الاموات من الاولین والاٰخرین وحینئذ استنکر الناس امرھا وتبدل الارض والسمٰوٰت وبرزوا للہ واحد القھار۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ای تحدث بما عمل العاملون علی ظھرھا۔

یعنی قیامت کے دن زمین شہادت دے گی کہ میرے اُوپر زندگی کی حالت میں فلانے نے یہ کام کیا فلانے نے یہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بعد پڑھنے اِس آیۃ کے یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ کیا جانتے ہو تم کیا ہے اخبار اِس زمین کی صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول اعلم ہے۔ آپ نے فرمایا اخبار زمین کی یہ ہے جو شہادت دے گی ہر غلام اور لونڈی پر (یعنی ہر مرد و عورت پر جو غلام اور لونڈی ہیں خدائے تعالیٰ کی متعلق اُن اعمال کے جو اُنہوں نے اِس طبقۂ زمین کی پُشت پر کیے تھے۔ کہے گی فلاں عمل فلاں عمل فلاں دِن۔ یہ ہیں اخبار اس کے۔ قال الامام احمد حدثنا ابراھیم وحدثنا ابن المبارک وقال الترمذی وابو عبد الرحمٰن النسائی واللفظ لہ حدثنا سوید بن نصر اخبرنا عبد اللہ ھو ابن المبارک عن سعید بن ابی ایوب عن یحییٰ بن ابی سلیمان عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذِهِ الْاٰیَۃَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قال اتدرون ما اخبارھا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فان اخبارھا ان تشھد علی کل عبد وامۃ بما عمل علی ظھرھا ان تقول عمل کذا وکذا یوم کذا وکذا فھذہ اخبارھا ثم قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح غریب وفی معجم الطبرانی من حدیث ابن لھیعۃ حدثنی الحرث بن یزید سمع ربیعۃ الجدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تحفظوا من الارض فانھا امکم وانہ لیس من احد عامل علیھا خیرا او شرا الا وھی مخبرۃ۔

حاصل یہ ہے کہ زمین کا خیال رکھو اِس لیے کہ وُہ تمہاری ماں ہے اور بالتحقیق کوئی نہیں اُس پر عمل اچھا یا بُرا کرتا مگر وُہ زمین خبر دینے والی ہو گی۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔ قال البخاری اوحی لھا واوحی الیھا ووحی لھا ووحی الیھا لواحد وکذا قال ابن عباسؓ اوحی لھا ای وحی الیھا۔ وقال شبیب بن بشر عن عکرمۃ عن ابن عباسؓ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قال قال لھا ربھا قولی فقالت ابن عباسؓ آیۃ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین کو حکم کرے گا پھر وُہ باتیں کرے گی۔ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ای انواعا واصنافا مابین شقی وسعید ما مور بہ الی الجنۃ وما مور بہ الی النار لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ای لیعلموا ویجازوا بما عملوا فی الدنیا من خیر وشر ولھذا قال فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ یعنی سب لوگ موقف حساب سے قیامت کے دن لوٹیں گے تاکہ جزا اپنے اپنے اعمال کی جو دُنیا میں اُنہوں نے کیے تھے دکھائے جائیں۔ اِسی لیے فرمایا جو کوئی مقدار ایک ذرہ کا نیکی یا بدی کرے گا دُنیا میں، دیکھ لے گا اُس کو قیامت کے دن (تفسیر ابنِ کثیر و دُرِ منثور مع الاختصار) بعد اس کے بخاری اور مُسلم اور مسند امام احمد اور ابنِ جریر کی احادیث متعلق اِس آیۃ کے یعنی فَمَنْ یَّعْمَلْ الخ اِس تفسیر میں مذکور ہیں وہاں سے دیکھ لیں۔ سب کا خلاصہ ترغیب ہے عمل نیک پر تاکہ یوم الحساب کام آئے۔

ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہو گا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض سے جو اِس سُورۃ میں مذکور ہے یہی کرۂ زمین مُراد رکھا ہے اور اِسی زمین

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



کا متکلم ہونا باذنِ ربّ احادیثِ صحیحہ میں بیان فرمایا ہے۔ اور مُراد زلزلہ سے بھی جُنبش اِس کرّہ کی متکلم یعنی حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اور سامع یعنی آنحضرتؐ کے نزدیک ہے جیسا کہ آیۃ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ الخ میں بھی اِس کا ذِکر ہے۔ یہ وُہ تفسیر ہے جس کو مرزا صاحب سراسر غلط قرار دے چکے ہیں اَب رہا اِنصاف ناظرین پر خواہ مرزا صاحب کی تصدیق اَور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب (العیاذ باللہ) اِختیار کریں یا بالعکس جیسا کہ شایان اَور واجب ہے ہر مومن کو۔ اَب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے اِس تفسیر سے کیا فائدہ لینا چاہا ہے۔ وُہ میں عرض کر دیتا ہُوں۔ سُورۃ قدر میں جو لیلۃ القدر ہے اُس کو حسب زعم اپنے کے قیامت تک اِمتداد دیا۔ تا آپ کا نزُول بھی انبیاء کی طرح لیلۃ القدر میں متحقّق ہو۔ مگر یہ دونوں فقرے یعنی لیلۃ القدر کا اِمتداد قیامت تک اَور بہ نبی کا ظہُور لیلۃ القدر ہی میں ہوتا ہے اُن کے اپنے خانہ زاد اسرار میں سے ہے۔ پھر سُورۃ البیّنہ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ سخت بلاؤں سے نجات پانے کی سبیل اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی۔ وُہ کیا۔ البیّنہ خُدا کے ہاں سے آگیا۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ یعنی مرزا صاحب۔ بعد ازاں سُورۃ زلزال سے یہ ثابت کر دکھایا کہ سب کمالاتِ مودعہ نوعِ اِنسانی کے ظہُور میں آگئے۔ کسی کی حالت منتظرہ باقی نہیں رہ گئی تو پھر نزُولِ ملائکہ میں سرانجام دینے کے لیے اِس امرِ مہتم بالشان کے بذریعہ بندہ مصلح جس کا نزول لیلۃ القدر ممتدہ میں ہو گیا ہے کیوں توقف ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ لیلۃ القدر میں رسُول آگیا اَور دورہ کمالاتِ نوعِ اِنسانی بھی پُورا ہو چکا۔ فقط اِتنی ہی بات کہ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ مطبتمامہ ظہُور میں نہیں آئے مگر شرُوع ہی یعنی اہلِ سعادت اَور نیک فطرت اُس رسُول نذائرہ کے ساتھ اِیمان لا کر ایک جماعت اکٹھی ہو رہی ہے اَور اہلِ شقاوت اَور بدطینت اِنکار میں آکر دُوسرا گروہ حسب مضمون یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَھُمْ بن رہا ہے جس کی شان میں جناب مرزا صاحب ازالہ اَوہام کے صفحہ ۱۰۴ کی پہلی سطر کے اِبتداء میں یُوں لکھتے ہیں (اَور جو شرارت اَور شیطان کی ذُرّیّت تھے وُہ اِس تحریک سے خوابِ غفلت سے جاگ تو اُٹھے الخ) آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بمعاوضہ اِس فقرہ کے (شیطان کی ذُرّیّت) جزاء خیر عطا فرمائے۔

ناظرین کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ تفسیر مرزا صاحب کی بطریق مُشتے نمونہ خروارے ہے۔ باقی خود اِنصاف فرما دیں کہ یہ تحریف ہے کتاب اللہ اَور کتاب الرسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی یا بیان ہے بطونِ قرآن کا۔ پہلے بھی اہلِ باطن اسرار اَور اشارات کو بیان فرماتے رہے ہیں۔ اِقتباس الانوار کے صفحہ ۲۳۱ پر اسی سورۃ کی تفسیر ملاحظہ فرما دیں۔ مگر ظاہر قرآن کریم سے اِنکار کرنے والے کو مُلحد قرار دیتے رہے ہیں۔ بے شک وجوہ الفھم لاتنحصر فیما فھموہ وعلو اللہ لایتقید بما علموہ اِس کے ہم بھی قائل ہیں مگر قرآن کے ظہر اَور بطن دونوں کے ساتھ اِیمان رکھتے ہیں نہ یہ کہ تفسیر ظہر قرآن کی سراسر غلط قرار دی جائے۔ (العیاذ باللہ)

فی فتح البیان۔ یکون الضابط فی صحتہ ان لایرفع ظاھر المعانی المنفھمۃ عن الالفاظ بالقوانین العربیۃ وان لایخالف القواعد الشرعیۃ ولایباین اعجاز القرآن الی ان قال والافھو بمعزل عن القبول۔ دُوسری جگہ فتح البیان میں وکذالک اذا ثبت تفسیر ذلک الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فھو اقدم من کل شئ بل بحجۃ متبعۃ لایسوغ مخالفتھا لشئ اٰخر وتفاسیر علماء الصحابۃ المختصین برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یبعد کل البعد ان یفسر احد ھو کتاب اللہ ولم یسمع فی ذلک شیئا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فرض عدم السماع فھو احد العرب الذین عرفوا من اللغۃ دقھا وجلھا۔ انتھی۔

یعنی قبولیت معنی بطونِ قرآن کی شرط یہ ہے کہ مخالف ظاہر کی نہ ہو اَور سب سے مقدم اَور واجب القبول تفسیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی بڑی تعجب کی بات ہے کہ سارے قرآن میں تفسیر ابنِ عباسؓ کی سراسر غلط ٹھہری۔ اَور لفظ مُتَوَفِّیْکَ کے متعلق جو مُمِیْتُکَ ہے منظور ہُوئی وُہ بھی آدھی۔ اَور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے متعلق جو ابنِ عباسؓ سے باسنادِ صحیح تفسیر دُرِّ منثور میں مذکور ہے۔ اَور ایسا ہی بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ اَور وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ اَور وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ اَور احادیثِ نزُول جو ابنِ عباسؓ سے مروی ہیں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



اور تفسیر سورۂ قدر اور سورۂ بینہ اور سورۂ زلزال بلکہ جن جن مقامات میں آپ متفرد ہیں یہ سب متروک۔ اسی وجہ سے کہ آپ کے مطلب کے برخلاف ہیں۔ اکثر اعتراضات جناب مرزا صاحب کے جو باستشہاد آیات عقیدہ اجماعیہ پر انہوں نے کیے تھے جواب اُن کا لکھ چکا ہوں بقیہ اعتراضات بہ نسبت اُن کے بہت ہی لغو ہیں۔ ناظرین ادنیٰ توجہ سے دھوکا اُن کا سمجھ لیں گے۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا مناسب سمجھ کر اختتام ایک دو بات ضروری پر کیا جاتا ہے۔

ایک تو بہ نسبت احادیثِ نزول اور خروجِ دجال کے جو مرزا صاحب نے منجملہ مکاشفاتِ اجمالیہ کے ٹھہرا کر واجب التاویل قرار دی ہیں۔ کہتا ہوں کہ اس کی تحقیق دوسری جگہ ملاحظہ فرمالیویں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیثِ نزول اور خروجِ دجال مکاشفاتِ تفصیلہ میں سے ہیں جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے مکاشفاتِ تفصیلہ میں آں حضرت صلعم نے جس جس شخص کو بقیدِ نام جس طرح فرمایا ہے اُسی طرح ظہور میں آیا۔ سرِ مو بھی تفاوت نہیں ہوا۔ پیشین گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر کی وضاحت کے متعلق دوسرے مقام پر فرماویں۔ اس دھوکا میں بھی ایک رکن ایمان کا بلکہ سارا ایمان زائل ہوتا ہے۔ اور احادیثِ نزول اور خروج کو مکاشفۂ اجمالی پر در رنگ دیکھنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وبا کو بصورتِ عورت جو گرد اگرد مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفاً) کے پھر رہی تھی خیال نہ کرنا مکاشفہ اجمالی تعبیر طلب ہوتا ہے بخلاف تفصیلی کے۔ اور تعبیر میں اگرچہ وقوعِ خطا ممکن ہے مگر بقاء علی الخطا نبی کی عصمت کو باطل کرتا ہے۔ بناءً علیٰ ہذا بالفرض اگر احادیثِ نزول اور خروج مکاشفہ اجمالی کے قبیل سے بھی ہوں تو ساری عمر آپ کا باقی رہنا خطا فی التعبیر پر (العیاذ باللہ) آپ کی عصمت میں حارج ہوگا۔

دوسرا یہاں پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں اور اُن کے ظہور کو زیرِ نظر رکھنا بہت کارآمد ہے بہ نسبت اس کے کہ ابنِ مریم سے مثیل اُن کا مراد لینے پر قصۂ ایلیا شاہد لایا جاوے۔ کیونکہ اوّل تو وہ بباعثِ تناقض قولِ یحییٰ اور عیسیٰ کے قابلِ اعتبار نہیں۔ دوسرا ہم کو آپ کی پیشین گوئیوں سے نظائر کا ملاحظہ آپ ہی کے کلام سمجھنے کے واسطے ازبس ضروری ہے۔ اُمِّ حرامؓ جو ایک صحابیات میں سے ہے روایت کرتی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ سے بیدار ہوئے حالتِ تبسم میں مَیں نے عرض کی کہ باعثِ تبسم کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں متعجب ہوں اپنی اُمت کے ایک گروہ سے جو بادشاہوں کی طرح تختوں پر سوار ہوں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے خدا سے دعا مانگیں کہ مجھ کو بھی اُن میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا تو اُنہی میں سے ہے۔ (بخاری عن انسؓ بن مالک) اس پیشین گوئی کا ظہور امیر المومنین عثمانؓ کے عہد میں بوقت فتح ہونے جزیرہ قبرص کے واقع ہوا۔ اُن ایام میں اُمِّ حرامؓ عبادہؓ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ اُمِّ حرامؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے سُنا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے میری اُمت میں سے ایک لشکر غزوہ دریا کا کریں گے اور اُن سے عمل جنت کا واجب کرنے والا صادر ہوگا۔ اُمِّ حرامؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی مَیں بھی اُن میں سے ہوں یا رسولؐ اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تو اُن میں سے ہے۔ بعدہٗ آپؐ نے فرمایا میری اُمت میں سے ایک لشکر غزوہ قیصر کے شہر کا کریں گے اور اُن کو مغفرت دی جائے گی۔ میں نے عرض کی میں اُن میں سے ہوں یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا آپؐ نے نہ (بخاری عن عمیر بن الاسود العنسی) حضرت عثمانؓ کے حق میں آپؐ نے فرمایا افتح لہ یعنی اُس کے لیے دروازہ کھول دے اور اُس کو جنت کی بشارت دے ایک مصیبت پر جو اُس کو پہنچے گی (بخاری و مسلم) ذکر کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو۔ پھر حضرت عثمانؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ اُس فتنہ میں بحالتِ مظلومی قتل کیا جائے گا۔ (ترمذی) آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ تو سورۂ بقرہ کے پڑھتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور تیرے خون کا قطرہ اس آیت پر پڑے گا۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (حاکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے ساتھ بحالتِ تنہائی ایامِ مرض شریف میں گفتگو فرمائی حضرت عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوا (ابنِ ماجہ) علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ عہد کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ وفات پائے گا تو جب تک امیر نہ کیا جائے گا۔ اور پھر رنگین کی جائے گی یعنی ریش اس کے خون سے یعنی سر کے۔ (احمد) آپؐ نے امہات المومنین میں سے ایک کے شان میں فرمایا۔ کیف اصل الکن

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



اذا نبحت علیھا کلاب الحوأب یعنی کس طرح پر ہوگا حال ایک کا تمہارے میں سے جب آواز کریں گے اس پر کتے پانی بنی عامر کے جس کا نام حوأب ہے۔ (ابوبکر و ابویعلیٰ و احمد وغیرہم) اور یہ لفظ ابویعلیٰ کا ہے۔ حضرت عائشہؓ کو جب حوأب کے کتوں کی آواز آئی تو پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ پانی ہے بنی عامر کا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ لوٹاؤ مجھ کو۔ لوٹاؤ مجھ کو۔ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قائم ہوگی قیامت جب تک نہ لڑیں گے دو گروہ بھاری جن کے مابین قتل عظیم واقع ہوگا اور دعوے دونوں کا ایک ہی ہوگا۔ (بخاری و مسلم ابوہریرہؓ) یہ اشارہ ہے واقعہ صفین کی طرف اور (دعویٰ اُن کا ایک ہی ہوگا) اشارہ اس کی طرف کہ اہل شام نے قرآن کو اٹھا کر کہا تھا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان میں یہ قرآن ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا تھا۔ یہ قرآن صامت یعنی خاموش اور میں بولنے والا ہوں ایسا ہی آپؐ نے واقعہ نہروان سے خبر دی اور وہ حدیث متواترہ ہے اور علیؓ اس واقعہ میں بروقت معائنہ پیشین گوئی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعینہٖ بغیر تفاوت سر مُوئے کے فرماتے تھے۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری) یہ وہ واقعہ ہے جس میں آپؐ نے وقت بیان پیشین گوئی کے علامت اس کی ایک سیاہ کا ہونا ناقص ہاتھ والا جس کے ہاتھ میں کالے بال ہوں گے) ذکر کی علیٰ ہذا القیاس آپؐ نے امام حسنؓ سے اور ایسا ہی مقتول ہونے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور واقعہ حرہ سے اور خروج عبداللہ بن زبیر سے۔ اور خروج بنی مروان سے۔ اور خلافت عباسیہ سے خبر دی۔ حذیفہ کہتا ہے کہ قسم کھاتا ہوں ساتھ اللہ جل شانہٗ کے کہ نہیں چھوڑا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مفاسد کے پیشواؤں سے دنیا کے تمام ہونے تک۔ اور پہنچتا ہے عدد اُن کا جو ساتھ اس کے ہوں گے تین سو سے زائد کو مگر یہ کہ خبر دی ہم کو اس کے نام اور اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلہ کے نام سے۔ (ابوداؤد) اور خبر دی آپؐ نے ترکوں کی بادشاہی سے (طبرانی و ابونعیم۔ ابن مسعود) اور ہلاکو خان کے واقعہ سے خبر فرمائی (خصائص) اور فرمایا آپؐ نے سراقہ بن مالک کو جو ایک اعرابی تھا اُس کے دونوں باندوں کو ملاحظہ فرما کر۔ گویا دیکھ رہا ہوں میں جو تو نے کنگن کسریٰ کے اور کمربند اُس کا اور تاج اُس کا پہنے ہیں امیر المومنین عمرؓ کی خلافت میں ایسا ہی وقوع میں آیا۔ (ازالۃ الخفا) آپؐ نے مدینہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر فرمایا۔ ھل ترون ما اری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر۔ کیا تم دیکھتے ہو جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں محل وقوع فتنوں کے تمہارے گھروں کے درمیان مثل محل گرنے قطرات کے (بخاری۔ اسامہ بن زید) اور فرمایا آپؐ نے ایک یہودی کو بنی ابی الحقیق میں سے کیسا حال ہوگا تیرا جس وقت نکالا جائے گا تو خیبر سے اور اونٹنی تیری بھگا لے جائے گی تجھ کو راتوں پے در پے آنے والیوں میں امیر المومنین عمرؓ نے اسی پیشین گوئی کے صدق پر اعتماد فرما کر اُس کو خیبر سے خارج کیا۔ اس نے عذر کیا کہ ابوالقاسم نے ہم کو خیبر میں قائم رکھا اور آپ ہم کو نکالتے ہو۔ عمرؓ نے اسی آپؐ کے فرمان کو بیان فرمایا کہ میں نہیں بھولا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اُس نے کہا یہ آپؐ نے بمنسی کے طور پر کہہ دیا تھا۔ عمرؓ نے غصہ میں آکر فرمایا کذبت یا عدو اللہ یعنی جھوٹ کہا ہے تو نے اے دشمن اللہ کے۔ ناظرین اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ عمرؓ اور ایسے ہی اور اصحاب کرام آپؐ کی پیشین گوئیوں کو ظاہری معنوں پر حمل فرماتے تھے اور بے وجہ تاویل اُس یہودی کی طرح موجب غضب صحابہ کرام تھی۔ اسی طرح پر اور بہتیری پیشین گوئیاں آپؐ کی ہیں جو بلا تکلف اور بلا تاویل ظہور میں آئیں۔ اور وہ دوسرے مقام پر ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

ناظرین پر ظاہر ہے کہ ان پیشین گوئیوں میں اُم حرامؓ اور عثمانؓ اور حسینؓ وغیرہ وغیرہ جو بتصدیق اسامی مذکور ہیں کوئی تاویل طلب نہیں۔ گو کہ بعض فقرات ماسوائے اسماء کے جو در رنگ استعارہ ہیں۔ اور ارادہ معنی حقیقی وہاں پر متعذر ہے تعبیر طلب ہیں۔ وقوع تاویل بعض فقرات میں موجب تاویل کا سب کلمات میں نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بناء اس کی تعذر ارادہ حقیقت پر ہے۔ الغرض پیشین گوئیاں مذکورہ اور سب پیشین گوئیاں جن کو مرزا صاحب معنی تاویلی پر شاہد لائے ہیں کوئی ان میں سے شہادت اس کی نہیں دیتی کہ اسامی مذکورہ فی الاحادیث میں تاویل بمثیل واقع ہے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



بلکہ مُراد آپؑ کی وُہی اشخاص ہیں جن کے نام ذِکر کیے گئے۔ اَور بروقت ظہُور پیشین گوئی کے بھی اُنہیں کا حال ظاہر ہوا۔ خلافتِ عُثمانیہ اگرچہ عالمِ مثال میں برنگِ قمیص نظر آئی۔ مگر عثمانؓ وُہی عثمان ہیں نہ کوئی اَور مثیل اُن کا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ مجدّدِ وقت ازالہ اَوہام میں (جس کو ازالہ اَوہام کہنا مُناسب ہے) لکھتے ہیں کہ جب چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر ایسی ہوا ہے کہ اس میں اِنسان زندہ نہیں رہ سکتا تو حضرت عیسیٰؑ کیوں کر اُٹھائے گئے۔ اَور اُتارے جائیں گے۔ متعجب ہوں کہ وُہ قادر قوی جس نے نصُوص میں اپنی قدرتِ شاملہ سے خبر دی ہے اَور کتنے ہی اُمُور کا وقوع جن تک ہمارے عقلِ ناقص کی رسائی ناممکن ہے بیان فرمائی آیا وُہ بھی دفع اِیذاء ہوائی پر قدرت نہیں رکھتا۔ اصحابِ کہف کو کس طرح پر تین سَو نو ۳۰۹ سال تک سُلایا اَور قیامت تک اسی طرح رہیں گے۔ بائیبل کو ملاحظہ فرمایئے۔ نوُح علیہ السّلام کی کشتی ستر ہزار فٹ کی بلندی سے بھی زیادہ اُونچائی پر تھی جس میں انواع حیوانات موجُود تھے۔ وُہ سب کے سب کس طرح زندہ رہے۔ ازالہ اَوہام کے صفحہ ۷۲۱ سے ۷۲۵ تک یہ بیان فرمایا ہے کہ اعدادِ آیت وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ کے ۱۲۷۴ ہوتے ہیں۔ اَور یہی زمانہ فِی الحقیقت ضعفِ اِسلام اَور خرُوجِ دجّال کا بھی ہے۔ خُدائے تعالیٰ فرماتا ہے جب وُہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اُٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اُس زمانہ سے قرآن اُٹھایا گیا اَب میں اُن حدیثوں کے مُطابق جن میں لکھا ہے کہ ایک مرد فارسی الاصل دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ہوگا میں قرآن کو لے آیا ہُوں۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ مگر پہلے یہ تو فرمایئے کہ آیات کو آپ مُبیّن مُراد باعدادِ جفری ٹھہراتے ہیں یا بوضعِ لُغتِ عربیہ۔ ظاہر ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ دال ہے اِس پر کہ دلالتِ وضعیہ معتبر ہے بیان معتبر شارع میں نہ اعدادِ جفری۔ ہر ایک شخص ادنیٰ تامّل سے سمجھ سکتا ہے کہ مثلاً آیۃ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ دلالت ظہُورِ فساد پر جنگل اَور دریا میں بحسب اعداد اِس آیۃ کے نہیں کرتی۔ کیونکہ اعداد اس کے مُطابق حساب جمل ۱۸۴۶ ہیں تو چاہیئے کہ قبل از ۱۸۴۶ کے ظہورِ فساد نہ ہوا ہو۔ ایسا ہی اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ مِن حیث الاعداد فرضیّتِ نماز پر دلالت نہیں کرتی بایں معنے کہ فرضیّت نماز کی ۷۰۹ سال میں جو عدد ہیں اس آیۃ کے وقوع میں آئے اَور قبل اِس کے نماز فرض نہ ہو۔ علاوہ اس کے اعداد کی تمیز میں بھی کوئی برسوں کا ہونا ضرُوری نہیں یعنی اِس پر کوئی دلیل نہیں کہ ۱۸۴۶ سال ہی ہوں نہ کوئی اَور چیز۔ ایسا ہی تقرّرِ تاریخ ہجری کا منصُوصی نہیں۔ اَور جس آیت کو مرزا صاحب نے ذِکر فرمایا ہے یعنی وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ معنے اِس کا ماقبل اَور مابعد کے ملاحظہ سے بخوبی ناظرین پر ظاہر ہو جائے گا۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

ترجمہ۔ ہم نے آسمان سے پانی موافق اندازہ کے اُتارا اَور ہم اس کے دُور کر دینے پر قادر ہیں۔ پھر ہم نے پانی سے تمہارے لیے کھجُوروں اَور انگُوروں کے باغ بنائے۔ اُن باغوں میں بہت میوے ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔

قرآن مجید کا تو آیت میں ذِکر ہی نہیں پانی مذکُور ہے جس کی طرف دونوں ضمیریں راجع ہیں بطونی طور پر اگر مُراد مار سے قرآنِ کریم بھی لیا جاوے تو پھر بھی اُٹھایا جانا اُس کا آسمان کی طرف ۱۲۷۴ھ ہجری میں جب ثابت ہوگا کہ تمیز اعداد کی بالخصُوص سال ہی لیویں گے اَور لَقَادِرُوْنَ سے جس کا معنے فقط قُدرت رکھنے کا ہے معنے یہ لیویں کہ سنہ مذکُورہ میں بالفعل متحقّق کرنے والے ہیں۔ یہ دونوں امر بلا دلیل تسلیم نہیں کیے جاتے۔ بالفرض اگر اُٹھایا جانا قرآنِ کریم کا آیۃ مذکُورہ سے مانا جائے تو پھر دوبارہ لانا اُس کا زمین پر کسی آیت سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب کو الزامی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف مسیح کی طرح قرآن سے ثابت ہو گیا۔ بعد اُس کے اُترنا اُس کا دُنیا میں فقط حدیث سے بسبب نہ قطعی ہونے اُس کے ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب احادیثِ متواترہ نے بقول آپ کے کام نہ دیا تو ایک حدیث کس طرح آسمان پر چڑھے ہُوئے قرآن کو اُتار سکتی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ حدیث بھی کسی طرح آپ کے مدعا پر شاہد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث لو کان الایمان معلّقًا عند الثریا لنالہ رجل من فارس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمائی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



تھی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا تو میرے اصحاب میں سے ایک شخص ایسا موجود ہے کہ اس کی طلب وہاں تک کرتا۔ تو وہ شخص سلمانؓ فارسی ہیں۔ جن کی سوانح عمری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شک وہ ایسے ہی شخص تھے جنہوں نے ابتداء جوانی سے پیری تک دینِ حق کی تلاش میں عمرِ عزیز کو صرف کیا آخر الامر بعد مشرف باسلام ہونے اُن کے آپؐ نے فرمایا اِسلام اَور دینِ حق کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں بھیج دیا۔ اگر آسمان پر بھی ہوتا تو یہ مرد فارسی الاصل کی تلاش ایسی ہے کہ ضرور کامیاب ہوتا۔ مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہی قرآن کریم کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف فرماتے ہیں۔ حالانکہ حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۴۲ پر یہ حدیث منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ اَور چالیس۴۰ سال تک قیام کریں گے۔ کتاب اللہ اَور میری سُنّت پر عمل کریں گے۔ پھر موت پائیں گے۔ مسلمان حضرت عیسےٰؑ کی جگہ ایک شخص کو قبیلہ بنی تمیم سے جس کا نام مُقْعَد ہوگا خلیفہ بنائیں گے۔ جب وُہ بھی مرجائے گا تو اس کی وفات کے بعد بیس سال نہ پُورے ہُوئے ہوں گے کہ لوگوں کے سینوں میں سے قرآن اُٹھایا جائے گا۔ رواہ ابُوالشیخ عن ابی ہریرۃ مرفوعا۔ اِس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعُود نہیں۔

---

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



# اَحَادِیثِ خُرُوجِ دجّال

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال ماسال احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدجال مما سألتہ وانہ قال لی ما یضرک۔ قلت انھم یقولون ان معہ جبل خبز ونھر ماء قال ھو اھون علی اللہ من ذٰلک (بخاری مسلم)

ترجمہ۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ کسی نے دجال کے بارہ میں مجھ سے بڑھ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا۔ اور آپ نے مجھ کو فرمایا۔ تجھے ضرر نہ دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اُس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا آپ نے وُہ خدا کے ہاں حقیر تر ہے اس سے یعنی وُہ خُدا کے ہاں اِتنی رفعت اور منزلت نہیں رکھتا جو اُس کے پاس فِی الواقع روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر موجُود ہو۔ بلکہ یہ چیزیں محض خیال ناظرین میں دِکھلائی دیں گی۔ اِس میں اِمتحان اور اِبتلا ہوگا۔ مومن اپنے اِیمان پر ثابت رہے گا اور کافر لغزش کھائے گا۔ اِس کا یہ معنے نہیں کہ اس کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں گی۔ (مُلّا علی قاری) اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ذِکر دجال کا چرچا صحابہ میں بہت تھا جیسا کہ انھم یقولون سے معلوم ہوتا ہے۔

دُوسرا۔ دجّال کا ایک شخص معیّن ہونا۔ نہ یہ کہ کسی جماعت کا نام ہو۔ ورنہ آپ باوجُود کثرتِ سوال مغیرہؓ کے جس سے مقصُود اس کا غایت توضیح ہے اِس امر کی تشریح سے اعراض نہ فرماتے۔ عن عبداللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی ابن صیاد عبداللہ بن عُمرؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعتِ صحابہ کے ساتھ جس میں عمر بن الخطاب بھی تھے اِبن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ وُہ اُس وقت بنی مغالہ کے محلّوں کے پاس لڑکوں میں کھیل رہا تھا اور اُن ایام میں بلُوغت کے قریب تھا۔ اُس کھیل کی حالت میں آپ کے تشریف لے جانے سے غافل تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مُبارک اُس کی پیٹھ پر مارا۔ اور فرمایا۔ کیا تُو اِس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں خُدا کا رسُول ہُوں۔ اُس نے دیکھ کر کہا۔ مَیں اِس امر کی شہادت دیتا ہُوں کہ آپ امیین کے رسُول ہیں (یعنی عرب کے) پھر ابن صیاد نے کہا۔ کیا تم شہادت میری رسالت پر دیتے ہو۔ پھر آپ نے اُس سے قطع کلام کیا۔ اور فرمایا اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ۔ پھر ابن صیاد سے پُوچھا کیا معلوم ہوتا ہے تجھ کو۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو خبر دینے والا کبھی سچ بولتا ہے کبھی جھُوٹ۔ آپ نے فرمایا تجھ پر سچ اور جھُوٹ مِل گیا ہے۔ فرمایا آپ نے میں نے تم سے کوئی چیز پوشیدہ کر رکھی ہے۔ آپ نے یہ آیت چھپا رکھی تھی۔ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ۔ اُس نے کہا دُخ ہے۔ آپ نے فرمایا اِخْسَأْ دُور ہو تُو (یہ کلمہ عرب زجر اور کسی کو ڈانٹنے کے وقت بولتے ہیں) ہرگز نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے عُمرؓ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ آپ مجھ کو اِذن اِس کی گردن مارنے کا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ لڑکا اگر وُہ ہے تو تُو اس پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وُہ نہیں تو اس کے قتل میں تجھ کو کچھ فائدہ نہیں۔

راوی حدیث کا ابن عُمر کہنا ہے بعد اس کے تشریف لے گئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بن کعب انصاری باغ خُرما میں جس میں ابن صیاد تھا۔ آپ خُرما کے درخت کے پیچھے چھپتے تھے اور چاہتے تھے کہ اِبن صیاد سے کچھ سُنیں قبل اس کے کہ وُہ آپ کو دیکھے۔ اور وُہ اپنے بستر پر کپڑے میں لیٹا ہوا تھا اور خفی سی آواز کر رہا تھا۔ ابن صیاد کی والدہ نے آپ کو خُرما کے درخت کے پیچھے چھپے ہُوئے دیکھ لیا اور ابن صیاد کو کہا کہ اَے صاف (یہ اُس کا نام تھا) یہ محمدؐ ہیں۔ پھر رُک گیا۔ یعنی اپنی گنگناہٹ سے۔ آپ نے فرمایا۔ کاش کہ! اگر چھوڑ دیتی تو اِس کو

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



تاکہ کچھ بیان کرتا۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کھڑے ہوکر باری تعالیٰ کی ثناء کہی پھر ذکر کیا دجال کو اور فرمایا سب انبیاء نے اپنی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو خوف دلایا۔ ولکن میں تم کو اس کے بارہ میں ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے نہیں کی۔ جان لو کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ (بخاری مسلم)

جاننا چاہیئے کہ پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض علامات دجال کے جن کا آپ کو علم تھا اصحاب کرام کے سامنے بیان فرمائیں۔ جو منطبق ہوتی تھیں ابن صیاد پر یعنی آپ نے فرمایا تھا کہ دجال کے ماں باپ کے گھر تیس برس تک اولاد نہ ہوگی۔ بعد ازاں ایک لڑکا کانا بڑی بڑی داڑھوں پھلیوں والا پیدا ہوگا کم منفعت۔ اس کی آنکھیں سویا کریں گی اور دل جاگتا ہوگا۔ اس کا باپ قد کا لمبا خشک ہوگا چونچ جیسی اس کی ناک ہوگی۔ اس کی والدہ موٹی چوڑی لمبی ہوگی (رواہ فی شرح السنۃ) ابوبکرہ صحابی کہتے ہیں ہم نے سنا کہ مدینہ کے یہود میں ایسا ہی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں اور زبیر بن العوام مل کر گئے۔ سب علامات اس میں اور اس کی والدہ میں ویسی ہی پائیں جیسی کہ آپ نے فرمائی تھیں۔ یہ حلیہ دجال جس سے آپ نے پہلے خبر دی تھی جب صحابہ نے ابن صیاد پر بمعہ والدین اس کے منطبق پایا تو یقین کر لیا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اس لیے عمرؓ نے اس کے قتل کرنے کی اجازت مانگی مگر آپ نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا ان یکن ھو فلست صاحبہ وانما صاحبہ عیسٰے بن مریم والا یکن ھو فلیس لک ان تقتل رجلا من اھل العھد۔ یعنی اگر یہ دجال ہے تب تو تو اس کا قاتل نہیں بغیر عیسٰے ابن مریم کے قاتل اس کا اور کوئی نہیں اور اگر یہ ابن صیاد دجال نہیں تو اہل ذمہ میں سے ایک شخص کا قتل کر دینا تم کو سزاوار نہیں۔

اس حدیث سے ایک تو دجال کا شخص معین ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا ابن صیاد کی طرف یہ دلیل ہے دجال کے شخص معین ہونے کی۔ اگر دجال عبارت قوم دغاباز وغیرہ سے ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں تو آپ ابن صیاد کی طرف بخیال اس کے کہ شاید دجال ہو کیوں جاتے۔ دوسرا یہ بھی ظاہر ہوا کہ دجال کا قاتل بغیر عیسٰے بن مریم کے اور کوئی نہیں۔ مرزا صاحب ابن صیاد کو دجال معہود ٹھہرا کر مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفا) میں مار کر مدفون سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ازالہ میں اسی امر کو حضرت عمرؓ کے حلفی بیان سے اور ابن عمرؓ کے اس قول سے کہ ما اشک ان المسیح الدجال ابن صیاد ثابت کیا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔ کیونکہ مسیح کو دجال شخصی کا قاتل ہونا چاہیئے اور دجال باعتقاد مرزا صاحب تیرہ سو سال پہلے آپ یعنی مرزا صاحب سے فوت ہو چکا ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مراد قتل دجال سے یہی معنے ظاہری قتل کا ہے یعنی ظاہری سبب سے مار دینا نہ دلائل کے ذریعہ سے مغلوب کر لینا۔ شاید اس کا اذن طلبی ہے عمرؓ کی ابن صیاد کے قتل کے بارہ میں اور آپ کا بیان کہ قاتل اس کا عیسٰے بن مریم ہوگا تو اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ اگر قتل سے مراد مزعوم مرزا صاحب ہوتا تو آپ یوں فرماتے کہ اے عمرؓ! دجال کو تو دلائل اور بینات سے ساکت کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اس کو جان سے مارا جائے۔

ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ بیان حلفی عمرؓ کا ابن صیاد کے دجال ہونے میں اور ایسا ہی عبداللہ بن عمرؓ کا مقولہ کہ ما اشک الخ یعنی میں شک نہیں کرتا ہوں ابن صیاد کے دجال ہونے میں۔ یہ دونوں اسی بنا پر تھے جو اوپر بیان کی گئی یعنی منطبق ہونا علامات مبینہ کا ابن صیاد پر۔ بعد ازاں جب ان کو اور علامات بھی بہ تعلیم ربانی بتلائے گئے مثلاً اس کا زمین مشرق وارض خراسان سے نکلنا۔ مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفا میں داخل نہ ہو سکنا۔ ک۔ ف۔ ر۔ پیشانی پر لکھا ہوا ہونا اور مقتول ہونا اس کا مسیح ابن مریم کے ہاتھ سے۔ تو عمرؓ اس پہلے عقیدہ سے باز آ گئے۔ مرزا صاحب ازالہ میں بیان حلفی عمرؓ سے جس کی بنا ان کے زعم پر تھی استدلال ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر پکڑتے ہیں۔ تعجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک فرمان کا یعنی وانما صاحبہ عیسٰے بن مریم کا کچھ خیال نہیں فرماتے۔ ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر زور لگانا مرزا صاحب کا اسی لیے ہے کہ کوئی یہ سوال نہ کرے کہ قبل از ظہور مسیح بن مریم دجال کا وجود چاہیئے بتائیں وہ کہاں ہے۔ مگر خیال یہ نہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



فرماتے ہیں اور مزعومی قولِ عمرؓ کو جس سے عمرؓ بھی بعد استماع قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باز آگئے تھے محکم پکڑ لینا اور بحکم وانما صاحبہ عیسٰے بن مریم کے مرے ہوئے دجال کو زندہ ماننا اور پھر اس کے لیے ان امور کا جائز رکھنا جو عیسٰیؑ بن مریمؑ کے لیے ناجائز قرار دیئے گئے تھے یعنی اتنی مدت تک زندہ رہنا باوجود عدم تغیراتِ جسمانیہ کے یا اپنے مسیح موعود سے ہاتھ دھونا یہ اتنے بڑے مفاسد کس کو اٹھانے پڑے۔ عمرؓ کا ابنِ صیاد ہی کے دجال ہونے سے بعد بیان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باز آنا اس حدیث سے بھی ثابت ہے جو ابنِ عباس سے مروی ہے۔ قال خطب عمر بن الخطاب وکان من خطبتہ وانہ سیکون من بعد کم قوم یکذبون بالرجم و بالدجال وبالشفاعۃ وبعذاب القبر الخ حضرت عمرؓ کا خطبہ میں یہ فرمانا کہ تمہارے پیچھے پیدا ہوگا ایک گروہ جو رجم اور دجال اور شفاعت اور عذابِ قبر کا منکر ہوگا۔ عہدِ خلافت اپنی میں اور احادیثِ دجال کی صحت میں تاکید فرمانی دلیل ہے ابنِ صیاد کے دجال نہ ہونے پر (اخرجہ احمد) یہ بھی ایک پیشین گوئی ہے عمرؓ سے درباره پیدا ہونے معتزلہ اور نجریہ اور مرزائیہ کے۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ جس شے کی نسبت کہتے کہ میں اسے ایسا خیال کرتا ہوں وہ ویسی ہی نکلتی قیس بن خارق کہتا ہے کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔ ابنِ صیاد نے خود بھی ابوسعید خدریؓ کو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً کے راستہ میں انہیں دلائل اور علامات سے مغلوب کیا تھا یعنی ابوسعید خدریؓ کو کہا۔ میں بڑا متعجب ہوں لوگوں سے جو مجھے دجال سمجھ رہے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ دجال لاولد ہوگا اور میری اولاد ہے۔ اور دجال کافر ہوگا اور میں مسلم ہوں۔ اور دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوسکے گا۔ اور میں اب مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کو جاتا ہوں۔ بعد اس کے ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہنے لگا قسمیہ کہتا ہوں کچھ شک نہیں اس میں کہ میں جانتا ہوں مولد یعنی محلِ پیدائش اس کی کو اور مکان اس کے کو۔ اور کہاں ہے وہ۔ یعنی فلانی جگہ۔ اور اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ اس نے مجھ کو اشتباہ میں ڈال دیا۔ الخ (مسلم)

اور ایسا ہی جابر بن عبداللہؓ کو جب محمد بن منکدر نے کہا کہ تم حلفاً ابنِ صیاد کو دجال کیوں کہتے ہو۔ تو جابر بن عبداللہ نے بجواب اس کے کہا۔ میں نے سنا ہے عمرؓ کو حلف اٹھاتا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ اور آپؐ نے حلف سے اسے روکا نہیں۔ (بخاری مسلم) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت جابرؓ کا حلفی طور پر ابنِ صیاد کو دجال کہنے کی بنا حضرت عمرؓ کے حلف پر تھی اور ان کی حلف اپنے زعم پر۔ کیونکہ قبل از سننے علامات کے ان کو باعثِ انطباق اکثر علامات کے ابنِ صیاد پر پختہ یقین تھا۔ اور آپؐ کا عمرؓ کو نہ روکنا حلف سے اس لیے ہوا کہ انہوں نے اپنے غالب ظن کے مطابق حلف اٹھائی تھی۔

اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ باقی علامات میں سے اکثر کا وجود ابنِ صیاد میں بروقت دعویٰ الوہیت کے محتمل تھا۔ یعنی آپؐ اور صحابہؓ کو یہ احتمال بھی ہوا کہ شاید مثلاً ک۔ ف۔ ر کا پیشانی پر ظاہر ہونا یا اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر وغیرہ وغیرہ کا ہونا اس وقت ہوں گے جب اس نے دعویٰ خدائی کا کیا۔ یہ احتمال اس کے مرنے تک چونکہ باقی تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بھی اس کے بارہ میں متردد رہے۔ الحاصل ابنِ صیاد میں اور اس کے ماں باپ میں چونکہ وجود اکثر علامات کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور جو موجود نہیں تھے ان کا وجود بھی اس کی حینِ حیات تک محتمل رہا۔ لہٰذا اس کے بارہ میں متردد رہے۔ قطع احتمال جب ہوا کہ وہ مرگیا۔ ناظرین یہی ہے وجہ تردد کی ابنِ صیاد کے بارہ میں۔ ازالۂ اوہام کو اس مقام پر دیکھنے سے ہرگز دھوکا نہ کھانا اور احادیثِ صحیحہ کو اپنی نافہمی کے باعث سے غلط نہ کہنا۔ مرزا صاحب کو تو اپنا مطلب زیرِ نظر ہے۔ تم کو آیات اور احادیث کے الٹ پلٹ کرنے سے بجز از نقصان کون سے فائدے کی امید ہے۔ اور یہ بھی آپ معلوم کرچکے ہوں گے کہ دجال کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر کا ہونا اور مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ علامات یہ سب از قبیلِ تخیل اور امتحانِ خداوندی ہوں گے نہ یہ کہ فی الواقع اور بغیر ابتلاء دجال موصوف بصفاتِ مذکورہ ہونا کہ شریک حق جل شانہٗ کا سمجھا جائے۔ یہ امور محض امتحاناً بدبختوں کے خیال میں ایسے نظر آئیں گے۔ مرزا صاحب نے ان کو واقعی سمجھ کر احادیثِ دجال کے معتقدین کو مشرک ٹھہرایا۔ اور اردو خوانوں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



کم علموں کو ایسا دھوکا دیا کہ آیات اور احادیثِ صحیحہ کے منکر ہو گئے۔ کسی میں تحریف اور کسی کی تغلیط۔ وہ خواب جس کی تعبیر مرزا صاحب نے مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم سے نیند کی حالت میں استفسار فرمائی تھی (یعنی میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ جب دائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں مخالف اس سے قتل ہو جاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں دشمن اس سے مارے جاتے ہیں) شائد اس کی تعبیر یہ نہ ہو کہ تلوار آپ کے ہاتھ میں مراد اس سے قوتِ درّاکہ جو تیز ہے جیسی تلوار کی دھار تیز ہوتی ہے۔ دائیں جانب آیاتِ قرآنیہ اور بائیں جانب احادیثِ صحیحہ۔ قوتِ درّاکہ کی تیغ جب آیات کی طرف چلتی ہے ہزاروں مضمون جو مراد شارع تھی قتل کیے جاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلتی ہے تو ہزاروں مضامین احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مارے جاتے ہیں تعجب ہے کہ مرزا صاحب بمقابلہ آیات اور احادیثِ صحیحہ کے جن سے آپ کا مسیح موعود نہ ہونا واضح ہو چکا ہے لامھدی الا عیسٰی کو لاتے ہیں جس کی نقادانِ حدیث نے تضعیف کی ہے مثل محقق ابنِ جزری وغیرہم۔

ایام الصلح کے صـ۱۱۸ پر کتاب اقتباس الانوار کا حوالہ دے کر ذکر بزور فرماتے ہیں جو عبارت ہے تصرف کرنے سے روح کسی کامل کی صاحب ریاضت اور مجاہدہ پر۔ اور نزولِ مسیح عبارت اسی بروز سے ہے مطابق حدیث لامھدی الا عیسٰی بن مریم کے یعنی روح عیسوی مہدی آخرالزمان میں جو میں ہوں متصرف ہوگی۔ انتہٰی بغرضہ۔

میں کہتا ہوں آپ مصنف کتاب مذکور کو جو شیخ محمد اکرم صابری ہیں اسی صفحہ میں اس طور پر موصوف کرتے ہیں کہ از اکابر صوفیہ متاخرین بودہ می فرماید۔ اگر فی الواقع آپ کے اعتقاد میں حضرت موصوف ایسے ہی ہیں تو اقتباس الانوار کے اسی صفحہ یعنی ۵۲ پر تیسری سطر میں ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت شیخ محمد اکرم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد نقل اس قول کے بایں لفظ فرماتے ہیں: "ایں مقدمہ بغایت ضعیف است"۔ اور صفحہ ۳۴ اسی کتاب کے اوپر سطر دسویں میں فرماتے ہیں: "ایں روایت مرقول کسے را کہ می گوید مہدی ہمیں عیسٰی علیہ السلام است دمتمسک مے کند بایں حدیث کہ لامھدی الا عیسٰی بن مریم وجواب ایں حدیث حمل است بر حذف لامھدی بعد المھدی المشھود الذی ھو من اولادِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی علیہ السلام الا عیسٰی علیہ السلام"۔ انتہٰی۔ اور نیز قصیدہ نعمت اللہ ولی جس کا نام آپ نے نشانِ آسمانی رکھا ہے۔ مہدیِ وقت اور عیسٰی کے ایک ہی شخص ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ مزید برآں موجبِ تعجب یہ ہے کہ مہدیِ وقت عیسٰیِ دوراں ہر دو را شہسوارے بینم"۔ واؤ جو مہدیِ وقت اور عیسٰی کے درمیان ہے اس کو واؤ تفسیر ٹھہرایا۔ اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ دوسرے مصرعہ میں لفظ ہر دو را جو واقع ہوا ہے وہ کیا کہہ رہا ہے لامھدی الا عیسٰی کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو بھی مرزا صاحب کو مفید نہیں کیونکہ جب ارادہ مثیل کا ابنِ مریم سے بشہادتِ آیاتِ قرآنیہ ممتنع ہوا تو پھر وہی عیسٰی بن مریم جو نبیِ وقت تھا مہدی بنا مرزا صاحب کو کیا فائدہ؟

احادیثِ نزول اور ظہورِ دجال اور مہدی متواترۃ المعنے ہیں مسلمانوں کو ایمان رکھنا ان کے ساتھ ضروری ہے۔ ہرگز ہرگز کسی کے دھوکا میں نہ آنا چاہیئے۔ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ اور دلیل اُن کے مسیح موعود نہ ہونے پر الہامی کلام حضرت عیسٰے علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی ہے (۲۲) "تب اگر کوئی تمہیں کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں تو یقین مت لاؤ"۔ (۲۳) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے یہاں تک کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے"۔ (۲۴) "دیکھو میں پہلے سے ہی کہہ چکا ہوں"۔ (۲۵) "پس اگر وے تمہیں کہیں۔ دیکھو وہ جنگل میں ہے تو باہر مت جاؤ۔ دیکھو وہ کوٹھڑی میں ہے تو باور مت کرو"۔ (۲۶) کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندتی ہے اور پچھم تک چمکتی ہے ویسا ہی انسان کے بیٹے کا آنا بھی ہوگا"۔ اس میں مرزا صاحب کا جواب کہ جھوٹے مسیح پادری لوگ ہیں۔ نہایت ہی سست اور لگا ہے۔ کیونکہ جھوٹا مسیح وہ ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور علاماتِ لازمہ موجود نہ ہوں خواہ پادری ہو یا مسلمان۔

ناظرین کو بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ سب احادیثِ صحیحہ متواترہ اسی مسیح بن مریم کے آنے سے خبر دے رہی ہیں جو نبیِ وقت تھا اور

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



اُس کے زمانۂ نزُول کے علاماتِ متذکرہ بالا ابھی موجُود نہیں۔ مرزا صاحب ازالہ میں لکھتے ہیں کہ مُسلمان کم از کم میرے قول کو حُسنِ ظن کے طریق پر ہی مان لیتے۔ جناب ہم کو مان لینے میں کوئی عُذر نہ تھا۔ اگر کتاب اللہ اور کتاب الرسُول اور اجماعِ اُمّت برخلاف آپ کے شہادت نہ دیتے۔ آپ منانے کا انتظار نہ کیجئے۔ تقصیر تحریف آیات و احادیث بارگاہِ الٰہی سے معاف کرانے کا فکر فرمائیں ابھی وقت ہے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ مَیں سچ کہتا ہُوں آپ نے معتقدوں کے لیے ایسا راستہ بتایا ہے اور اصُول قائم کیے ہیں کہ ضرور ہی وُجودِ حشر وغیرہ مواعیدِ ربانیہ کے مُنکر ہو جائیں گے۔ ازالہ میں آپ یہ قول اپنے معتقدین کے بارہ میں لکھ کر (کہ قریب تر با من اور نزدیک تر بسعادت کون لوگ ہیں۔ کیا وُہ لوگ جنہوں نے اِس عاجز کا مسیح موعُود ہونا مان لیا ہے یا وُہ لوگ جو منکر ہو گئے) اُن کو خوش تو فرمایا ہے مگر آپ نے اُن کے لیے یہ خیر و برکت تجویز کر دی ہے کہ قبل از وقوع شئے اُس کے ساتھ اِیمان نہ رکھنا گو کہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے ہزاروں نظائر پیشین گوئیوں کے بعینہٖ اُسی طرح ظہُور میں آئے بشہادتِ حلفی بیان فرمائیں۔ بنائً علیہ عذابِ قبر و سوالِ مُنکر نکیر و حشر وغیرہ اُمُور واجبۃ الایمان میں اُن کو مذبذب کر دینے کے انوار و برکات سے افادہ بخشا ہے۔ رسُولوں علیہم السّلام کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں مسیح کا مکاشفہ کچھ بہت صاف نہیں تھا۔ ازالہ صـ۶۹۰۔ یہ دخل شیطانی کلمہ کا کبھی انبیاء اور رسُولوں کو وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ ازالہ صـ۶۲۸۔ کچھ تعجب نہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ابنِ مریم۔ دجّال۔ یاجوج ماجوج۔ دابۃ الارض۔ دجّال کے گدھے کی حقیقتِ کاملہ اور اصلی معلوم نہ ہوئی ہو۔ ازالہ صـ۶۹۱ مَیں کہتا ہُوں انبیاء علیہم السّلام کو دھوکا لگ جاتا ہے (العیاذ باللہ) مگر آپ (مرزا صاحب) کا اِلہام بالکل محفوظ اور قطعی ہے جن کو غیب کے مطلع کرنے پر اِتنا اِہتمام کیا جائے فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۔ یعنی کلامِ ربّانی چوکیوں پہروں سے بحفظِ تمام اُنہیں تک پہنچائی جائے۔ اُن کا مکاشفہ ناقص اور پر اِشتباہ۔ اور جن کے یہ نشان نہیں اُن کا مکاشفہ کامل اور واضح تر۔ آپ ازالہ کے صـ۱۸۱ میں فرماتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ وُہ خُدائے تعالیٰ کے بھیجے ہُوئے بندہ پر ایمان لا کر اُس سختی اور غضبِ اِلٰہی سے بچ گئے جو اِن نافرمانوں کے حصّہ میں ہوتا ہے جن کے حصّہ میں بجُز تکذیب اور اِنکار کے اور کچھ نہیں۔ مَیں کہتا ہُوں خُدائے تعالیٰ کا بھیجا ہوا بندہ ترجمہ ہے عبدہٗ و رسولہٗ کا۔ ہم بصدقِ دِل پڑھتے ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ الخ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چُونکہ خاتم النّبیین جانتے ہیں لہٰذا آپ کو عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ موصُوف بہ مجمُوع ہر دو صفت نہیں مانتے۔

ازالہ کے صـ۱۵۵ میں آپ فرماتے ہیں۔ اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اِسی صُورت میں متصوّر ہے کہ اَب وُہ آسمان سے اُتر ہی آوے۔ تا مَیں مُلزم ٹھہر سکُوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مِل کر دُعا کریں کہ مسیح ابنِ مریم آسمان سے اُترتے دِکھائی دیں۔ اگر کوئی کہے کہ اہلِ حق کی دُعا اہلِ باطل کے مقابل پر قبول ہونی ضروری نہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ہندوؤں کے مقابل مُسلمانوں کی دُعا قیامت کے بارہ میں قبول ہو کر ابھی قیامت آجائے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ قیامت سات ہزار برس گذرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی۔ اور ضرور ہے کہ خُدا اُسے روکے رہے جب تک وُہ ساری علامتیں کامل طور پر ظاہر نہ ہو جائیں جو حدیثوں میں لکھی گئی ہیں لیکن مسیح کے ظہُور کا وقت تو یہی ہے۔ اور وُہ تمام علامتیں بھی پیدا ہو گئیں جن کا مسیح کے وقت پیدا ہونا ضرُوری تھا۔ ازالہ صـ۴۶۳۔ ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قول مرزا صاحب کا کہ مسیح کو بذریعہ دُعا جلد آسمان سے اُتار لو اگر سچے ہو۔ اُسی قبیل سے ہے جو منکرینِ قیامت کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب متحقّق ہوگا۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ہم کہتے ہیں کہ اِس کا علم بجُز خُدا جلّ شانہٗ کے اور کسی کو نہیں۔ منکرین جب معائنہ کریں گے اُن کے مُنہ بُرے ہو جائیں گے اور اُن کو کہا جائے گا یہ ہے وُہ جس کو تم مانگتے تھے۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ نزُولِ مسیح کا وجُود قیامت پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ مسیح موعُود آچکا اور علامات بھی موجُود ہو چکے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



میں کہتا ہوں ناظرین کو ماقبل سے واضح ہوگیا کہ علاماتِ مبینہ فی الاحادیث ظہور میں نہیں آئے۔ اور مسیح بن مریم جو نبی وقت ہوا ہے اور جس کا وعدہ نزول کا احادیث میں مذکور ہے وہ کہاں آیا؟ بمثیل کا مراد لینا احادیث سے پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہ جو لکھا ہے کہ "قیامت سات ہزار سال سے پہلے نہیں آسکتی" میں کہتا ہوں کہ یہ سات ہزار سال کی تحدید جو آپ نے لگا دی یہ منافی ہے۔ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ کے اور اُن احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی بیان فرمائی اور اُس حدیثِ معراج کے جس میں عیسٰے علیہ السلام نے ذکرِ معاہدہ رب کا کیا۔ بخاری میں عمرؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ذکر ابتدا پیدائش سے لے کر انتہا تک فرمایا حتیٰ کہ اہلِ جنت کو جنت میں اور اہلِ نار کو نار میں داخل کر دیا۔ بایں مکاشفہ آپ قیامت کے بارہ میں اس طرح مامور ہیں۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور بجواب سوال جبرائیل یوں فرماتے ہیں۔ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ کسی جگہ آپ نے اس علم کا افادہ نہیں فرمایا کہ سات ہزار سال تک تو بے غمی ہے بعد ازاں وقوع اس کا ہوگا مگر وقت معین معلوم نہیں۔ اُردو خوانوں سادہ لوحوں کو کیا کیا دھوکے، کیا کیا مضامین اُلٹ پلٹ کیے ہوئے سُناتے ہیں۔ اللہ حافظ ہو۔ اور حدیث اَلدُّنْیَا سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ وَاَنَا فِیْ اٰخِرِهَا اَلْفًا بر تقدیرِ صحت کے مراد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے آج تک چھ ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اور ساتواں ہزار شروع ہے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں۔ (مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور استشہاد مرزا صاحب کا ساتھ حدیث اَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ کے موقوف ہے اس امر کے اثبات پر کہ مابعد لفظ کَمَا اور ماقبل اس کا مشارک فی جمیع الاوصاف والاحکام ہوتے ہیں۔ ودونہ خرط القتاد۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دیکھو آیہ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ جو اسی حدیث میں مذکور ہے۔ اعادہ اور بداء الخلق مغائر فی الکیفیت ہیں بہ سبب اشتراک دونوں کے حیز قدرت میں کلمہ کَمَا اطلاق کیا گیا۔ ایسا ہی حدیث شریف میں بیان اشتراک فی وصف البراۃ منظور ہے نہ فی جمیع الخصوصیات۔ اور باقی استشہادات کے اجوبہ دوسری جگہ ملاحظہ کیے جائیں۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

تَمَّ

یقول مصححه الحافظ **الغازی** عفی عنه حمدًا لمن انعم علینا باظهار الحق فی معنی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ علی وجه ما جاء به احد ونجانا من شبهات مرزا صاحب قادیانی علی لسان العلامة الفاضل والولی الکامل معدن العلوم الظاهریة ومنبع الفیوض الباطنیة حاج الحرمین الشریفین السید الجیلانی سیدنا ومرشدنا سید پیر **مهر علی شاه** ساکن گولڑا شریف افاض الله علینا من برکاتهم وصلوةً وسلامًا علی من قال یَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ تَمَّ بحمده تعالیٰ طبع الکتاب المستطاب المسمّٰی **بشمس الهدایة** طبع اولیٰ فی شهر رمضان المبارک سنه ۱۳۱۷ من الهجرة النبویة علی صاحبها الوف من الصلوٰة والاف من التحیة

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

# اعلانِ طبعِ اوّل

اکثر عُلمائے عظام نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عقائدِ شنیعہ کی تردید میں بہت عُمدہ عُمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بلکہ کئی اَور ذریعوں سے بھی اپنے سچّے دینِ محمدیہ کی حمایت کر کے مُسلمانوں کو قادیانی صاحب کے مصنُوعی اِلہاموں وغیرہ دھوکوں سے بچا کر مستفید فرمایا۔ مگر بخیالِ بندہ آیتِ کریمہ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اَور ایسے ہی بعض دیگر مقامات کی پُورے طور سے مفصّل کسی صاحب نے تشریح نہیں فرمائی تھی۔ جس کے لیے مَیں نے اَور میرے چند احباب نے عالی جناب مولٰینا و مُرشدنا جناب سیّد حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب دام فیوضہم کی خدمتِ بابرکت میں اِس پر کچھ لِکھنے کے واسطے عرض کی۔ چنانچہ حضرت صاحب موصُوف نے نہایت مہربانی سے بہ نظرِ فائدۂ اِسلام قبُول فرما کر اُردُو میں مُطابق قرآنِ کریم و حدیثِ رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وسلّم یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ جس کا نام شمسُ الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح رکھا گیا۔ پس اہلِ اِنصاف و اِسلامی ہمدردوں سے اُمّید کی جاتی ہے کہ وُہ ضرُور اِسے مُلاحظہ کرنے کے بعد اپنے سچّے عقیدہ محمدیہ پر اپنی محبّت و حمایت کو قائم رکھیں گے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی کا راہِ راست پر آنا بوجہ ان کے اپنے عجُوبہ اِلہامات کے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ وُہ بیچارے اَب اپنی ہٹ دھرمی سے بھی مجبُور ہیں۔ خُداوند کریم اُن پر رحم فرماوے۔

مرزا صاحب یا ان کا کوئی رفیق رسالہ ہذا کا جواب لِکھنا چاہے تو بے شک لِکھے۔ مگر تہذیب اَور قرآن کریم و حدیث شریف کی پابندی اِس پر ضرُوری اَور لازم ہوگی۔

خادمِ اِسلام

مولوی محمّد غازی عفی عنہ حال وارد لاہور

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

# تصنیفات

علامۂ دوراں، قطبِ زماں حضرت قبلۂ عالم سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ

**تحقیق الحق فی کلمۃ الحق** } یہ کتاب کلمۂ طیبہ کی تشریح اور مسئلہ وحدت الوجود کے بیان میں ہے۔ جو کہ حضرات صوفیائے کرام کے مکشوفات میں سے ہے۔ اور ساتھ ہی لکھنؤ کے مشہور صوفی مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کی کتاب کلمۃ الحق کا جواب بھی ہے جس میں شاہ صاحب موصوف نے مسئلہ وحدت الوجود کو کلمۂ طیبہ کا مدلول ثابت فرما کر تمام اُمت کو اس کشفی مسئلہ کے ساتھ مکلف ہونے پر کافی دلائل پیش فرمائے تھے۔ آں جنابؒ نے اپنے خُداداد علمی و عرفانی کمالات سے ایک طرف شاہ صاحب مرحوم کے اس خطرناک نظریہ کی تردید فرمائی جس سے اُمتِ مسلمہ کے اکثر افراد کا کلمۂ طیبہ پر ایمان سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ اور دُوسری طرف صُوفیائے کرام کے مسلک کے مُطابق مسئلہ مذکورہ کی ایسی تشریح فرمائی جو اربابِ علم و ذوق کے لیے خضرِ راہ ہے۔ آخر میں صُوفیائے وجودیہ کے سلوک اور توجہ کے طریقہ کو نہایت ہی عُمدہ انداز میں بیان فرما کر بطور تبرک حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مختصر سیرتِ طیبہ اور نہایت ہی مُفید اور کارآمد ضمیموں پر کتاب کو ختم فرمایا ہے۔ پہلا ایڈیشن جو ۱۳۱۵ھ میں طبع ہوا تھا، کافی عرصہ سے ختم ہو چکا تھا۔ اب دُوسرا ایڈیشن بمعہ اُردو ترجمہ اور مختصر حالاتِ مصنف رحمۃ اللہ علیہ طبع ہو چکا ہے جو اُردو خوان حضرات کے لیے بھی کافی مفید ہے۔ ضخامت ۲۸۸ صفحات، قیمت فی جلد ۱۵ روپے

**شمس الہدایہ** } یہ کتاب حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کے زندہ آسمان پر تشریف لے جانے اور قیامت کے قریب واپس زمین پر نزول فرمانے کے موضوع پر کتاب و سُنت کی روشنی میں ایک لاجواب تحفہ ہے جس کے پڑھنے سے موجودہ دَور کے بعض غلط خیالات کی پُوری تردید سامنے آجاتی ہے جن کی وجہ سے ختمِ نبوت جیسے متفقہ اور اجماعی عقیدہ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کافی کوشش کی گئی تھی۔ کتاب اُردو میں ہے جس سے اکثر طبقہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ پانچواں ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ چھٹا زیرِ طبع ہے۔ صفحات ۱۰۴۔ قیمت ۱۵ روپے

**سیفِ چشتیائی** } یہ کتاب حیاتِ مسیح علیہ السلام اور ختمِ نبوت کے منکرین کے رد میں لکھی گئی ہے۔ اور بلاشبہ اس موضوع پر قوتِ استدلال اور طرزِ بیان کے لحاظ سے بے نظیر ہے اور ہر طبقہ کے علماء میں مقبول ہے۔ سابق ایڈیشن ختم ہے اور نیا ایڈیشن سفید کاغذ پر عُمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ منظرِ عام پر آچکا ہے۔ ضخامت ۲۵۸ صفحات۔ قیمت فی جلد ۲۵ رُوپے

**فتاویٰ مہریہ (حصہ اوّل)** } یہ کتاب آنجناب کے قلمی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جس میں بغرضِ سہولت آپ کے دیگر تصنیفات میں مختلف مقامات پر بیان کردہ بعض دیگر مسائل بھی ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں جو کہ اہلِ علم و عقیدت حضرات کے لیے نہایت ہی مُفید ہے۔ ضخامت ۱۵۴ صفحات۔ قیمت فی جلد ۱۵ رُوپے

**اعلاءُ کلمۃ اللہ فی بیان وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ** } یہ کتاب وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی تفسیر ہے جس میں مسائلِ نذر و نیاز، سماعِ موتیٰ، استمدادِ اولیاء کرام کو نہایت ہی شستہ انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اور ان مسائل میں مدت سے اہلِ اسلام میں جو اختلاف چلا آرہا تھا اُسے نہایت ہی اعتدال و انصاف کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تین ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں۔ اب چوتھا ایڈیشن زیرِ طبع ہے۔ قیمت ۱۵ رُوپے

**مکتوباتِ طیّبات** } یہ کتاب آنجناب کے خطوط اور تحریرات کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً آپ نے احباب اور معتقدین کو لکھے ہیں اور اکثر اُردو میں ہیں جن کے مطالعہ سے شریعت و طریقت کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ تیسرا ایڈیشن طبع ہو چکا ہے۔ ۴۰۰ صفحات بعائی قیمت ۱۵ روپے

**پنج گنجِ عرفان** } نعتیہ کلام حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ بعہ قصیدہ مضریہ مع اسنادِ پنجابی۔ دُعائے حزب البحر و چہل کاف و قصیدہ مدحیہ در شانِ حضور قبلۂ عالم قدس سرہٗ۔ قیمت ۱۰ رُوپے

**مجموعۂ وظائف** (مترجم) چشتیہ۔ از حضور قبلۂ عالم قدس سرہٗ نفیس ٹائیٹل۔ عُمدہ کتابت و طباعت کاغذ سفید صفحات ۳۲۰۔ قیمت صرف ۱۵ رُوپے

**ملفوظاتِ طیّبات**۔ ترجمہ اُردو طبع ہو کر قارئین کی خدمت میں پیش ہو چکا ہے۔ بارِ سوم۔ نیا ایڈیشن، قیمت ۱۵ رُوپے

**الفتوحات الصمدیہ**۔ قیمت ۱۰ رُوپے — **عجالہ بردو سالہ**۔ قیمت ۱۰ رُوپے

ملنے کا پتہ:۔ آستانۂ عالیہ گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari